

فہرست مضامین خطبات موعظت جلد اول از محترم تاجستانی الشانی

صفحہ نمبر	نشری مضامین	صفحہ نمبر	سلاسل مضامین	مجموعہ اول	مجموعہ دوم
۷۰	فضائل علامہ ابراہیم بن علیؒ کے احکام	۱	خطبہ جمعہ اول	۱۰	۱۱
۷۱	بہائم محرم کی بہت لائق تاریخ	۲	خطبہ جمعہ دوم	۱۲	۱۳
۸۱	ترغیب اتباع حق و نصیحت و تہذیب برکت	۳	خطبہ جمعہ اول	۱۴	۱۵
۹۸	ضمیمہ در بیان برکت و برکت اولاد ثانی	۴	خطبہ جمعہ دوم	۱۶	۱۷
۱۰۸	علم دین کی اہمیت و فضیلت	۵	خطبہ جمعہ اول	۱۸	۱۹
۱۱۲	انکسار علماء و علماء و حق و مشورہ کا معیار	۶	خطبہ جمعہ دوم	۲۰	۲۱
۱۳۲	تہذیبی و بدقالی اہل توحید کی تردید	۷	خطبہ جمعہ اول	۲۲	۲۳
۱۴۰	عقائد اسلام کی مختصر توضیح	۸	خطبہ جمعہ دوم	۲۴	۲۵
۱۴۸	ذکر ولادت و شہادت و شہادت و شہادت و شہادت	۹	خطبہ جمعہ اول	۲۶	۲۷
۱۶۲	تعلیم و ترقی کی اہمیت و فضیلت	۱۰	خطبہ جمعہ دوم	۲۸	۲۹
۱۷۳	احکام طہارت کا مختصر بیان	۱۱	خطبہ جمعہ اول	۳۰	۳۱
۱۸۴	توضیح در باب ادا امر و نہی	۱۲	خطبہ جمعہ دوم	۳۲	۳۳
۱۹۲	رکن اول نماز کا بیان	۱۳	خطبہ جمعہ اول	۳۴	۳۵
۲۰۳	جماعت و جمعہ کی ترغیب	۱۴	خطبہ جمعہ دوم	۳۶	۳۷
	ضمیمہ در بیان بعض مسائل فقہیہ	۱۵	خطبہ جمعہ اول	۳۸	۳۹

فہرست مضامین مقدمہ

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱۲	مقدمہ	۱۲
۱۵	انتساب	۱۵
۱۶	شکر و التوا	۱۶
۱۸	مقدمہ	۱۸
۲۲	موضوعات بحث و مساجد	۲۲
۲۸	موضوعات مساجد سے گلا ریش	۲۸
۳۱	ان خطبات کی چند خصوصیات	۳۱
۳۲	اہمیت متعلق خطبات	۳۲
۳۷	اردو و غلط سنانے کا بہترین وقت اور طریقہ	۳۷
۴۲	بحث کراہت خطبہ مجتہد و مخلوط	۴۲
۴۲	خطبہ غیر عربی میں جائز نہیں	۴۲
۴۲	خطبہ کی زبان عربی ہونے پر تشریحات فقہانہ	۴۲
۴۸	امام صاحب کے نزدیک کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی	۴۸
۴۹	ایک مخالف اور اس کا ازالہ	۴۹
۵۱	ایک مشیہ کا جواب	۵۱
۵۳	زبان کا اثر معاشرہ اور اخلاق و دین پر	۵۳
۵۴	ہندوستان میں انگریزی زبان رائج کرنے کا سیاسی مقصد	۵۴
۵۶	اذان، نماز، خطبہ کی زبان عربی رکھنا ایک اہم سیاسی مقصد	۵۶
۵۱	لادین مؤرخوں کا اعتراف	۵۱
۵۸	خطبہ جمعہ و غیرین میں فرق	۵۸
۶۰	تقریظ از حکیم الامت حضرت مولانا قاضی محمد شفیع	۶۰
۶۱	تذہیب	۶۱
۶۲	ایک تازہ شخصیت	۶۲

فہرست مضامین

نمبر شمار	مجموعات ماہ
۳۱	خطبہ جمعہ اول رجب
۳۲	دوم
۳۳	سوم
۳۴	چہارم
۳۵	پنجم
۳۶	خطبہ جمعہ دوم
۳۷	دوم
۳۸	سوم
۳۹	چہارم

صفحہ نمبر	تشریح مضامین	مجموعات ماہ	نمبر شمار
۲۱۶	تقرب بالنواقل اور حقیقت ولایت	تقرب بالنواقل	۱۵
۲۲۵	علامہ ولایت اور ولی اللہ کی پہچان	تعلیم ضروریات دین	۱۶
۲۳۷	اسلام کا رکن دوم زکوٰۃ	معیار ولایت	۱۷
۲۴۷	مادیات کی ترقی یا دنیا فلبی کی مذمت	ارکان اسلام	۱۸
۲۵۶	کسب معاش کی فضیلت و اہمیت	مسلمان کا نصب العین	۱۹
۲۶۴	کسب حرام کی مذمت کا بیان		۲۰
۲۷۱	اداء حقوق کی اہمیت اور ظلم کی ممانعت	اداء حقوق	۲۱
۲۸۱	حقوق مسلم بر مسلم	آداب معاشرت اسلامیہ	۲۲
۲۸۹	حقوق جوار و اقارب		۲۳
۲۹۷	حقوق والدین اور ان میں تعدیل		۲۴
۳۰۷	حقوق اولاد		۲۵
۳۱۷	حقوق زوجین		۲۶
۳۲۷	تہذیب لباس	تہذیب اسلامی	۲۷
۳۳۸	تہذیب زینت اور خلق لمحہ کی ممانعت		۲۸
۳۵۲	تعلیم نسوان اور یرمده کا بیان		۲۹
۳۶۴	آداب مجلس و اخوة اور صحبت برادر کا بیان		۳۰

فہرست مضامین خطبات موعظت جلد دوم از مایہ رجب تا ذی الحجہ

صفحہ نمبر	تشریح مضامین	فہم عنوان	تعداد	مضامین	مضامین	مضامین	مضامین	مضامین
۳۸۱	تہذیب سفر و سیر و تفریح اور نامائے تفریحات کی تشریح	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ اول رجب	۳۸۱	۱۱	۳۸۱	۳۸۱
۳۸۲	تہذیب اکل و شرب و نوم و یقلہ	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ دوم	۳۸۲	۱۱	۳۸۲	۳۸۲
۳۸۳	تہذیب خواہشات نفس اور آداب طہارت کا بیان	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ سوم	۳۸۳	۱۱	۳۸۳	۳۸۳
۳۸۴	تہذیب کلام و مذمت کذب وغیرہ	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ چہارم	۳۸۴	۱۱	۳۸۴	۳۸۴
۳۸۵	تہذیب مالیات کا بیان	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ پنجم	۳۸۵	۱۱	۳۸۵	۳۸۵
۳۸۶	فضائل ماہ شہان و شب برات	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ شہان شہان	۳۸۶	۱۱	۳۸۶	۳۸۶
۳۸۷	ترغیب اتفاق اور دلاویز عہد وغیرہ	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ دوم	۳۸۷	۱۱	۳۸۷	۳۸۷
۳۸۸	مذمت خیانت و سرور وغیرہ	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ سوم	۳۸۸	۱۱	۳۸۸	۳۸۸
۳۸۹	اور ترغیب امانت داری	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ چہارم	۳۸۹	۱۱	۳۸۹	۳۸۹
۳۹۰	مذمت حسد و بغض کا بیان	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ پنجم	۳۹۰	۱۱	۳۹۰	۳۹۰

۱۲ کے کلمے ہیں اور سونے جانے کی تہذیب کے بیان میں ۱۲

صفحہ نمبر	تشریح مضامین	فہم عنوان	تعداد	مضامین	مضامین	مضامین	مضامین	مضامین
۲۱۶	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ اول رجب	۲۱۶	۱۱	۲۱۶	۲۱۶
۲۱۷	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ دوم	۲۱۷	۱۱	۲۱۷	۲۱۷
۲۱۸	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ سوم	۲۱۸	۱۱	۲۱۸	۲۱۸
۲۱۹	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ چہارم	۲۱۹	۱۱	۲۱۹	۲۱۹
۲۲۰	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ پنجم	۲۲۰	۱۱	۲۲۰	۲۲۰
۲۲۱	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ شہان شہان	۲۲۱	۱۱	۲۲۱	۲۲۱
۲۲۲	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ دوم	۲۲۲	۱۱	۲۲۲	۲۲۲
۲۲۳	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ سوم	۲۲۳	۱۱	۲۲۳	۲۲۳
۲۲۴	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ چہارم	۲۲۴	۱۱	۲۲۴	۲۲۴
۲۲۵	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ پنجم	۲۲۵	۱۱	۲۲۵	۲۲۵
۲۲۶	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ شہان شہان	۲۲۶	۱۱	۲۲۶	۲۲۶
۲۲۷	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ دوم	۲۲۷	۱۱	۲۲۷	۲۲۷
۲۲۸	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ سوم	۲۲۸	۱۱	۲۲۸	۲۲۸
۲۲۹	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ چہارم	۲۲۹	۱۱	۲۲۹	۲۲۹
۲۳۰	تہذیب مال و اموال اور حقیقت ولایت	تہذیب اسلامی	۱۱	خطبہ پنجم	۲۳۰	۱۱	۲۳۰	۲۳۰

فہرست مضامین مقدمہ

صفحہ نمبر

نمبر شمار نمون

۱۴

انتخاب

۱۵

شکر و التجا

۱۶

مقدمہ

۱۸

معروضات بخند مت ائمہ مساجد

۲۴

مولیان مساجد سے گدارش

۲۸

ان خطبات کی چند خصوصیات

۳۱

ہدایت متعلق خطبات

۳۲

اردو وعظ سنانے کا بہترین وقت اور طریقہ

۳۷

بحث کراہت خطبہ عجمیہ و مخلوط

۴۲

خطبہ غیر عربی میں جائز نہیں

۴۴

خطبہ کی زبان عربی ہونے پر تصریحات فقہانہ

۴۸

امام صاحب کے نزدیک کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی

۴۹

ایک مقالہ اور اس کا ازالہ

۵۱

ایک شبہ کا جواب

۵۳

زبان کا اثر معاشرت اور اخلاق و دین پر

۵۴

ہندوستان میں انگریزی زبان رائج کرنے کا سیاسی مقصد

۵۶

اذان، نماز، خطبہ کی زبان عربی رکھنا ایک اہم سیاسی مقصد

۵۱

یورپین مؤرخوں کا اعتراف

۵۸

خطبہ جمعہ و عیدین میں فرق

۶۰

تقریظ از حکیم الامتہ حضرت مولانا قاسمی قدس سرہ

۶۱

تذییل

۶۲

ایک تازہ مصیبت

۶۳

فہرست

از

نمبر شمار

مجموعہ

۱ خطبہ جمعہ

۲

۳

۴

۵

۶ خطبہ جمعہ

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

فہرست مضامین خطبات موعظت چلہ اول از محترم تاجمادی الشانی

نمبر شمار	جمعات ماہ	سلسلہ مضامین	تشریح مضامین	صفحہ نمبر
۱	خطبہ جمعہ اول محرم الحرام	تردید بدعت	فضائل عاشوراء اور بدعتی حکام	۷۰
۲	دوم	"	بدعات محرم کی ابتدائی تاریخ	۷۱
۳	سوم	"	ترغیب اتباع سنت و تنہج بدعت	۸۶
۴	چہارم	تعلیم ضروریات دین	ضمیمہ در بدعت ربیع الاول ثانی	۹۸
۵	پنجم	"	علم دین کی اہمیت و فضیلت	۱۰۸
۶	خطبہ جمعہ اول صفر	"	معید العلماء اقات علماء و علماء حق و شیعہ کا معیار	۱۲۲
۷	دوم	"	تعلیم عقائد عقائد اسلام کی مختصر توضیح	۱۳۲
۸	سوم	"	"	۱۴۰
۹	چہارم	"	تکمیل ایمان بالرسول	۱۴۸
۱۰	پنجم	"	تعلیم قرآن کی اہمیت و فضیلت	۱۶۲
۱۱	خطبہ جمعہ اول ربیع الاول	"	احکام طہارۃ کا مختصر بیان	۱۷۴
۱۲	دوم	"	طہارۃ	۱۸۴
۱۳	سوم	"	توضیح درجاتِ ادا و نواہی	۱۹۴
۱۴	چہارم	"	ارکان اسلام رکن اول نماز کا بیان	۲۰۳
			جماعت و جمعہ کی ترغیب	
			ضمیمہ در بیان بعض مسائل فقہ	

صفحہ نمبر

۱۴

۱۵

۱۶

۱۸

۲۴

۲۸

۳۱

۳۲

۳۷

۴۲

۴۴

۴۸

۴۹

۵۱

۵۳

۵۴

۵۶

۵۱

۵۸

۶۰

۶۱

۶۲

تشریح

نقد

تفسیر

مترہ

صفحہ	تشریح مضامین	صفحہ مضامین	خاص و ذاتی	جماعت ماہ	پرستار
۲۱۶	تقرب بالذوال اور حقیقت و الہیت	تقرب بالذوال	تعلیم ضروریات دین	خطبہ جمعہ پنجم ربیع الاول	۱۵
۲۲۵	علامات ولایت اور ولی اللہ کی پہچان	معیار ولایت	•	• اول ربیع الثانی	۱۶
۲۳۵	اسلام کا رکن دوم زکوٰۃ	ارکان اسلام	•	• دوم	۱۷
۲۴۷	ہادیات کی ترقی یا دنیا فطی کی مذمت	مسلمان کا نصب العین	•	• سوم	۱۸
۲۵۶	کسب معاش کی فضیلت و اہمیت	•	•	• چارم	۱۹
۲۶۴	کسب حرام کی مذمت کا بیان	•	•	• پنجم	۲۰
۲۷۱	اداء حقوق کی اہمیت اور ظلم کی ممانعت	اداء حقوق	آداب معاشرت اسلامیہ	• اول جمادی الاول	۲۱
۲۸۱	حقوق مسلم بر مسلم	•	۲	• دوم	۲۲
۲۸۹	حقوق جوار و اقارب	•	۳	• سوم	۲۳
۲۹۷	حقوق والدین اور ان میں تعدیل	•	۴	• چارم	۲۴
۳۰۷	حقوق اولاد	•	۵	• پنجم	۲۵
۳۱۷	حقوق زوجین	•	۶	• اول جمادی الثانی	۲۶
۳۲۷	ہتذیب لباس	ہتذیب اسلامی	۷	• دوم	۲۷
۳۳۸	ہتذیب زینت اور خلق الحیہ کی ممانعت	•	۸	• سوم	۲۸
۳۵۲	تعلیم نساں اور پردہ کا بیان	•	۹	• چارم	۲۹
۳۶۴	آداب مجلس و اخوۃ اور صحبت بد کا بیان	•	۱۰	• پنجم	۳۰

فہرست
از

پرستار	جماعت ماہ
۳۱	خطبہ جمعہ اول
۳۲	• دوم
۳۳	• سوم
۳۴	• چارم
۳۵	• پنجم
۳۶	خطبہ جمعہ اول
۳۷	• دوم
۳۸	• سوم
۳۹	• چارم

مکاتے پینے

فہرست مضامین خطبات موعظت جلد دوم از ماہ رجب تا ذی الحجہ

صفحہ نمبر	تشریح مضامین	خاص عنوان	سلسلہ مضامین	جماعت ماہ	نمبر شمار
۳۸۱	تہذیب سفر و میر و تفریح اور نا جائز تفریحات کی تشریح	تہذیب اسلامی	آداب معاشرت اسلامی	خطبہ جمعہ اول رجب	۳۱
۳۹۳	تہذیب اکل و شرب و نوم و یقظہ	"	۱۲	دوم	۳۲
۴۰۴	تہذیب خواہشات نفس اور آداب نکاح کا بیان	"	۱۳	سوم	۳۳
۴۱۶	تہذیب کلام و مذمت کذب و غیبت کا بیان	"	۱۴	چہارم	۳۴
۴۲۷	تہذیب مالیات کا بیان	"	۱۵	پنجم	۳۵
۴۳۸	فضائل ماہ شعبان و شب برات	"	بقیہ ضروریات دین	خطبہ جمعہ اول شعبان	۳۶
۴۴۹	ترغیب اتفاق اور دفاع عہد وغیرہ	تہذیب اخلاق	آداب معاشرت اسلامی	دوم	۳۷
۴۵۱	مذمت خیانت و سرقت وغیرہ اور ترغیب امانت داری	"	۱۶	سوم	۳۸
۴۶۵	مذمت حسد و بغض کا بیان	"	۱۷	چہارم	۳۹

۱۲ کھانے پینے اور سونے جانے کی تہذیب کے بیان میں

صفحہ نمبر	مضامین
۲۱۶	ولایت
۲۲۵	پہچان
۲۳۷	
۲۴۷	مذمت
۲۵۶	اہمیت
۲۶۴	یان
۲۷۱	لم کی محنت
۲۸۱	
۲۸۹	
۲۹۷	بدیل
۳۰۷	
۳۱۷	
۳۲۷	
۳۳۸	کی
۳۵۴	
۳۶۴	

نمبر	تشریح مضامین	سلسلہ خطبہ عام قرآن	سلسلہ خطبہ قرآن مطہر	مجلدات ماہ	نمبر
۵۸۳	تذییر ششم مہر و شکر کا بیان	بقیہ تداریک	آداب خطبہ اسلامی	خطبہ جمعہ اول ذیقعدہ	۵۱
۵۹۱	تذییر سہم خوف ورجاء کا بیان	"	۲۴	" دوم	۵۲
۶۰۲	تذییر ہشتم محبت حق تعالیٰ کا بیان	"	۲۵	" سوم	۵۳
۶۱۴	تذییر نہم ذکر و پشیمانی کا بیان	ارکان اسلام جو تھا کنج و زینتہ کا بیان	تعلیم قرآن و احکام	" چہارم	۵۴
۶۲۴	تذییر ہشتم ذکر و پشیمانی کا بیان	بقیہ تداریک	بقیہ تداریک	" پنجم	۵۵
۶۲۵	فضائل عشرہ ذی الحجہ و روز عرفہ	"	بقیہ تعلیم احکام	خطبہ جمعہ اول ذی الحجہ	۵۶
۶۳۳	قرآنی کے مسائل کا بیان	احکام قرآنی	بقیہ آداب دعا و شریعت اسلامی	" دوم	۵۷
۶۵۲	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بیان	بقیہ ضروریات دین	"	" سوم	۵۸
۶۶۲	زیضر و نصیب لہام و جہاد فی سبیل اللہ کا بیان	"	۲۶	" چہارم	۵۹
۶۷۴	موت اور بعد الموت کا بیان	"	۲۷	" پنجم	۶۰
۶۸۲	احکام قرآنی و نصائح مختصر	"	بقیہ ضروریات دین	خطبہ جمعہ اول ذی الحجہ	۶۱
۶۹۰	احکام صدقہ الفطر و نماز عید وغیرہ	"	"	خطبہ عید الفطر	۶۲
۶۹۹	خطبہ استسقاء	۶۳
۷۰۲	خطبہ دہائیمہ (۱)	۶۴
۷۰۵	خطبہ دہائیمہ (۲)	۶۵
۷۰۸	خطبہ نکاح	۶۶
۷۱۷	خطبہ عقیقہ	۶۷

نمبر	تشریح مضامین
۴۷۳	دل و نفس
۴۸۳	مشرقیہ و
۴۹۴	اور اس کا
۵۰۶	تراویح
۵۱۸	ولیلۃ القدر
۵۲۷	ادایہ
۵۳۶	کامل
۵۴۵	اس کی
۵۵۵	اس کا
۵۶۳	واضاحت
۵۷۱	بیان

فَقَدْ صَلَّ وَعَوَى ۝ وَكَفَّرَ بِمَا جَاءَ بِهِ
رَسُولُهُ الْمُصْطَفَى ۝ وَقَالَ كَلَامَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ
بِمَا لَمْ يَرْضِيَا ۝ اسْتَقْبَعُوا أَنِّي أَعْلَى مَقَاصِدِ
أَعْمَالِ الْإِسْلَامِ ۝ ابْتِغَاءً وَجْهَ رَبِّنَا الْعَلَّامِ ۝
كَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ + أَعُوذُ بِاللَّهِ ۝ قُلْ إِنِّي
صَلَوْتُ وَنَسِيتُ وَخَيَّيْتُ وَخَمَّاتِي لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ ۝ أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ۝

وعظ جمعہ شوم ماہ ربیع الثانی در تہم ضریب دین

مسلمانان نصیب العین و ماویات کی ترقی یا دنیایی کی مد
الحمد للہ و کفونی و سلاماً علی عبادہ الکاذبین ۝ مصطفیٰ۔ آقا بعد
براداران گشت! ہماری دنیوی زندگی میں اکثر ہم پر دو در گزرتے ہیں۔
ایک حضور میں یعنی اپنے وطن اصلی یا وطن اقامت میں، دوسرا سفر میں جبکہ ہم مال
لینے یا کسی اور کام کے لئے لاہور، دہلی، حیدرآباد، بمبئی کا سفر کرتے ہیں۔ اکثر ملن

تَعَوَّانِ اعْلَمُوا أَنِّي أَلْهِيَا
تَحْتَرُّمُ اللَّائِي خِرَّةً ۝ فَتَرَوْنِي
وَلَا تَجْعَلُونَهَا مَذْمُومًا
لِحُكْمِ ۝ وَأَقْبَحُونَا عَلَى
عَادَائِهِ الْمُخْشَوْنَ وَطَائِفَةٍ
فَقَدْ قَالَ رَسُولُ
فِي الْأَخِيرَةِ الْإِلَهِ
تَهَبَّعُهُ فِي السَّيْرِ
وَأَنَّ مَنْ زَعَمَ أَنَّ
سَبِيلَ أَعْمَالِ الْإِسْلَامِ
وَجَنَّةِ الصَّالِحِينَ (کلمہ)
ماتحتل کا قول مستحکم شریعت
ستہ و من احب امر شیخ
تہمتی) و قال ایضا حب اللہ

میں زیادہ رہتا ہے اور سفر میں بہت کم۔ ہم جب سفر میں جاتے ہیں تو علم و کام سے کم اسباب لے جاتے ہیں کہ جس سے صرف زندہ رہ سکیں، حالانکہ ہمارے گھر میں بہت کچھ اسباب ہوتا ہے۔ عقلمندوں کا مقولہ ہے کہ سفر میں جس قدر اسباب کم ہوں اسی قدر راحت ملتی ہے اور زیادہ اسباب لادنے سے بڑی تکلفت ہو جاتی ہے۔ اسلام کا اصولی عقیدہ ہے کہ تمام انسان ہم کر دو بارہ زندہ ہوں گے اور اس زندگی کے بعد موت یا فنا ہوگی بکر وہ زندگی دائمی ہوگی خواہ ابھی گزرسے یا لمبی۔ مصداق سائین آپ جلیے کر کیا آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وہ شخص دائرۃ اسلام سے بہرہ نکل جاتا ہے، جس کا یہ عقیدہ ہو۔ اگر ہے اور یقیناً ہے تو کیا اس صاف و صریح عقیدہ اسلام سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ ہماری زندگی کے بھی درمحل یقیناً دو دور ہیں۔ ایک اصلی و دوسرا عارضی اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ ہمارے زندگی کا اصلی دور یہ نہیں ہے بکر وہ ہے، کیونکہ وہاں زیادہ اور ہمیشہ رہتا ہے۔ یہاں تو صرف ۷۰-۸۰ یا ستر برس تک ہی رہنا ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں محمود انسان کو اس سے زیادہ یہاں رہنے کا اتفاق نہیں ہوتا۔ پرچہ ہوگا کہ ہمارا وطن اصلی درمحل وہی ہے جہاں ہم کو ہمیشہ رہنا ہے اور یہاں تو ہم محض چند برس کے لئے سفر میں آئے ہوئے ہیں۔ دنیا کی یہ زمین ہمارا اصلی وطن نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترمذی کی ایک حدیث میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "لے دُنیا سے کیا خلق۔ میری اور دُنیا کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی سوار کسی خدمت کے نیچے سایہ لینے کے لئے تھوڑی دیر ٹھہر جائے، دوست و اس طرح سفر اور حضور دونوں میں ہمیں سامان معیشت کی ضرورت ہے، شخص بھی بے وقوف نہ ہے جو سفر میں قطعاً کچھ سامان نہ لے، یہاں تک کہ تکلیف سے

محل باقی رہے اور وہ شے
محل آئے تک ایک سبب ہو
آئے آپ کو ذلیل کرے
ہٹیک، لگتی پھرے
اسباب معیشت ہمیں کرا
ہٹتا کرتا ہے اور مط
ہو ہے اگر چہ خود کو
لینے کے لئے بھی جلتے
فدیہ فرج فرید سے
مراہ سب سے بھی فرج
کوہا پس ہو جائے۔ کہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فر
لا غفلت لہ یعنی
لے وہی جمع کرتا ہے
سفر میں ہیں اور ہمار
سفر کر رہی ہے۔ خو
آپ سختی و عمر میں
ریل میں مخاطب ہیں
آگے بھاگے یا تھکے
ہی پڑے گا، چار
سات روز کے چار

وطن جاتی رہے اور وہ شخص بھی احمق ہے جو سفر میں تو سلمان رکھے، لیکن وطن آنے تک سبب بر باد کر دے اور پھر وطن پہنچ کر بے سر و سامانی کی وجہ سے اپنے آپ کو ذلیل کرے، فاقہ کشی میں مبتلا ہو اور طرح طرح کی تکالیف جھیلے دربر ہیک مانگتا پھرے۔ اسی طرح انسان کو اپنے سفر دنیا اور وطن آخرت دونوں میں اسباب سعادت ہمیں کرنا ضروری ہے۔ جو شخص صرف دنیا کے اس سفر میں اسباب ہمتا کرنا دے اور وطن آخرت میں غفلت کرے، وہ انتہا درجہ کا احمق ہے اگرچہ وہ خود کو بڑا عقلمند سمجھتا ہو۔ آپ ہی بتائیے کہ جو شخص مال و غیر ضروری چیزیں لئے بہی جلتے سات روز کے لئے اور وہاں جا کر ایک جگہ ٹھہرنے کے لئے خریدے خریدے اور تمام اسباب عیش ہمتا کرنے میں مصروف ہو جائے۔ ایسا ہرگز سب سے ہی خیر خریدا اور تمام اسباب عیش ہمتا کر کے بعد تمام سامان چھوڑ کر خالی ہاتھ وطن کو واپس ہو جائے۔ کیا وہ شخص عقلمند کہا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **الْأَنْفِیاءُ دَارُ مَوْنٍ لَا دَارَ لَهُ وَلَقَدْ تَجَمَّعَ مَوْنٌ لَا عَقْلَ لَہٗ** یعنی دنیا اس کا گھر ہے، جس کا کوئی گھر آخرت میں، نہوا اور دنیا لئے وہی جمع کرنا ہے جس کو عقل نہیں ہے۔ دو متوالمیقین جانئے کہ ہم یہاں سفر میں ہیں اور ہمارا کشتی عمر زمانہ کے دریا میں وطن آخرت کی طرف برابر سفر کر رہی ہے۔ خواہ ہم اپنے اصلی وطن جہاں چاہیں یا نہ چاہیں، لیکن جب کہ آپ کشتی و عمر میں سوار ہو چکے ہیں آپ کو وطن جانا ہی پڑے گا، جیسے کسی بچہ کو ریل میں بٹھا دیں اور گاڑی چل پڑے تو اب وہ لاکھ کوشش کرے کہ میں جاؤں گا۔ اُسے بھاگے یا تھکے بیٹے مگر وہ واپس نہیں ہو سکتا اور بالآخر اس کو وہاں پہنچنا ہی پڑے گا، جہاں آپ اس کو لے جانا چاہتے ہیں۔ پس کیا ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ سات روز کے حکریل پھنسی کر لیں و نہا ریا نورو ظلمت کے ذریعہ میں تشریف لے

فرمیں جاتے ہیں تو معلوم کیا حالانکہ ہمارے گھر میں بہت سبب قدر اسباب کم ہو کر اسی غفلت ہو کر جاتی ہے۔ اسلام لے اور اس زندگی کے رے یا بُری، حضرات اگر نہیں تو وہ ہو۔ اگر ہے اور ت نہیں ہوتا کہ ہمارا فی اوریہ بھی معلوم ہو کہ وہاں زیادہ اور رہنا ہوتا ہے۔ تاہم نہیں ہوتا۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ وہاں تو ہمارا اصلی وطن حقیقت کی طرف رہنا کی مثال دیں دیکھ چلے۔ وہ شخص ہے وہ شخص سے تکلیف سے

ایک حدیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ انسان سے ہر نعمت اور ہر چیز کے متعلق سوال کیا جائے گا سوائے تین چیزوں کے۔ ایک اتنا کھانا جس سے زندگی باقی رہ سکے۔ دوسرے ستر ڈھانکنے کے برابر کپڑا، تیسرے لیٹنے کے لئے ایک بھٹ یعنی معمولی گھر کہ سردی اور گرمی سے بچ سکے۔ (احیاء) معلوم ہوا کہ اس پھر دنیا کے گزارنے کے لئے جس مختصر سامان کی دراصل مثال آخرت کو ضرورہ ہے، وہ صرف اتنی ہی ہے، جس سے کہ سوال نہ کیا جائے گا۔ باقی تمام سامان آخرت کی ضرورتوں کے لئے رکھنا غیر ضروری ہے۔ پس باقی تمام سامان اگر وطن آخرت کی ضرورتوں کے لئے کسی نے رکھا ہے تو خیر بہتر ہے، ورنہ اگر نفسانی خواہشات کے لئے رکھا ہے تو اب یہ سامان وبال جان ہوگا، جس کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا سخت مشکل ہوگا۔ بزرگو! دنیا صرف وطن آخرت کی ضروریات مہیا کرنے کے لئے ایک کھیت ہے یا تجارتی منڈی ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **الدُّنْيَا مَرْثَةٌ عَلَا خَيْرُهَا**۔ یہ سفری شہری دنیا ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کی نعمتوں میں دل بھینسا دیا جائے اور اس کے اسباب عیش مہیا کرنے میں آدمی اس قدر مہمک ہو جائے کہ آخرت کی زندگی کے لئے کچھ تو مشہ نہ بھیج سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا (کی نعمتیں) اللہ کے نزدیک پتھر کے پد کی برابر بھی وقعت رکھتیں تو اللہ تعالیٰ کا فر کو ایک گھونٹ بھی اس میں سے نہ پلاتا: **«(مسلم) نیز آپ نے فرمایا کہ دنیا کی نعمتیں آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں ایسی ہیں کہ جیسے دریا میں ایک انگلی ڈال کر اس پر تری آجاتی ہے۔ (اس تری کو دریا سے جو نسبت ہے، وہی نعماء دنیا کو نعماء آخرت سے نسبت ہے) پس آدمی کو چاہئے کہ وہ غور کر لے کہ کیا لے کر نوٹ رہا ہے؟» (مسلم) نیز آپ نے فرمایا کہ «دنیا قید خانہ ہے مومن کے لئے اور جنت ہے کلازوں کے لئے» (مسلم) اس لئے کہ کلاز تو بگھتا ہے کہ جو کہ**

اپنی تمام عمر قوتوں کا ہو کر وطن پہنچیں؟ بھے تو پھر ہم کو اپنی لاجواب کو خریدنے کے لئے تیرا لڑا ہے۔ یہ دنیا تجارتی ال نہایت مست فزید ہترین منظر اور ملنے، ہر قسم بہترین خوبصورت پیری پیری فی اس قدر رکھی آپ کے اصلی وطن دیا گیا ہے تو پھر لطف نے اُتارنے اُتھارنے مفید امثال ہماری بھائی ماہ کھنا ذمہ داریوں

چاہتا اور احکام خدا سے غافل
اور اگر ایک لکھتی یا
کو برابر پورا کرتا ہے
کے لئے نہیں بلکہ احکام
وہ اعلیٰ درجہ کا دین
کی جان ہے۔ اگر
موتہ پر ایک اور غلط
لوگوں نے مسلمانوں
مقتد دولت
روزہ حج، زکوٰۃ
ترقی کرنا ہے، بیکر
بے بنیاد ہے۔ ایسا
صلیٰ اللہ علیہ وسلم
صاف اٹھا رہے
اشترکالی کی خوش
ہے اور یہ کہ جس
وہ عمل نامعین
نایات کی ترقی
ارشاد ہے کہ
تمام جانی مادی و
سیری زندگی کی

ہے کہیں ہے۔ مرنے سے بکھڑ نہیں اور موت سمجھتا ہے کہ میں یہاں مسافر ہوں۔
میرا وطن آؤہ ہے، جہاں میرے لئے تمام اسباب پیش مسرتہ موجود ہے۔ چونکہ
یہاں اُن نعمتوں سے محروم اور وطن سے دور ہے، لہذا فطری طور پر اپنے وطن
کی طرف شوق اور محبت کا جذبہ اُس کے قلب میں پیدا ہوتا ہے اور جی چاہتا ہے
کہ پرہوں تو اُو کو وطن پہنچ جاؤں مگر وقت معزہ سے پہلے وہاں نہیں پہنچ
سکتا۔ لہذا سفرِ دنیا کی زندگی میں اپنے آپ کو مقید پاتا ہے اور محسوس کرتا ہے
کہ دنیا میرے لئے قید خانہ ہے جس میں مقید ہو کر میں اپنے وطن کی راحت و غنیمت
سے محروم ہو رہا ہوں، اس لئے دنیا بُری جگہ اور قید خانہ ہے اور مردار ہے۔
مصور مرنے فرمایا کہ "دنیا مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کٹتے ہیں" یعنی
اپنے ذلیل و فقیر ہیں جیسا کہ انسانوں میں کتنا ذلیل ہوتا ہے اور ایسے غلیظ اور
نا پاک ہیں جیسے کتا کم خستہ مردہ جانوروں کا سڑا ہوا گوشت کھا کر خوش ہوتا ہے
اسی طرح دنیا دار دنیا کی نعمتیں جو آؤہ کے نعمتوں کے مقابلہ میں سڑی ہوئی
ہیں کھا کر خوش ہوتا ہے، گویا دہتا درجہ کی غلاظت اس کی طبیعت میں پیدا ہو
گئی ہے۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم دنیا کے کٹے نہ بنیں اور اس کی محبت کی غلط
ہمارے دماغ میں پیدا نہ ہونے پائے۔ اب یہ بھی سمجھ لیجئے کہ دنیا اور دنیا طلبی
کے کہتے ہیں۔ دنیا نام ہے اُن تمام مالوں، جائیدادوں، چیزوں، اولادوں، بیویوں
متعلقین، دوستوں، خواہشوں کا جن کو حاصل کرنے کی غرض صرف اپنے نفس
یا جی کو خوش کرنا ہو اور جن کے حاصل کرنے میں انسان ایسا مشغول ہو جائے
کہ خدا کے احکام پورا کرنے کی پرواہ اور خیال نہ رہے اور دنیا طلبی نام ہے ایسی
ہی کوشش کا۔ خواہ یہ بات ایک ٹکڑے لٹائی کے حاصل کرنے میں پیدا ہو جائے
یا ایک سلطنت حاصل کرنے میں۔ پس ایک فقیر جو بھیک مانگنے میں نفس کی خوشی

چاہتا اور احکام خدا سے غافل ہو جاتا ہے بجا دنیا دار ہے خواہ وہ پتیر ہو یا مولوی اور اگر ایک لکھ پتی یا بادشاہ دولت و سلطنت حاصل کرتے ہوئے قذرائی احکام کو برابر ٹورا کرتا ہے اور دولت و سلطنت اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے نہیں بلکہ احکام خداوندی کی تعمیل میں صرف کرنے کے لئے حاصل کرتا ہے تو وہ اعلیٰ درجہ کا دیپلوم ہے، دنیا دار ہرگز نہیں۔ یہی بات ہمارے اس مضمون کی جان ہے۔ اس کو خوب سمجھ لیجئے اور پھر جتنی چاہیں ترقی کیجئے۔ اس موقع پر ایک اور غلط فہمی کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض مغرب پر لوگوں نے مسلمانوں کو یہ سمجھانے کی ناکام کوشش کی ہے کہ انسان کی فہمگی کا انتہائی مقصد دولت، حکومت اور عزت حاصل کرنا ہے اور یہ کہ تمام اسلامی احکام نامہ روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ سے آخری مقصد دولت و حکومت اور مادیات میں ترقی کرنا ہے، لیکن آپ کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ یہ تعلیم بالکل غلط اور محض بے بنیاد ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا انسان کا فریب، کیونکہ اس نظریہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے قرآن کریم کی تعلیمات اور احادیث کی تصریحات کے صاف انکار ہے۔ قرآن کی بے شمار آیات بتلاتی ہیں کہ مسلمان کا انتہائی مقصد اشتغال الٰہی کی خوشنودی اور اس کی رضا ہے اور یہی تمام احوالی اسلامی کا مقصد ہے اور یہ کہ جس نے احوالی اسلامی سے کسی دوسرے مقصد کی نیت کی، اُس کا وہ عمل نامقبول اور مردود ہے۔ اسی طرح احادیث کی تصریحات بھی دنیا اور مادیات کی ترقی کی مذمت میں بکثرت موجود ہیں۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ہے کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمُنَاسِكَتِي فَرَا دِيْعَةٌ كَرِيْمِي مِمَّا زَيَّنَّا لَكُمْ تَامًا جَانِبًا دِيْعَتِي (اور میری قربانی (یعنی تمام مالی عبادتیں) اور میری زندگی (یعنی میری زندگی کی تمام ضروریات اور کوششیں) اور میری وفات یہ سب (صرف) اللہ کی

بیں میں اُس کی طرف ہوں۔
زکوٰۃ موجود ہے۔ چونکہ
یہ طور پر اپنے وطن
اور راجہ جاتا ہے
دعا نہیں بلکہ
اور محسوس کرتا ہے
وطن کی راحت و عزت
ہے اور سردار ہے۔
موتے ہیں یعنی
رہائے غلیظ اور
کا کہ خوش ہوتا ہے
سب سے بڑی نعمت
یہ ہے کہ دنیا طلبی
لا دون، بیویوں
اپنے نفس
اللہ ہو جائے
نام ہے اسی
یہاں ہو جائے
نفس کی خوشی

رضا مندی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ حق تعالیٰ مجھے اور آپ کو دنیا طلبی سے بچا اور ہماری دنیا کو سہارا دین بنائے۔ دین کو سمجھنے کی توفیق دے اور دیندارانہ زندگی ہم کو عطا فرمائے۔ آمین بجا و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین علیہ آئید با اللہ الم و ما الخیر و ما الاثمیا الا متاع الغر وری : بارک اللہ العالی

خطبہ جمعہ چہارم ماہ ربیع الثانی در حکیم ضروریات

کسب معاش کی اہمیت و فضیلت

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْآلَمِینَ ۝ وَالْآسَاءُ بِأَسْوَئِهَا ۝ وَمَسْئَلُ الْإِسْتِغْنَاءِ ۝ جَاعِلُ الدُّنْيَا دَارَ الشَّكْلِ الْإِلَهِي ۝ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فِي الدَّائِمِ وَالصِّفَاتِ ۝ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ

آمیرِ آخرتیم ○ آغوزِ بابتہ الہ فی ادا فیضیت

الصَّلَاةُ قَاتِلَتِ الشِّرْكَ وَالْآثَرِضَ وَالْبَشْعُوْا مِنْ لَمَلٍ

اللہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٢٠﴾ بَارَكَ اللّٰهُ

عنه احیاء و عک و روی عنه صلی اللہ علیہ وسلم انه قال من فتح قلبه بايا من الصلوات
فتح الله عليه سبعين بابا من الفقر (اباء) وقال عصفري لا يقعد احدكم عن طلب
الرزق ويقول اللهم ارزقني فقد علمت ان السماء لا تمطر ذهبا ولا فضة (ابن)

وعظ جمع چهارم ماہ ربیع الثانی در تعلیم ضم و دیا دین

کسب محاش کی اہمیت و فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلٰٓى عِبَادِہِ الَّذِیْنَ بَشَّرَ اَصْطَفٰٓی - آمین بعث
برادران ملت! امیر تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم کو دین یسر

یعنی آسان دین عطا فرمایا۔ بعض انبیاء علیہم السلام کو ایسی شریعت یا نظام
حیات دے کر بھیجا گیا تھا جس کی بنیاد رہبانیت یعنی ترکیب دُنیا پر تھی۔ ایسی
شریعت کے وضع کو لازم تھا کہ وہ اپنی تمام خواہشات، سقتنیات اور تعلقات
کو ختم کر کے صرف عبادۃ الہی میں مشغول ہو جائے۔ نہ کسب معاش کرے

الْقِيَامَةِ ۝ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِنَّ فِي لَأَكْبَرُهُ
 أَنْ أَرَى الرَّجُلَ قَارِعًا لَا فِي آمِرٍ دُنْيَاةٍ وَلَا فِي
 أَمِيرٍ آخِرَتِهِ ۝ أَعُوذُ بِاللَّهِ الْوَاقِعِ لَا أَقْضِيهِ
 الصَّلَاةُ فَاتَّشِيرُ وَإِنِّي الْآتِرُضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ
 اللَّهِ وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ بَارَكَ اللَّهُ

عہ احیاء عہ درودی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من فتح علی نفسه باباً من السبل
 فتح اللہ علیہ سبعین باباً من الغفر (ابیاء) وقال عسیرہ لا یقعہ احکم عن طلب
 الرزق و یعول اللہ ہزار رزقنی فقد علمہ ان السماء لا تحطر ذہبا ولا فضة (ابیہ)

وعظ جمعہ چار ماہ ربیع الثانی در تعلیم ضروریات دین

کسب معاش کی اہمیت و فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ آمَنَّا بِغَد

برادران ملت! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم کو دین یسر

یعنی آسان دین عطا فرمایا۔ بعض انبیاء علیہم السلام کو ایسی شریعت یا نظام
 حیات دے کر بھیجا گیا تھا جس کی بنیاد رہبانیت یعنی ترکیب دُنیا پر تھی۔ ایسی
 شریعت کے متبع کو لازم تھا کہ وہ اپنی تمام خواہشات، مقتضیات اور تعلقات
 کو ختم کر کے صرف عبادۃ الہی میں مشغول ہو جائے۔ نہ کسب معاش کرے

اور نہ فطری خواہشات کو پورا کرے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی آسان شریعت دے کر بھیجا کہ اس پر عمل کرنے والوں کو چند قیودات کے ساتھ ان سب کی نہ صرف اجازت دی تھی بلکہ ان تمام معاملات دنیوی کو بھی دین قرار دیا گیا اور عبادت میں شمار کرتے ہوئے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا گیا۔ چنانچہ کسب معاش یعنی ردی حاصل کرنا بھی انسان کے فطری مقتضیات میں سے ہے اور گو بظاہر تجارت، زراعت و حرفت وغیرہ کے ذریعہ روزی حاصل کرنے کی فکر دنیا داری سی معلوم ہوتی ہے، لیکن شریعت اسلام نے اس کو بھی ایک عبادۃ شلہ کیا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میرے کوئی اپنے اہل و عیال کے لئے (حلال) خرچہ حاصل کرنے کی فکر میں متفکر اور غورم ہو کر رات گزارے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جہاد میں تلواری کے ہزار وار کرنے سے زیادہ افضل ہے (سنہ اہلم) دیکھئے فکر معاش اور اہل و عیال کے خرچہ کا فکر کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک میں کس قدر اہم ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا کتنا بلند درجہ ہے۔ ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا ایک صحابی سے کہ "تم خدا کی خوشنودی کے لئے جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو، قیامت کے روز اس کا اجر (ثواب) تم کو دیا جائے گا" یہاں تک کہ اس ایک لقمہ کا بھی جو تم نے اپنی بیوی کے منہ میں دیا یا (سنہ اہلم) یعنی اگر حقوق زوجہ ادا کرتے ہوئے خدا کی خوشنودی کے لئے ایک لقمہ بھی بیوی کو کھلایا ہے تو اس کا بھی اجر ملے گا۔ اللہ اکبر خدا کی کتنی عنایت ہے کہ وہ ہماری اپنی انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے میں بھی ثواب دے رہا ہے۔ کتنا بد قسمت ہے وہ شخص جو آب بھی اپنے دنیوی کاموں میں خدا کی رضا مندی کی نیت نہ کرے بلکہ اپنے نفس کی خوشی کے لئے ہی کرتا ہے، کیونکہ رضا و خدا کی نیت سے دنیوی

اِنِّیْ لَا اُکْرِہُ

دُیَاۃً وَلَا فِیْ

اِقْصٰیہِیْ

غَوَاۤیِیْنِ فَضِلْ

مَعُوْنٌ ۝۱۰۰ بَارَکَ اللّٰہُ

الی نفسه باباً من السوال
بد احوال کھر عن طلب
ذہباً ولا فضة (انبار)

بِیَا دِیْنِ

مِلّت

آمّا بقصد

م کو دین میں

رہیت یا نظام

یا پرستی۔ ایسی

ت اور تعلقات

میں معاش کرے

کلام بھی اہر جاتے ہیں اور ثواب بھی ملتا ہے، بشرطیکہ جائز طریقہ پر کئے جائیں، ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ خدا کے فرض کے بعد کسب حلال کا تلاش کرنا بھی (مسلم پر) فرض ہے، دیکھئے اس حدیث سے تو حلال روزی کمانا فرض ثابت ہوتا ہے اور فرض کے ترک سے گناہ ہوتا ہے اور ادا کرنے سے ثواب بھی دیکھا آپ نے؟ کہ شریعت اسلامیہ میں کس قدر سہولت ہے کہ جو کام پہلے ہر اس میں ناجائز تھا وہ یہاں جائز ہی نہیں بلکہ فرض اور عبادت میں شمار کیا گیا اس فرض کے ادا کرنے والوں کو اعلیٰ درجات کا مستحق قرار دیا گیا۔ چنانچہ ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ ”سچا امانت دار تاجر قیامت کے دن صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا“ (ترمذی) تجارت بھی کسب محاش کا ایک جائز طریقہ ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض تاجروں کا ریگردوں وغیرہ کو دنیا دار کہہ کر حقارت کی نظر سے دیکھنا اور یہ خیال عام طور پر ہر تاجر وغیرہ کے متعلق قائم کر لینا غلط ہے، کیونکہ صرف تجارۃ و حرفت وغیرہ دنیا طلبی میں داخل نہیں ہے بلکہ ہر کمانے والا شخص جو انڈے کے لئے کمانے، کمانے میں اداۓ فرض سے غافل نہ ہو، جائز طریقوں سے کمانے، جائز موقعوں میں خرچ کرے۔ مال میں انڈے اور بندوں کے حقوق ادا کرے، وہ بچا دینا اور اعلیٰ درجہ کا بزرگ خدا کا ولی ہے۔ اس کو دنیا دار کہنا غلط ہے۔ ہاں البتہ اگر کوئی کمانے والا اپنے نفس کے آرام، خوشی، عزت اور خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کے لئے ہی کمانے، ناجائز طریقوں، جھوٹ، قریب، رشوت ستانی وغیرہ سے کمانے یا کمانا جائز طریقوں سے مثلاً عزت افزائی میں، رسومات میں، سینا بینی و ناجائز تفریحات وغیرہ میں صرف کرے یا انڈے اور بندوں کے حقوق اپنے مال میں سے ادا نہ کرے تو اب یقیناً ان تمام صورتوں میں ایسا مال کمانے والا، دنیا دار، مکر دار خوار اور دنیا کا کتتا ہے، جیسا کہ صحیح حدیث

میں آچکا ہے۔ حضرات ہمارے اول درجہ کے تاجروں میں درجہ کے تاجروں میں ہے۔ اصلاح کر لینی چاہئے۔ امت نہت نہیں بلکہ قابل تعریف کرنا، کمانا فرض اور عبادت شریعت اسلامیہ میں سے کوئی شخص تلاشی سے کرتا ہو۔ تمہیں ہر عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو نہ اپنے دین کے کام سے مروتی ہے کہ آپ کے دوست رکھتا ہے اور ہر نہ دین کے“ (اصحاب بیٹے تو کسب حلال میں تین باتیں ضرور ہیں ضعف، تیسرے ہر جاتی ہے کہ لوگوں واقعی یہ نصیحت ضرور جاتی ہیں۔ صف اور دریائی سفر

میں آچکا ہے۔ حضرات مہربان! ہم سب دُعا اپنے اپنے متعلق غور کریں۔ اگر ہم
 اول درجہ کے تاجروں میں ہیں تو خدا کا شکر ادا کریں۔ اگر خدا نخواستہ دوسرے
 درجہ کے تاجروں میں سے ہیں تو ہمیں فوڑا اپنی نیت اپنے عمل اور اپنی تجارت کی
 اصلاح کر لینی چاہیے۔ فرض کر مذکورہ بالا قیود کا لحاظ رکھ کر کلمہ والا سترز قابل
 نیت نہیں بلکہ قابل تعریف اور لائق تحسین ہے۔ بزرگوار جس طرح رزق حلال تلاش
 کرنا، کمانا فرض اور موجب اجر ہے، اسی طرح بیکاری اور بیکار رہ کر زندگی گزارنا
 شریعت اسلامیہ میں مذموم اور بُرا ہے۔ چنانچہ حضرت محمدؐ فرماتے ہیں کہ تم میں
 سے کوئی شخص تلاشِ رزق جھوڑ کر نہ بیٹھے، اس حالت میں کہ رزق کی ڈھانڈھ
 سے کرتا ہو۔ انھیں معلوم ہے کہ آسمان سونا چاندی نہیں برساتا؟ (احیاء) حضرت
 عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں کسی آدمی کو بیکار دیکھنا مکروہ سمجھتا ہوں کہ
 جو نہ اپنے دین کے کام میں اور نہ دنیا کے کام میں مشغول ہو۔ (احیاء) اور ابن عمرؓ
 سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن عیالدار کو جو کوئی پیشہ کرتا ہو
 (دست رکھتا ہے اور تندرست مگر بیکار شخص کو پسند نہیں کرتا جو نہ دنیا کے کام میں
 ہو نہ دین کے) (احیاء) حضرت لقمانؑ حکیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی اور کہا کہ اے
 بیٹے تو کسبِ حلال کے ذریعہ فقر و تنگدستی سے بے پروا رہنا، کمزور ہر محتاج شخص
 میں یقیناً باتیں ضرور پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک دین میں کمزوری، دوسرے عقل
 میں ضعف، تیسرے بے مروتی اور ان یمن سے بڑھ کر جو حقیقی بات اس میں ہے پہلا
 ہر جاتی ہے کہ لوگ اُسے ہلکا ذلیل اور بے عزت سمجھنے لگتے ہیں (احیاء)
 واقعی یہ نصیحت حرفِ بحرف صحیح ہے۔ بیکاری کی حاکمیت میں یہ تمام باتیں ضرور پیدا
 ہو جاتی ہیں۔ مضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کسبِ معاش کے لئے مؤما تنکی
 اور دریائی سفر کرتے تھے اور کھجوروں کے باغات میں کام کرتے تھے (ایضاً) میں کلمان

تر پر کئے جائیں، ایک
 حلال کا تلاش کرنا
 تو حلال روزی کی مانند
 رازداری سے ثواب ملتا ہے
 کہ جو کام پہلے ہر اسب
 بت میں شمار کیا گیا اور
 گیا۔ چنانچہ ایک
 دن صدیقین اور شہدا
 کا ایک جائز طریقہ
 دیکھ کر دنیا دار
 متعلق قائم کر
 نہیں ہے بلکہ ہر
 غافل بنو، جائز
 و بر بندگی کے حقوق
 اس کو دنیا دار
 خوشی،
 لہذا بقول، جھوٹے،
 عزت افزائی
 یا اللہ اور
 رتوں میں
 مسیح حدیث

صحابہ کی اقتدا کرنی چاہئے اور کسی حال میں بھی بیکار رہ کر زندگی نہ گزارنی چاہئے۔ البتہ اس مسئلہ میں اس قدر تفصیل کا ضرور لحاظ رکھنا چاہئے کہ اگر ذریعہ معاش تجارت وغیرہ میں مشغول ہونے والے کی نیت بعد اوائے فرض یہ ہے کہ بقدر کفایت حاصل ہوتا ہے کہ وہ اور اس کی اولاد کسی کی ایسی محتاج نہ رہے کہ سوال کرنے کی نوبت پہنچے تو اس کے لئے جائز طور پر کسب معاش میں مصروف رہنا افضل ہے اور اگر اس کی نیت بقدر کفایت سے زیادہ حاصل کرنے اور مالدار بننے کی ہے، (جسے لوگ آج کل ترقی کہتے ہیں) تو اب یہ تجارت وغیرہ اس کے لئے مذکور ہے اور اس کا نام دنیا داری یا دنیا کی محبت ہے، جس کی مذمت احادیث میں بکثرت آئی ہے۔ ایسا شخص جس کے پاس بقدر کفایت مال ہو یا حاصل ہوتے رہنے کی صورت موجود ہو اُس کو مزید تمول بڑھانا جائز ہے بلکہ اس کو چاہئے کہ وہ عبادت الہی میں مصروف رہے، لیکن اگر وہ شخص اس نیت سے تجارت کرتا رہے کہ اس سے جو کچھ ملے گا، وہ سب رفاہِ عالم اور نیک کاموں میں یا امدادِ غریبوں میں خرچ کر دے گا، تو اس کے لئے مشغول ہونا بہتر ہے، بشرطیکہ جائز طریقہ پر کسب کرے، نیز بیکار رہنا اس شخص کے لئے جو بقدر کفایت مال رکھتا ہے بڑا ہے، بلکہ اُسے عبادت میں مصروف رہنا چاہئے اور تندرست محتاج و فقیر کے لئے کسبِ معاش کا چھوڑنا ناجائز ہے، کیونکہ اس صورت میں سوال کی نوبت آئے گی جو کہ مذکور ہے۔ ہاں کسبِ معاش کی مشغولی کو چھوڑ دینا اس عابد شخص کے لئے جائز ہے جو پورا متوکل ہو کہ اس کا نفس سوال پر مجبور نہ کرے۔ نیز کسبِ معاش کا چھوڑ دینا اس کے لئے افضل ہے جو سیرِ مالحتی اور روحانی ترقیات میں مصروف ہو یا علومِ شریعت کو ادراج دینے، پھیلانے اور اپنے علم سے لوگوں کو نفع پہنچانے میں مصروف ہو جیسے علمی، عملی حدیث وغیرہ یا جو لوگوں کے معاملات کی اصلاح کرنے اور تنبیہات کے فیصلہ

کرنے میں مصروف رہے۔ ”مجھے یہ وحی پہنچی بھی گئی ہے کہ چاروں کاموں میں ہر کام حکم نہیں دیا۔ کسے علاوہ عام مذکور ہے اور ہمیں آج کل کل نہیں دیا۔ بھیک مانگنے کو ناجائز ہے۔ ہر جائزے تو یہاں دروازہ اپنے (احیاء) اسی طرح ہے کہ بیکار نہ رہے۔ بھیک مانگنا ناجائز ہے۔ نفی تمام مسرت و آبرو و خجائی کی ذلت سے غفلت اس امر کی زندگی علم اعز و باطلہ کا ذکر و اذکار

سرانے میں مصروف ہو، جیسے قاضی و دیگر۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
 "لے لے یہ وہی نہیں بھیجی گئی کہ مال جمع کر اور تاجروں میں سے ہر ایک کو دیکھ کر اس میں
 بھیجی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر اور عبادت کرنے والوں میں سے بنے۔" (ایمان) چنانچہ آپ ص
 چاروں کاموں میں شہرت روز مشغول و مصروف تھے، اس لئے آپ کو کسب معاش
 سہا حکم نہیں دیا گیا، لیکن عابد و متوکل، عارف ربانی، عالم، مہج، محدث، قاضی و غیر
 سے علاوہ عام مسلمانوں کے لئے بیکار رہنا اور کسب معاش میں مشغول نہ ہونا سخت
 مذموم ہے اور بیکار رہ کر تندرست قوی مسلمان کو سوال کرنا تو بالکل کسی حالت میں بھی اچھا
 نہیں۔ آج کل مسلمانوں میں بیکاری کا مرض بہت ہی پھیل رہا ہے، اسی لئے ان میں
 بھیک مانگنے والے بکثرت ہیں، حالانکہ تندرست و عاقل کو گدگری کا پتہ اختیار
 کرنا حرام ہے اور ایسے شخص کو دینا بھی ناجائز ہے۔ ہاں اتفاقی حادثے سے کوئی مجبور
 ہو جائے تو یہ اور بات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے سوال کرنے کا
 (دروازہ) اپنے اُپر کھولا، اللہ تعالیٰ محبت جی کے ستر دروازے اس پر کھول دیتا ہے۔
 (احیاء) اسی طرح اور بہت سی احادیث مانگنے کی بُرائی میں وارد ہیں۔ پس یہیں لازم
 ہے کہ بیکار زندگی گزاری کر سوال پر مجبور اور کسی پر بار خاطر نہ بنیں اور در بدر
 بھیک مانگ کر اپنے آپ کو ذلیل اور مُذْکَر کا نشانہ نہ بنائیں۔ دُعا فرمائیے کہ اللہ
 تعالیٰ تمام مسلمانوں کو تجارت اور کسب معاش کی توفیق دے۔ اس کے لئے استأجروا
 عت و آبرو و ادراہم اندازی کے ساتھ بقدر کفایت رزق عطا فرمائیے اور بیکاری
 و عیاشی کی ذلت سے بچائیے اور کسب معاش کرنے والوں کو مالی حرام، احکام مُذْکَر
 سے غفلت اور دو لہند دنیا دار بننے کی بُری ہیت سے محفوظ کرے اور ہماری زندگی
 اسامی زندگی بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ واصحابہ اجمعین
 ۱. اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْغَلَاظِ الْقَبِيْثِ الصَّلَاةُ قَاتِلَةٌ لِلْاَرْضِ وَالْبَشَرِ مِنْ قَبْلِ اللّٰهِ
 ۲. اَدْعُوْا اللّٰهَ كَثِيْرًا اَلْعَلَّاهُ يَنْفَعُ الْخَلْقَ . سُبْحَانَ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

نگی رہ گندارنی چاہئے۔
 ہے کہ اگر ذریعہ معاش
 بقدر کفایت حاصل
 سوال کرنے کی
 صرف رہنا افضل ہے
 رہنے کی ہے۔
 بکثرت آئی ہے۔
 کی صورت موجود
 عبادت الہی
 ہے کہ اس سے جو کچھ
 کر کے گا، تو
 تیر بیکار
 سے عبادت
 ہاں کا چھوڑنا
 ہے۔ ہاں
 جو پورا متوکل
 اس کے لئے
 بیعت کو
 جیسے تعلیم، کثرت
 کے فیصلہ

وعظ جمعہ پنجم ماہ ربیع الثانی در تعلیم ضروریات دین

کسب حرام کی مذمت کا بیان

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَكَّلَنِي وَسَلَّامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ يَتَّقُونَ - آمَنَّا بَعْدَ
برادران ملت! ہر سلطنت کی رعایا اپنے بادشاہ کی فرماں بردار اور مطیع ہوتی

ہے۔ رعایا کو اپنے حاکم کے آئین و قواعد ماننے پڑتے ہیں خواہ خوشی سے یا بھوری اور

زبردستی سے۔ اسی لئے وہ اپنی خواہشات کو توڑا کرنے میں آزاد نہیں ہو سکتی کہ جس کو

چاہے قتل کر دے، جس سے چاہے مال چھین لے یا سیکل موٹر وغیرہ جسساٹھا جائے

چاہے لیجائے بکر اُسے بھوڑا اسی طرف سے اپنی گاڑی لے جانی ہو گی، جس طرف

سے حکومت نے اجازت دی ہے۔ اگر کوئی شخص رعایا ہو کر گورنمنٹی احکام پر نہ

چلے گا تو گرفتار ہو کر جرمانہ یا قید وغیرہ سزا بھگائیگا اور اگر کوئی شخص ان احکام

کو تسلیم کرنے ہی سے انکار کر دے تو وہ اعلیٰ درجہ کا مجرم اور حکومت کا باغی شمار ہو کر

بہت بڑی سزا کا مستحق ہوگا۔ دئے زمین کے تمام انسانوں میں سے وہ لوگ جنہوں نے

حکومت الہیہ کو تسلیم ہی نہیں کیا اور اسلام لانے یعنی حکومت الہیہ کی اطاعت کرنے

سے صاف انکار کر دیا ہے، وہ خدا کے باغی ہیں۔ انہی کو ہم کفار کہتے ہیں۔ وہ خدا

کی سخت پکڑ سے پہلے پہلے جو جا ہیں کریں لیکن وہ لوگ جنہوں نے خدا کی حکومت

اور اس کے آئین کی پابندی کو تسلیم کیا ہے پہلے حکم الیٰ کہیں کے قوانین کی خلاف ورزی

میں ہرگز آزاد نہیں ہو سکتے۔ انہیں خوشی سے یا بھوری سے احکام اسلام کی پابندی

کرنی ہی پڑے گی۔ کافر اپنی خواہشات پورا کرنے مال کمانے اور خرچ کرنے میں آزاد ہو

سکتا ہے، مگر مسلمان کو مال و دولت کمانے اور خرچ کرنے میں قوانین اسلام کی پابندی

وعظ جمعہ پنجم ماہ ربیع الثانی

سرفراز نام

برائے سر کلمہ

مستحق چہ

اتک کر اپنی

حلال اپنی

سچے کر بے

ہاں دوسرے

مسلمان کو

الہیہ سے

کوئی شے

ہوئے مال

صاف

یا فرمان

طریقہ پر

سے ہر

آپ پر

بجھو

بھلے

لوگ

توڑو

مات

الحکم ضروریات دین

کتابیان

اصطفا - آقا بقی

الاب بردار اور مطیع ہوتی

ویشی سے یا بھوری اور

نہیں ہو سکتی کہ جس کو

غیر جس سائنڈ یا جانے

نی ہو گئی جس طرف

رہنڈی احکام پر نہ

کوئی شخص ان احکام

کا باغی شمار ہو کر

وہ لوگ جنہوں نے

نمی اطاعت کرنے

کہتے ہیں - وہ خدا

خدا کی حکومت

کی خلاف ورزی

م کی پابندی

میں آزاد ہو

م کی پابندی

سرنی نام ہے، کیونکہ وہ کلمہ پڑھ کر اللہ کی حکومت کو اپنے قاب و داغ اور تختہ اجہا
پر تسلیم کر چکا ہے۔ معزز بزرگوار! قوانین حکومت الہیہ میں شعبہ اقتصادیات کے
متعلق چھ قوانین ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ کسی مسلمان کو سوال اور بھیک
اتک کر اپنی زندگی گزاری نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرا قانون یہ ہے کہ ہر مسلمان کو بطریق
حلال اپنی زندگی گوارہ کرنے کے لئے بقدر ضرورت کچھ نہ کچھ کمانا چاہیے، تیسرا قانون
یہ ہے کہ بطریق حلال زائد از ضرورت اپنے لئے مال کمانے میں معصروف ہونا چاہیے
ہاں دوسروں کے فائدہ کے لئے ایسا کر سکتا ہے، چوتھا قانون یہ ہے کہ ہر
مسلمان کو صرف انہیں طریقوں اور ذریعوں سے کمانا چاہیے جن کی اجازت حکومت
الہیہ سے حاصل ہے اور دوسرے تمام ممنوع طریقوں سے ہرگز نہ کمانا چاہیے۔ اگر
کوئی شخص ایسا کرے گا تو سخت سزا کا مستحق ہوگا، ایسے ہی ناجائز طریقوں سے کمائے
ہوئے مال کو ہاپی حرام کہتے ہیں۔ ناجائز طریقوں سے مال کمانے کی سخت ممانعت
صاف طریقہ پر قرآن و حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ احکام الہی کین کا حکم نامہ
یا فرمان مقدس ہے کہ ”اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق
طریقہ پرست کھاؤ مگر یہ کہ (جائز طور پر ہو مثلاً) کوئی تجارت باہم رضامندی
سے ہو (تو مضائقہ نہیں) اور تم ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ
تم پر بڑے مہربان ہیں“ (رع. پ) اور ہمارے بادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
جنہوں نے اپنی ان تھک کوششوں سے احکام حکومت الہیہ کو ہم تک پہنچایا
پہلے ہوئے انسان کو زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ سکھایا۔ ارضا فرمایا ہے کہ ہر عاقل
لوگ قیامت کے روز بخار یعنی نافرمان ہونے کی حالت میں اٹھائے جائیں گے۔
مردہ شخص (اس حالت میں نہ اٹھایا جائے گا) جس نے خرید و فروخت میں
مل یا ایھا الذین امنوا لاثبات علوا الاموالکم رہتے ہوئے ہر طرح کی

تقریباً اختیار کیا اور سچی قسم کھائی اور سچ بولا " (ترمذی) نیز کسبِ حرام کا ایک طریقہ مشہور ہے جس کے متعلق آپ نے لعنت فرمائی سود کھانے والے پر اور کھانا لانے والے پر (سودی کا فائدہ) لکھنے والے پر اور (سودی معاملہ) کے دونوں گواہوں پر (مسلم) منہ آپ نے؟ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک میں سودی تجارت کس قدر بُری چیز ہے، لیکن ہائے افسوس کہ بد قسمتی سے آج مسلمانوں کی تجارت کما کثرت میں مشورہ کا لہجہ دین ہے۔ کسبِ حرام کا ایک طریقہ عیب کو چھپا کر بیچنا ہے۔ اس کے لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے کوئی عیب دار چیز فروخت کی اور خریدار کو عیب نہیں بتایا وہ ہمیشہ خدا کے غضب اور عقوبت میں رہتا ہے" (ابن ماجہ) نیز کسبِ حرام کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ایسی چیزوں کی تجارت کرے جن کا فروخت کرنا شریعت میں حرام ہے، مثلاً مشراب کی تجارت وغیرہ۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مشراب اور مُردار (یعنی وہ جانور جو مردہ ہو چکا ہے) اور خنزیر اور مُبتوں کی تجارت کو حرام کر دیا ہے۔ (شیخین) وائے افسوس کہ وہ مسلمان جو مشرک و کفر مثلے، مشراب، مُردار، خنزیر جیسی ناپاک چیزوں کو دنیا کو ایک کرنے کے لئے آیا تھا، آج وہی ان حرام چیزوں کے بیوپار میں مشغول ہے۔ لے مُسلمان خدا سے ڈر اور یاد رکھ مشراب وغیرہ کی طرح ایفولن، مگناجا، چرس، تنباکو وغیرہ تصویروں کی تجارت بھی ناجائز ہے اور یہ بھی کسبِ حرام ہے۔ نیز کسبِ حرام کا ایک طریقہ رشوت ہے، جس کے متعلق حدیث میں ہے کہ رشوت دینے والے پر، رشوت لینے والے پر اور رشوت دلانے والے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ ہائے افسوس کہ آج مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بددعا یعنی لعنت سے بھی نہیں ڈرتے۔ اللہ اللہ کیا زمانہ آگیا ہے کہ مسلمان بھی اس سخت گناہ میں کثرت مبتلا ہیں۔ کسبِ حرام کا ایک طریقہ کھوٹ مارا کر دھوکے کے فروخت کرنا بھی ہے

اس کے متعلق سے تعلق رکھتا ہے یا نہیں ایک بالشت میں ڈالی جا۔ صورتِ تجار۔ سے منع فرمایا۔ جو ناپاک جو نقد ہے۔ عام ہے۔ نہ لکھ کر روپیہ سود میں داخلہ طریقہ اختیار ہے۔ خدا کی ہے۔ باغی ہیں، قوانین ماننے کا کئے۔ اور اس بھر بار صوبہ انشا

اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص دھو کر ہے، وہ مجھ سے تعلق رکھنے والا نہیں ہے۔ (مسلم) کسب حرام کی ایک صفحہ یہ ہے کہ کسی کا مال یا زمین وغیرہ ظلماً دہالی جائے۔ اس کے متعلق آپ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے ایک بالشت بھر زمین بھی ظلماً لے لی ہو بے شک قیامت کے دن وہ اس کے گلے میں ڈالی جائے گی۔ (ساتوں زمین کے (طبقات) سے) (ابن ماجہ) کسبِ کم کی ایک صورت جو اچھی ہے۔ یہ بھی حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور مخمر سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد) اور خود قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو ناپاک (فعل) اور شیطان کے کاموں میں سے ہے: آج کل چٹھیاں نکال کر جو عیسیہ لیا جاتا ہے وہ مشرود ہے اور حرام ہے۔ نیز زندگی کا عیسہ کرنا بھی مجوا اور حرام ہے۔ نیز کسبِ حرام کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کسی کی جائیداد اپنے پاس رہن رکھ کر روپیہ سے دیں اور اس جائیداد کا کرایہ وغیرہ خود حاصل کریں۔ یہ صورت مشرود میں داخل اور حرام ہے۔ ہندوؤں کی طرح مسلمانوں نے بھی نفع کمانے کا یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ خوب کان کھول کر من لپیٹے یہ حرام قطعاً نا جائز ہے۔ خدائی حکومت نے قطعاً اس کی ممانعت کر دی ہے۔ کسبِ حرام کے اور بہت سے طریقے ہیں جن کو معلوم کر کے ان سے بچنا ضروری ہے۔ ہندو کفار خدا کے باغی ہیں، لیکن آپ نے خدا کی فرمانبرداری کا عہد کیا ہے۔ کلمہ پڑھ کر اُس کے قوانین ماننے کا اقرار کیا ہے۔ آپ ہر گز نہ جائز اور حرام طریقوں سے مال نہیں کما سکتے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو یاد رکھئے خدا کے قہر اور غضب کے سخت ہونگے اور اس بھر و سر پر بھی نہ لپٹے کہ حرام طریقوں سے خوب روپیہ کما کر گیا رہویں، بارہویں اور محفل میلاد کا کھانا کھلا کر غائب کو کچھ دے دلا کر یا حج وغیرہ کر کے

(نیز کسبِ حرام کا ایک دہالے برادر کھلانے والے اور گناہوں پر) (مسلم) عودی تجارۃ کس قدر نوز کی تجارۃ کے اکثر حصہ چھپا کر بیچتا ہے۔ اس پر فروخت کی اور خریدار ہے۔ (ابن ماجہ) نیز رے جن کا فروخت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانور جو مردہ ہو چکا (وائے افسوس کہ وہ ب چیزوں دنیا کو پاک شغول ہے۔ لے مسلمان جس تنباکو وغیرہ اور نیز کسبِ حرام کا ایک پر، رشوت لینے، فحاشی ہے۔ ہائے ہی لعنت سے بھی گناہ میں بہشت کتنا بھی ہے

اللہ تعالیٰ سے قہر و غضب سے بچ جائیں گے۔ پھر رکھتے ان باتوں سے ہرگز بچاؤ حاصل نہ ہو سکا۔ ثواب میں لیجئے کہ مالی حرام کھا کر جو عبادت کی جائے گی، وہ قبول نہ ہوگی، جو حج کیا جائے گا وہ مقبول نہ ہوگا اور جو خیرات وغیرہ کی جائیگی اس کا کوئی ثواب نہ ملے گا۔ احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ حتیٰ کہ مالی حرام کو خیرات کرنے پر اگر کوئی مسلمان ثواب حاصل ہونے کا اعتقاد رکھے گا تو کافر ہو جائے گا۔ کتب عقائد و فقہ میں اس کی تصریح ہے بلکہ مشریت کا حکم مالی حرام کے متعلق یہ ہے کہ حرام طریقہ پر جس سے وہ مال کمایا ہے اس کو واپس کر دو۔ اگر اس کا پتہ نہ چل سکے اور کوئی صورت واپسی کی نہ ہو سکے تو اس مال کو لیجئے۔ وہ مال جان لیجئے جوئے اس نیت سے کہ اس کا ثواب اصلی مالک کو پہنچے غرض میں تقسیم کر دو۔ یہ خیال رکھتے ہوئے کہیں اس کے وبال اور عذاب سے بچ جاؤں۔ خدا کے مذاہبے بچنے کی نیت پر البتہ ثواب ملے گا۔ مالی حرام سے کھائی کر جو ڈھائی جائے گی، وہ بھی قبول نہ ہوگی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ طول طویل سفر میں پریشان صورت ہو کر انڈیا سے ہاتھ پھیلا کر ڈھاکڑا ہے اور اے رب اے رب کہتا ہے۔ حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے۔ اس کا نپاس حرام ہے اور حرام غذا ہی سے پلا ہے (اور فرمایا کہ) بھلا اس کی دعا کہاں سے قبول ہو سکتی ہے؟ (مسلم) پس ہمیں چاہیے کہ ہم تھوڑا کمائیں مگر حلال طریقوں سے اور اسی پر قناعت کریں اور حرام طریقوں کے ذریعہ بہت کمائے۔ پچیس ادھر ہماری تجارتوں میں نا جائز کمائی کے جس قدر راستے ہوں انکو فوجاً بھج کر دیں اور اٹماندہ کے لئے حرام کمائی سے پختہ توبہ کریں اور توبہ سے پہلے حرام کمایا ہے وہ سب واپس کر دیں۔ اگر واپسی نہ ہو سکے تو اس کے وبال سے بچنے کے لئے ایسے تمام مل کو اپنے حلال مال سے جدا کر کے خرابہ تقسیم کر دیں ورنہ یاد

وعظ جمعہ اول ۱۰ جمادی الاول در بیان آداب شوق اسلام

ادایہ حقوق کی اہمیت اور جوہر ظلم کی ممانعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَلِّیْ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الْاَلْبَیْتِ - اَمَّا بَعْدُ
 بلاد ان ملت! تمام سچے مذاہب کی تعلیمات کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے
 کہ ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے انسان چین و امن اور راحت کے ساتھ اپنی
 زندگی گزار سکے۔ جس مذہب پر عمل کرتے ہوئے چین و امن کی نگہداری جائے
 وہ مذہب جھوٹا غلط اور ناقابل قبول ہے اور جس مذہب میں امن و سکون عطا کرے
 کی صلاحیت اپنے ماننے والوں کے لئے موجود ہو مگر اس مذہب کے حاملین کو امن
 و سکون حاصل نہ ہو تو اب مذہب کی خطا نہیں بلکہ ایسے انسانوں کا دعویٰ مذہبیت
 ہی غلط ہے۔ اسلام تمام دنیا کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے لئے خصوصاً امن و سلامتی
 راحت و سکون کا کفیل ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں مسلمان باوجود مسلمان ہونے کے
 راحت و اطمینان میں نہیں ہیں بلکہ ایک بے اطمینانی اور پریشان حالی میں زندگی
 گزار رہے ہیں۔ غور فرمائیے وجہ کیا ہے؟ وجہ یہی ہے کہ ہم آپ کو سلطان
 کہتے ہیں، لیکن دراصل صحیح اسلامیت کا ایک شاٹب بھی ہم میں موجود نہیں۔ ہم
 نے صرف نماز روزہ کو مسلماننا سمجھ لیا ہے، لیکن یہ غلط ہے۔ مسلماننا ہے اللہ
 رسول کے تمام احکامات پر عمل کرنے کا۔ نماز روزہ حج و زکوٰۃ سب کا آئینہ
 اور انتہائی مقصد یہ ہے کہ انسان کے دل میں عجب جزی، مخلوق کی ہمدردی اور
 خوف خدا پیدا ہو، جن کی وجہ سے وہ سب کے حقوق ادا کرتا ہے اور کسی
 کوئی تکلیف و اذیت نہ پہنچے تاکہ تمام انسانوں کو براحت و چین لدا من مسلمان

زندگی نصیب ہو کر ڈائے الغسوس کر عیروں سے ایذا رسانی کی یا شکایت کی جائے
 یہاں تو خود اسن و سلامتی کا مذہب کھنے والے مسلمان ہی ایک دوسرے کے حقوق پیسے
 ایذا رسانی کے لیے نظر آ رہے ہیں۔ جاہلوں اور فاسقوں اور بد معاشرہوں کا
 کیا شکوہ کیا جائے خود بڑھے لکھے سمجھدار، غازی اور روزہ دار ایک دوسرے کو
 تکلیف پہنچاتے، نقصان میں ڈالتے اور دوسروں کے حقوق پامال کر رہے ہیں۔
 مسجد میں آکر نماز پڑھ لیتے ہیں اور دوکانوں گھروں میں جا کر خود اپنے بھائی
 مسلمان کے ذیل کر رہے، بیجا دکھانے کی تدابیر سوچتے ہیں۔ جھوٹ فریب اور ناجائز
 طریقہ بر مال کمانے کی فکر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں! خوب یاد رکھو! او
 کان کھول کر مشن لو کر تم ہم ہر گز محامل اور پیسے مسلمان نہیں بن سکتے جبکہ کہ ہم
 اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کو پوری طرح لوانہ کریں۔ صرف نماز پڑھ لیجے
 سے ہم سچے مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہم انسانوں کے خلاف رہیں
 دوایاں، حقوق تلفی اور ظلم سے اپنے ہاتھ پیر اپنے دل و دماغ کو نہ روکیں۔
 بادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے باگب دہل اعلان فرمایا ہے کہ آئمہ علیہ
 من صلیہ اللہ علیہ وسلم من لسانہ و بیدہ (بخاری) یعنی مسلمان وہ ہے
 جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ ہاں رکھے مسلمان کے ذمہ
 دو حق ہیں۔ ایک اللہ کے حقوق جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔
 ان کا حال یہ ہے کہ مسلمان کو ان کا ادا کرنا ضروری ہے، لیکن اگر ان میں
 مسلمان سے کوتاہی ہو جائے تو توبہ کرنے سے معاف ہو سکتے ہیں۔ دوسرا
 حق بندوں کا ہے، جیسے بڑوسی کے حقوق، مسلمانوں کے حقوق، رشتہ داروں
 کے حقوق، بھائیوں کے حقوق، مال باپ کے حقوق، اولاد کے حقوق، بیوی کے
 حقوق وغیرہ۔ ان کا حال یہ ہے کہ بندوں کے ان تمام حقوق کا ادا کرنا ہر مسلمان ہے

واجب ہے۔ اگر کوتاہی کرے گا تو یہ حقوق تو بہ سے بھی معاف نہ ہوں گے۔ یہاں
اداکر رکھا تو پہلے حساب کتاب کے وقت ادا کرنے پر تلے اور بغیر ادائیگی کے جھٹکا راز
ہو سکے گا۔ چنانچہ حدیث مشریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے
اپنے بھائی پر اُس کی آبدیا مال (وغیرہ) کے متعلق ظلم کیا ہو اُس کو چاہئے کہ آج
محاف کر لے، اُس دن سے پہلے جب کہ اس کے پاس نہ دینا ہوگا نہ درہم (یعنی
روپیہ پیسہ) اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں گی تو ظلم کی مقدار کے موافق اُس سے
لی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر لا دئے جائیں گے
(بخاری) اور ظالم یعنی وہ شخص جو بندوں کے متعلقہ حقوق ادا کرے بلکہ حق تلفی
کرے قیامت کے دن مغلس ہوگا کیونکہ اس کی نیکیاں مظلوم کو مل جائیں گی اور
یہ مغلس رہ جائیگا۔ مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ جانے بھی ہو مغلس کس کو کہتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہم میں
مغلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس نہ درہم ہو نہ کوئی سامان۔ تو آپؐ نے فرمایا میری
امت کا مغلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ اور زکوٰۃ (سب ہی
قسم کی نیکیاں) لے کر آئے اور ساتھ ہی یہ کہ ظالم کو نکالی دے گی اسی کو جو بولی تھتہ
لگاتی تھی اور اس کا مال کھایا تھا اور اس کا خون بہایا تھا اور اس کو مارا تھا۔
پس اُس (شخص) کی کچھ نیکیاں اس کو دے دی جائیں اور کچھ اس کو، پھر اگر ادا یہ
حقوق سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو ان (حقوق والوں) کی خطائیں کر
اس (ظالم) پر ڈال دی جائیں۔ اسی کے بعد اس کو دوزخ میں جھونک دیا جائے۔
نیز آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن حق والوں کے حقوق دلوائے جائیں گے۔
یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بھی بے سینگ والی بکری کا قصاص دلوایا
جائے گا۔ (مسلم) مجھ جیسے نماز پڑھ کر بے ایمانی سے کلمے اور حقوق نہ ادا کرنے

منہ ہوں گے۔ یہاں
لگی کے چھٹکارا
لم نے فرمایا کہ جس نے
کو چاہئے کہ آج
کا نہ درم (یعنی
موافق اس سے
ادھے جائیں گے
بلکہ حق تلفی
جائیں گی اور
غفور صلی اللہ
رضی علیہ وسلم میں
نے فرمایا میری
سب ہی
کی کو قبولیت
س کو مارا تھا۔
یہ اگر ادا ہے
ظاہر ہے کہ
جائے ہ
دلوایا
ازداد کرنے

والے سمجھتے ہوں گے کہ ہمارے پاس تو بہت سی نیکیاں ہیں۔ چلو نیکیاں دے
کر چھٹکارا ہو جائے گا، لیکن یہ خیال محض دھوکہ ہے، کیونکہ نیکیاں دے کر سچا
پاس جنت پانے کا کیا ذریعہ رہ جائے گا؟ کچھ نہیں تو پھر دوزخ کے مستحق ہو جائیگا
آپ سوچیں گے کہ کیا ساری نیکیاں حقوق کے معاملہ میں چلی جائیں گی؟
ہم نے بارہا قرآن پڑھا ہے۔ ہر حرف کے پہلے دس نیکیاں ملی ہیں تو ہماری
نیکیاں لاکھوں کی تعداد میں ہوں گی، لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حقوق اور
نیکیوں کا مشرح تباہ کر دیا ہے۔ سنئے نیکیوں اور حقوق کا حساب اس طرح ہوگا
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص پر (دوسے کی) ایک
دانگیہ یعنی پونے چار رتی چیز دنیا میں رہ گئی ہے تو قیامت کے دن اس کے معاف
میں سات سو مقبول نمازیں صاحب حق کو دلوائی جائیں گی یہ اور نام مقبول نمازیں
تو ہمارے مُنہ پر ماردی جائیں گی۔ مقبول نمازیں وہ ہوتی ہیں جو طہارۃ کاملہ کے
ساتھ تمام آداب و شرائط کا لحاظ رکھ کر خضوع و خضوع کے ساتھ ادا کی جائیں
حضور نے فرمایا کہ لَا صَلَوةَ إِلَّا بِخُضُوعٍ وَ الْقَلْبِ (ترجمہ) یعنی غائر بغیر
حضور کی قلب کے کامل نہیں ہوتی۔ اب آپ غور فرمائیں کہ ایسی کامل اور مقبول
نمازیں آپ نے کتنی پڑھی ہیں اور پھر نا جائز مال جو آٹے کمایا ہے رقی کے
حساب سے اس کو شمار کر لیجئے۔ مثلاً اگر کسی سے ناجائز طور پر ایک روپیہ
کمایا ہے تو اس میں ایک تولہ چاندی ہوتی ہے اور ایک تولہ میں بارہ ماہ ہوتے
ہیں اور ایک ماہ شمار رقی کا ہوتا ہے، جس کے دو دانگے ٹھوٹے لہذا ایک تولہ میں ۲۲ دانگے
اور ایک دانگہ کا معاف سات سو مقبول نمازیں ہیں لہذا ایک تولہ مال کے عوض ایک ہزار
سات سو چھٹکارا نمازیں دینی ہوں گی۔ اب آپ اور میں دیکھیں کہ ہم نے کتنا روپیہ دوسروں
عہ قال فی الدار جاء انہ یوخذ لہ اثن سبعة صلاۃ بالجامعة قال الشافعی
عن القشیری صلاۃ مقبولة ص ۲۹۱۔ بحوالہ

سے غلط طور پر حاصل کیا ہے۔ پھر ہر روز بیہوشی کے عوض میں دو ہزار چار سو ننانوے کے حساب سے دیکھے کہ اس مالِ حرام کے عوض میں کتنی نمازیں آپ نے کئے ہوں گی جس قدر نمازیں آپ نے پڑھی ہیں ان میں سے کتنی نمازوں کو مقبول بنانے کی کوشش کی ہے۔ تب ہمیں نظر آئے گا کہ ہم ان ظلموں کا عوض کس تکملہ دے سکتے ہیں۔ نماز سب سے افضل اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ تب چار رقی مال کا عوض مانتا ہو نمازیں ہیں۔ دوسری عبادتیں اس شرح سے نہیں لی جائیں گی۔ الغرض مسلمان بائیں طبع بھی لوگوں کے حقوق کا معارضہ ادا نہ کر سکے گا۔ لہذا ہمیں ان کھوئی غنائوں کے بھروسہ پر نہ رہنا چاہئے اور جب غنائیوں کا یہ حال ہے تو بے غنائیوں کا حال معلوم کیا ہوگا۔ وقت ہے کہ اب بھی ہم سنبھل جائیں اور توبہ کرتے ہوئے جن لوگوں کے حقوق ہم نے تلف کر دیے ہیں ان کو ادا کریں یا معاف کرالیں۔ شہید اللہ کا ایسا مقبول بندہ ہوتا ہے کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے ہی اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، مگر قرضے (یعنی حق العباد) اس سے پھر بھی معاف نہیں ہوتا۔ احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے، جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ بندہ دل کے حقوق ادا کرنا کتنی اہم چیز ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”تم میرے لئے چھ چیزیں قبول کرو۔ میں تمہارے لئے جنت قبول کروں گا (یعنی جنت کے لئے سفارش کروں گا) جب تم بات کرو تو جھوٹ مت بولو۔ جب وعدہ کرو تو خلاف نہ کرو۔ جب تمہارا پاس امانت رکھی جائے خیانت نہ کرو۔ (غیر محرم کو دیکھنے سے) اپنی آنکھیں نہ پٹی کرو۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔ اپنے ہاتھ پیر کو حرام سے بچاؤ اور قنت میں داخل ہو جاؤ (احیاء) نیز آپ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز چند ایسی قومیں ہوں گی جن کے اعمال تہا نہ بیچاؤں گے اور ان کو دوزخ ملے“ (بیان علیہ درمدی، صاحب مجمع البحرین ۱۲)

(میں لڑائی لڑنے کا پھٹنے والے تھے) (تجربہ کے لئے) جاؤں پڑتے تھے۔ حق تلف کرنے پر چھوڑ کر پڑتے تھے۔ قدرت فانی کے لئے مسلمان کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دی۔ مرزوں۔ حال محلوں۔ میں مبتلا ہوں۔ ان میں سے۔ کے بعد سے۔ ہے۔ اللہ۔ ہمارا کیا ہے۔ کما ہے۔ سے غافل۔ علم۔ علیہ وسلم۔

۱۰ دو ہزار چار سو نمازیں
 ازیں آپ نے کئے ہیں اور
 کو مقبول بنانے کی
 کس تک ادا کر سکتے ہیں
 مال کا عوض سات سو
 الغرض مسلمان ہاں کسی
 میں ان کھوئی نمازوں
 تو بے غنازیوں کی حال
 تے ہوئے جن لوگوں کے
 - شہید اللہ کا
 پر کرنے سے پہلے
 الجہاد) اس کے
 ہے، جس سے
 تیز ہے۔ ایک اور
 زیں قبول کرو۔ جن
 جب کوں گلا) جب
 کرو۔ جب تمہارا
 نہاں سکھیں۔ سچی
 اور جنت میں
 قومی حق میں
 دو دفع

(میں لوالہ بیٹے کا) حکم کیا جائے۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا وہ نماز
 رات کے لئے ہے۔ فرمایا ہاں وہ نماز پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے اور رات میں
 (تہجد سے لے کر) جاگتے تھے، لیکن جب اُن کے سامنے دنیا پیش کی جاتی تو اس پر
 ڈٹ پڑتے تھے۔ (احیاء) دیکھا آپ نے یہ ہے بیچارہ! حرام اور دوسروں کے
 حقوق تلف کرنے کا۔ ایک اور حدیث میں ہے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم اتنی نماز
 پڑھو کہ گورڈے ہو جاؤ (یعنی عبادت کرتے کرتے کمر جھک جائے) اور اس
 قدرے رکھو کہ ناختہ کی طرح ہو جاؤ۔ تب بھی بغیر حرام سے بچے ہوئے یہ
 عبادت فائدہ نہ دے گی۔ غور فرمائیے کہ حرام مال اور حقوق کا ادا کرنا ایک
 مسلمان کے لئے کس قدر اہم چیز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک میں۔
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر پر سے گذرے تو آپ نے صاحب قبر کو آواز
 دی۔ مُردہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں
 حال ہوں۔ فرمایا اب یہاں تو کس حال میں ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ اسی مصیبت
 میں مبتلا ہوں کہ ایک دن ایک شخص کی لکڑیاں لاد کر لے جا رہا تھا۔ راستے میں
 ان میں سے ایک تنکا توڑ کر خال کر کے ڈال دیا تھا۔ (بخیر اجازۃ مالک) مرنے
 کے بعد سے اب تک اس کے تنکے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اور اسی پر سزا دی جا رہی
 ہے۔ اللہ اللہ کس قدر خوفناک بات ہے کہ جب ایک تنکے پر بھی مواخذہ ہے تو
 ہمارا کیا حال ہو گا کہ ہم نے ہزاروں روپیہ ناجائز طور پر لوگوں سے کمایا اور
 کمائی ہے ہیں۔ اکثر لوگ شفاعت کے بھروسہ پر حرام و حلال اور ادائیگی حقوق
 سے غافل ہیں۔ اُن کو یہ حدیث کلام کھول کر سن لینی چاہئے کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے کسی کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت
 مل پٹنے سے بنا ہوا دھاگہ جو کمان میں باندھا جاتا ہے ۱۲ علیہ از مواظظ الشریعہ ۱۲

کے دن گردن پر آؤنٹ لائے تھے اور آپؐ فرمایا کہ آؤنٹ مشورہ پچائے اور اللہ تعالیٰ
 یا رسول اللہؐ مجھے بچائیے اور میں جواب دوں کہ میرے اختیار میں کچھ نہیں۔ میں تو
 پہلے ہی اطلاع دے چکا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ قیامت کے
 دن ایسی گردن پر گھوڑا لا کر لا رہا ہو اور وہ نہ ہنسنا نہ ہوا اور مجھ سے کہے یا رسول اللہؐ مجھ
 بچائیے اور میں کہوں کہ میرے اختیار کی کیا بات ہے۔ میں تو پہلے ہی سنا چکا تھا۔
 میں کسی کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ وہ گردن پر بکری لائے لا رہا ہو، جو بول
 رہی ہو اور وہ کہے یا رسول اللہؐ مجھے بچائیے اور میں کہوں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا
 میں تجھ کو خدا کا حکم پہنچا چکا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو قیامت میں اس حالت میں پاؤں
 کہ گردن پر غلام لائے آ رہا ہو جو صحیح رہا ہو اور کہے یا رسول اللہؐ مجھے بچائیے
 اور میں جواب دوں کہ میرے بس کی کیا بات ہے، میں تو خبر دے چکا تھا۔ میں تم
 میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن کپڑے گردن پر لا رہا ہو کہ وہ
 ہل رہے ہوں اور کہے یا رسول اللہؐ مجھے بچائیے اور میں جواب دوں کہ میں نہیں
 لے سکتا کچھ نہیں کر سکتا۔ میں تو تبلیغ کر چکا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ
 وہ برہنہ قیامت مال منقولہ (سونا چاندی وغیرہ) گردن پر لے آ رہا ہو اور کہے کہ
 یا رسول اللہؐ مجھے بچائیے۔ اور میں کہوں کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں تجھ
 کو تبلیغ احکام کر چکا تھا۔ (مسلم) سن لیا آپؐ نے اس حدیث کو، یاد رکھیے
 کہ اس حدیث کا تعلق تمام حقوق العباد سے ہے۔ بندوں کا حق ادا کرنا اس
 اہم چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپؐ کو اور تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ ہم ایسی
 کمائی سے بچیں جس سے بندوں کے حقوق تلف ہوتے ہیں یا ان پر ظلم ہوتا ہے یا اللہ
 کی نافرمانی لازم آتی ہو اور ہمیں توبہ کی توفیق دے۔ مال حرام واپس کرنے کی
 ہمت دے۔ صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور ہم پر رحم فرمائے۔ آمین بجاہ

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و اوصیاءہ اجمعین -

عَمَّا نَعُوذُ بِكَ يَا اللَّهُ الْمَآذِيقَ الْأَمَنَاتِ وَالْمَرَكِبَاتِ الْإِيْهَا تَهْمُ بِظُلْمِ
وَأَلْسَانِكَ لَهْمُ الْأَمْنِ وَهُمْ مَسْهُتُونَ وَ تَبَارَكَ اللَّهُ الَّذِي

خطبہ جمعہ دوم ماہِ جمادی الاول - بیانِ آدابِ شریعت اسلامیت

بِسلسلۃ اداءِ حقوقِ حقوقِ مسلمین

الْحَمْدُ لِلَّهِ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ ○ وَالْعِزَّةِ

وَالْهِدَايَةِ وَالْجَبَرُوتِ ○ آدَابُ الْخَلَائِقِ دُأْبُ

الْعَاقِبَةِ ○ وَنَدْبُهُمْ إِلَى الْمَلَائِكَةِ وَالْمَلَائِكَةِ ○

أَشْرَافُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

الْمَلِكُ الْمَعْبُودُ ○ وَأَشْرَافُ أَنْ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا

حَمِيدًا عَزِيزًا وَرَسُولَهُ الْخَامِدَ الْمُحْمَدُ ○ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ إِلَى يَوْمِ الْمَوْعُودِ ○

سے رکھے یا رہ جائے اور نہ چاہے
تیار نہیں کچھ نہیں۔ میں تو
میں نہ پاؤں کر قیامت کے
سے پہلے ہی سنا چکا تھا۔

لے لا رہا ہوں جو بول

کہ میں کچھ نہیں کر سکتا

اس حالت میں یا میں

اللہ مجھے بجائیے

دے چکا تھا۔ میں تم

پر لا رہا ہوں کہ وہ

دوں کر میں تم سے

اک کو نہ پاؤں کہ

آ رہا ہو اور کہے کہ

رہ سکتا۔ میں تجھ

کے کو، یاد رکھئے

حق ادا کرنا اس قدر

تجھے کہ ہم ایسی

ظلم ہوتا ہے یا اللہ

الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ - حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ
إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ

وعظ جمعہ دوم ماہ جادی الاول در بیان آداب شرعہ ۲

حقوق مسلم ہر مسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَكَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنِ اَصْطَفٰہُ۔ اَمَّا
برادران ملت! حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "لے ایمان والو! اللہ سے
دوری پوری طرح ڈرو اور (کو شش کر کو کر) مسلمان ہو کر مروجہ مطلب سے کہ اللہ
تعالیٰ کا پورا خوف رکھ کر اس کے تمام احکام پر عمل کرو۔ یہ نہ کرو کہ بعض احکام پر عمل کرو
اور بعض پر نہ کرو۔ بزرگو! اللہ تعالیٰ کے تمام احکام میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ ہر ایک
مسلمان دوسروں کے حقوق ادا کرے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے، جس نے ہمارے لیے ایسے
کامل مکمل رسول مہملی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جنہوں نے ہمیں تمام احکام بتلے تفصیل سے
جنہوں نے انسان کو انسان بننے کی مکمل تعلیم دی، جنہوں نے آدمی کو آدمی بنا
سنا مشرق اور باہم مل جل کر زندگی بسر کرنے کے طریقے سکھائے۔ بجز آداب
عام شرف کے ایک یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کیا جائے۔ ان
حقوق کی ایک قسم وہ حقوق ہیں جو ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر عام ہے

رَقَّة بَيْنَ الْعِبَادِ ۝

وَسَلِيمٍ ۝ فَتَزِدُوا

أَنْ لَا تُؤْذِيَ مُثَلًّا

سَلَامَةً وَسَلَامًا ۝

نَ لِسَانِهِ وَبَيِّنًا ۝

لَا يَجِلُّ مُسْلِمًا ۝

وَقَالَ عَلَيْهِ

يَهْجُرُ أَخَاةَ

كُنَّا الْكَثِيرَ

فِي أَدَاكُمَا

لِحَاثَةِ وَالْإِبْرَاءِ

لَا تَحْبُ لِنَفْسِكَ

لِلْمَسَةِ

تَهْدِي رَأْيَهَا الْجَلِيلُ ۝ أَعُوذُ بِاللَّهِ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ
أَلَّا وَادَّخَرْتُمْ مَسْهُلَتُونَ ۝ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ

وَعَلَى جَمْعِهِ دَامَ مَا هُوَ جَادِي لَدُنِي وَأَيُّهَا شَرَفُ

حقوق مسلم ہر مسلم

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا حَقًّا
بِرَادِيَانِ مَتَّ! حَقِّ تَعَالَى كَارِشَادِ سَچے كَر لے ایمان والو۔ اشر سے
پوری پوری طرح ڈرو اور (کو شش کر کر) مسلمان ہر کر مروجہ مطلب یہی کہ اشر
تعالیٰ کا پورا خوف رکھ کر اس کے تمام احکام پر عمل کرو۔ یہ نہ کرو کہ بعض احکام پر عمل کرو
اور بعض پر نہ کرو۔ بزرگو۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام میں سے ایک حکم یہ بھی کہ ہر ایک
مسلمان دوسروں کے حقوق ادا کرے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے، جس نے ہمارے لیے ایسے
کامل مکمل رسول مکی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جنہوں نے ہمیں تمام احکام پر تفصیل بتائی
جنہوں نے انسان کو انسان بننے کی مکمل تعلیم دی، جنہوں نے آدمی کو آدمی بنانے
معاشرۃ اور باہم مل جل کر زندگی بسر کرنے کے طریقے سکھائے۔ بجز آدمی آپ
معاشرۃ کے ایک یہ سچے کہ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کیا جائے۔ ان
حقوق کی ایک قسم وہ حقوق ہیں جو ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر عائد ہوتے

مسلمان کی طرف ایسی نظر سے
دیکھا حق یہ ہے کہ ہر مسلمان
اپنی برائی نہ جانتے کیونکہ
(قرآن) اور حضور نے فرمایا
کہ وہ کوئی کسی پر خیر نہ کرے
کہنے لگے تو دوسرے کو وہ
دیکھ کر عجب سے نہ رہے
دوسرے کی برائی نہ مٹنے اور
جس کے متعلق ہو اس کو نہ
اور حضور نے فرمایا ہے کہ
یہ ہے کہ جس سے جان بچا
مسلمان کو کلام تمکث کرے۔
نہیں کہ وہ اچھے بھائی ہے
وہ مسلمان بہتر ہے جو خود
نیک ہو سکے دوسرے مسلمان
حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اور فرمایا کہ ایمان کے بعد
بڑے کے ساتھ احسان
میں تین دفعہ اجازت
اس پر جرائد مانے۔ اللہ
نواں حق یہ ہے کہ ہر ایک

ہیں، آج انھیں کو بیان کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ آپ اللہ رسول کی رحمت
اور عظمت کو پیش نظر رکھ کر ان حقوق کی تفصیل کو غور اور دلچسپی کے ساتھ سنیں
اور عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مسلمان پر دوسرے
مسلمان کا پہلا حق یہ ہے کہ جب اُس سے ملے تو سلام کرے۔ اسلام میں
سلام کی حیثیت مساویانہ اور مشفقانہ برتاؤ کی ہے۔ تعظیماً نہ برتاؤ کی
نہیں ہے۔ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ سلام کرنا کسی کی تعظیم میں شمار ہے۔
اسی لئے بڑے لوگ چھوٹوں کو سلام نہیں کرتے اور والد اور فریبوں کو سلام نہیں
کرتے۔ حاکم اور عہدار رعیت کے افراد کو اور استاد شاگرد کو سلام نہیں کرتے۔
یوں سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے سلام کیا تو ہم چھوٹے اور وہ ہم سے بڑا ہو گیا، حالانکہ
یہ خیال غلط ہے۔ سلام کرنے سے کوئی بڑا چھوٹا نہیں ہوتا بلکہ اور زیادہ بڑا
بن جاتا ہے، کیونکہ سلام ایک دعا ہے اور عموماً بڑے ہی چھوٹوں کو دعا دیا کرتے
ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر صحابی کو بلکہ لوگوں اور بیروں
تک کو سلام کیا کرتے تھے۔ پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا،
جب دوسرے مسلمان سے ملے تو سلام کیا کرے۔ البتہ چھوٹوں کو سبقت کرنی
چاہئے۔ دوسرا حق یہ ہے کہ جب مسلمان پھینک لے تو سننے والا ہر حکم اللہ
تک ہے۔ تیسرا حق یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اپنی زبان یا ہاتھ یا قلم وغیرہ سے تکلیف
نے۔ چارہ کہتے ہیں کہ دو زخموں پر مرضی خارش مسلط کر دیا جائے گا، جس کی وجہ
وہ اپنا بدن بھلا دیں گے، یہاں تک کہ ہڈی نکل آئے گی۔ تب آواز دی جائیگی،
لے فدا کیا تجھے خارش تکلیف دے رہی ہے۔ وہ کہے گا جی ہاں۔ تب اس سے
کہا جائے گا، یہ اس لئے مسلط کی گئی ہے کہ تو مسلمان کو تکلیف دیتا تھا۔
(احیاء) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ وہ

مسلمان کی طرف ایسی نظر سے (بھی) دیکھے، جس سے اسے تکلیف پہنچے۔ (احیاء)
 جو تھا حق یہ ہے کہ مسلمان سے تواضع اور انکساری کے ساتھ ملے اور کسی پر
 اپنی برتری نہ جتائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی تکبر فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔
 (قرآن) اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ عاجزی اختیار
 کرو اور کوئی تم کسی پر فخر نہ کرے، لیکن اگر کوئی شخص (غلطی سے) دوسرے پر فخر
 کرنے لگے تو دوسرے کو چاہیے کہ وہ اسے برداشت کرے؟ (احیاء) اور برائی
 و تکبر کا عذاب بہتر سے نہ دے۔ یا بخواتین حق یہ ہے کہ لوگوں کی جھیلیاں جو ایک
 دوسرے کی کمریوں نہ بنیں اور گفتگو سے منع کر دے اور خود بھی کسی سے غیبت سن کر
 جس کے متعلق ہو اس کو نہ پہنچائے کیونکہ اس سے آپس میں لڑائی ہو جاتی ہے
 اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ”جنت میں پوچھو داخل نہ ہوں گے؟“ (احیاء) چھٹا حق
 یہ ہے کہ جس سے جان پہچان ہو چکی ہو، اگر اس پر غصہ ہو جائے تو تین دفعے زیا
 دہ سلام کو سلام ترک نہ کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی ملان کیلئے حلال
 نہیں کہ وہ ایچہ بھائی سے سلام و کلام آئین روز سے زیادہ چھوڑے اور مل دو ذریعہ
 وہ مسلمان بہتر ہے جو خود سلام شروع کرے (احیاء) ساتواں حق یہ ہے کہ جہاں
 تک ہو سکے دوسرے مسلمان کے ساتھ احسان کرے اور اس میں اصل و فاصل کو نہ دیکھے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ احسان کرنے رہو ہر اصل اور غیر اصل کے ساتھ
 اور فرمایا کہ احسان کے بعد اصل عقلمندی یہ ہے کہ لوگوں سے محبت رکھے اور ہر اچھے
 بُرے کے ساتھ احسان کرتا رہے؟ (احیاء) آٹھواں حق یہ ہے کہ کسی کے گھر
 میں تین دفعہ اجازت لئے بغیر داخل نہ ہو۔ اگر اجازت نہ دی جائے تو لوٹ لے لو
 اس پر مٹا نہ مانے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ گھروں میں بغیر اجازت لئے داخل نہ ہو۔ (قرآن)
 نواں حق یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے اور ان کی سمجھ کے

اللہ در رسولؐ کی محبت
 دور دیکھیں گے ساتھ میں
 کہ ہر مسلمان پر دوسرے
 کرے۔ اسلام میں
 تعظیماً نہ برتاؤ کی
 تعظیم میں شمار ہے۔
 زریعوں کو سلام نہیں
 کہ سلام نہیں کرتے۔
 بڑا ہو گیا، حال کو
 کہ اور زیادہ بڑا
 دس کو دعا دیا کرتے
 کہ کوں اور بیویوں
 چھوٹا ہو یا بڑا،
 کہ کو سبقت کرنی
 والا یہ حکم اللہ
 ام و غیر سے تکلیف
 ہوا، جس کی وجہ
 واز دی جائیگی،
 ں۔ تباہی سے
 دیتا تھا۔
 ملال نہیں وہ دے

ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے حضور - حضور
جو نماز روزہ اور صلح کر
کہ وہ چیز صلح کر
یاد کے درمیان ہے کہ
اتنی اہم چیز ہے کہ
کی پوشیدہ باتوں
نے فرمایا ہے کہ جو
عیدوں کو چھپا
حق یہ ہے کہ جب
مفید ہو سکتی ہے
پوری کرنے میں
مجھ سے سوال
اہل حاجات کی
حق یہ ہے کہ
لیکن سلام
مسلمان کی آ
جب کہ اس پر
آبرو کے لئے
ہے کہ حتیٰ الّا
یتیموں کے

مطابق ان سے معاملہ کرے۔ سوال حق یہ ہے کہ بڑے بوڑھوں کی عزت و
احترام کرے اور بچوں پر رحم و شفقت کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ کم میں سے نہیں ہے (ایا)
یعنی ہم سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ بڑوں کی عزت کرنے
سے عمر زیادہ ہوتی ہے۔ (امیاء) گیا رھواں حق یہ ہے کہ سب خندہ پیشانی اور نرمی
کے ساتھ پیش آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو وزخ کی آگ
کس پر حرام کی گئی۔ صیاب نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں۔ فرمایا
اس پر جو نرم کلام ہو۔ جس سے ملاقات آسان ہو، نرم اخلاق والا ہو۔ (امیاء)
بارہ سوال حق یہ ہے کہ جو شخص اپنی ہیئت و صورت و لباس سے بڑے مرتبے کا
معلوم ہوتا ہو اس کی زیادہ توقیر کرے۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس بہت اصحاب ایک گھر میں آئے۔ گھر بالکل بھر گیا۔ پھر جریر بن عبد اللہ بخاری
آئے اور دلیز پر بیٹھ گئے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک لپیٹ کر ان کی طرف پھینکی اور
فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔ جریر بن عبد اللہ بخاری نے چادر مبارک کو چہرہ سے لٹایا۔ بوسہ
دیا اور رونے لگے اور لپیٹ کر واپس کھدی اور عرض کیا۔ میں اس لائق نہیں ہوں جو
حضور کی چادر پر بیٹھوں۔ اللہ آپ کو مزید عزت دے، جیسا کہ آپ نے مجھے عزت
دی۔ حضور نے دائیں بائیں جانب صیاب کو دیکھ کر فرمایا کہ جب تمہارے پاس کسی
قوم کا بڑا شخص آئے تو اس کی عزت کرو۔ (امیاء) اس سے یہ بھی معلوم ہوا اپنے بڑے
مثلاً اکتا دیا سیر و فیروہ کے کپڑے یا بستر پر بیٹھنے کی جگہ پر شاگرد و مرید وغیرہ کو
بیٹھنا مناسب نہیں خلاف لایق۔ تیرھواں حق یہ ہے کہ جب کبھی دو مسلمانوں میں
جھگڑا ہوتا دیکھے حتیٰ الامکان صلح کرانے کی کوشش کرے۔ یوں نہ سمجھے کہ میں
کیا مطلب جو ہم صلح کرانے میں کوشش کریں۔ اکثر لوگ ایسا خیال کر کے خاموش

ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ اگر آپ صلیح کرنے کی طاقت ہے تو غائب موعظ رہنا گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کیا میں تم کو ایسی چیز کی خبر دوں

جو نماز روزہ اور صدقات سے بھی افضل ہے۔ عرض کیا گیا ضرور فرمائیے۔ ارشاد فرمایا کہ وہ چیز صلیح کرانا ہے (اجیاء) اور فرمایا ہر جھوٹ لکھا جائیگا، گویہ کہ جہاد میں یادو کے درمیان صلیح کرانے میں یا بیوی کو خوش کرنے میں بولا جائے (اجیاء) کھلیج کرانا اتنا اہم چیز ہے کہ جھوٹ بھی اس کے لئے جائز ہے۔ چودھواں حق یہ ہے کہ مسلمانوں کی پوشیدہ باتوں کو پوشیدہ ہی رکھے اور کسی کے عیب ظاہر کرتا نہ پھرے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے گا، قیامت کے روز اللہ اس کے عیبوں کو چھپائے گا (اجیاء) یاد رکھئے کہ عیب جوئی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ بندھواں حق یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی سے سفارش چاہے تو اگر اس کی سفارش مفید ہو سکتی ہے تو ضرور اس کی سفارش کرے اور حتی الامکان اس کی حاجت پوری کرنے میں کوشش کرے۔ حضور نے فرمایا کہ لوگ میرے پاس آتے ہیں اور مجھ سے سوال کیا جاتا ہے اور حاجت طلب کی جاتی ہے اور تم میرے پاس نہیں آئی حاجت کی میرے پاس سفارش کرو۔ تم کو اجور دیا جائے گا (اجیاء) سو لوگوں حق یہ ہے کہ جب مسلمان سے ملے تو بات کرنے سے پہلے سلام کرے اور مصافحہ کرے لیکن سلام کے لئے جھکنا منع ہے۔ (اجیاء) سترھواں حق یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی آبرو مال اور جان کی حفاظت و حمایت کرے اور اس کے لئے لڑے جب کہ اس پر ظلم کیا جا رہا ہو۔ حدیث میں آئی ہے ارشاد فرمایا کہ جو اپنے بھائی کی آبرو کے لئے لڑے یہ عمل ماسی کے لئے دوزخ سے آگڑ ہو جائیگا (اجیاء) اٹھارہواں حق یہ کہ حتی الامکان مساکین اور فقراء سے تعلق رکھے اور مالداروں سے بچے اور یتیموں کے ساتھ احسان کرے۔ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد

کہ کہ بڑے بوڑھوں کی عزت و حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم نہ کرے وہ تم میں سے بہتر ہے (اجیاء) یہی ہے کہ بڑوں کی عزت کرنے ہے کہ سب خندہ پیشانی اور نرمی کیا گیا تم جانتے ہو دوزخ کی آگ کے رسول ہی جانتے ہیں۔ فرمایا نرم اخلاق والا ہو۔ (اجیاء) نرم باس سے بڑے مرتبے کا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہو گیا۔ پھر جریر بن عبد اللہ بخاری فرماتے کہ ان کی طرف پھینکی اور آراک کو چہرہ سے لگایا۔ بوسہ نہیں اس لائق نہیں انہوں جو جیسا کہ آپ نے مجھے عزت دے جب تمہارے پاس کسی یہ بھی معلوم ہو کہ اپنے بڑے پر شکر و شریہ وغیرہ کو کب بھی دد مسلمانوں میں یوں نہ سمجھے کہ میں خیال کر کے خاموش

کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے بچو، دریافت کیا گیا، مرنے کوں ہیں۔ فرمایا: "مالدار لوگ!" (احیاء) اور آپ کی عداوت بشریفہ تھی کہ آپ مسکین فقراء کے ساتھ بیٹھنا پسند فرماتے تھے اور دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مین ہونے کی حالت میں وفات دے اور مسکینوں کی جماعت میں اکٹھا۔ انیسویں حق یہ ہے کہ ہر مسلمان سے بحیثیت مسلمان ہونے کے محبت رکھے اور جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اس کے لئے پسند کرے اور جو چیز اپنے لئے ناپسند کرتا ہے وہ تمام مسلمانوں کے لئے ناپسند کرے۔ بیسویں حق یہ ہے کہ جب کوئی مہمان آئے تو تین دن تک اس کی مہمان نوازی کرنا ضروری ہے۔ خواہ پہلے سے اس کی جان پہچان ہو یا نہ ہو۔ مسلمان ہونا ہی سب سے بڑی دوستی ہے۔ اکیسواں حق یہ ہے جب کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی بیماری مریسی کرے۔ بیماری مریسی کا طریقہ یہ ہے کہ بیٹھے زیادہ سوالات سریفوں سے نہ کرے اور عافیت کی دعا کرے۔ بائیسویں حق یہ ہے کہ مسلمان کے جنازہ میں حاضر ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جنازہ کے پیچھے چلے اسے ایک قیراط کا ثواب ہے اور جو دفن کرنے تک ٹھہرا رہے اسے دو قیراط کا ثواب ہے اور حدیث میں ہے کہ (آخرۃ کا) قیراط اھم ہا کی برابر ہوتا ہے۔ (احیاء) بیسویں حق یہ ہے کہ مسلمانوں کی قبور کی زیارت کرے تاکہ اس کے ایصالِ ثواب کرنے سے اموات کو قائدہ پہنچے۔ زیارۃ قبور سے مقصود دراصل دعا کرنا اور عبقرۃ حاصل کرنا اور دل کو نرم کرنا ہے۔ آداب زیارۃ قبور میں سے ہے کہ اپنی موت کو یاد کرے، سنسی مذاق نہ کرے، زیادہ باتیں نہ کرے اپنے لئے اور صاحبِ قبور کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگے۔ حاضرین یہ ہیں وہ حقوق و آداب جو عام مسلمان کے لئے ہر مسلمان پر عائد ہوتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر یہ باتیں معمولی معلوم ہوتی ہیں، لیکن حقیقت میں اپنے فوائد کے لحاظ سے بہت اہم ہیں

ہیں: ان پر عمل کر کے دیکھئے کہ خود آپ کو ان سے کس قدر فائدے چل رہے ہیں اور پوری قوم مسلم کو کیا فائدہ حاصل ہوں گے۔ ان حقوق کو ادا کرتے رہتے سے مسلمانوں میں باہم صحیح اور سچی محبت و ہمدردی پیدا ہو جائے گی جس سے اتفاق و اتحاد پیدا ہو گا اور پھر قوم متفقہ طور پر باہم ترقی پر پہنچے گی۔ اتفاق پر یکجہ اور وعظ کہنے سے اتفاق پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کی صحیح ترکیب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حقوق ہر مسلمان پر مقرر فرمائے ہیں ان کو عملی طور پر ادا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ اتفاق و اتحادی دیکھنا ہو جائے گا۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اپنے متعلق حقوق بخشنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

عَلِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ الْاِذَا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اللّٰهُ حَقَّقَتْ لَكُمُ الْاَيْمَانَ
وَلَا تَهْشَوْا شَيْئًا اَلَا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ه تبارك الله الخ

زہبہ جمعہ سوم ماہ جمادی الاول در بیان آداب معاشرت اسلامیت

بِسْمِ اللّٰهِ اِذَا عَمِلْتَ حَقَّكَ - حقوق جوار و اقارب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ اَنْ يَّطْعِبَهُ

مَذْنِبًا ۝ وَ يَعْثُرُ الْاِيْنَ اَرْسُوْلًا عَزِيْزًا عَدِيْبًا ۝

وَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ اَلَا يَرَوْنَ اَنَّا لَا اِلٰهَ

و خطبہ سترم ماہ جمادی الاول بیان آداب مشرق اسلام

مقوق حوار و اتقارث

أَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ كَانَ يَتَوَلَّى عِيَالَهُ بِالْأَذْنَانِ أَصْطَفَىٰ - أَتَا بَعْدَ
بَعْدًا لَيْسَ بِمَنْشُورٍ الْإِنْسَانُ مَدَنِي الطَّيِّعُ بِنَا يَكِيَا هُوَ اس لئى وه محتاج به

کر دو سروں کے ساتھ مل جل کر زندگی گزارے۔ یہ نامکون ہے کہ ایک شخص قرین
تنہا کہ اپنی تمام ضروریات اپنے ہاتھ سے ہتیا کرے۔ یہست منزل، سیت مدنی
اور زیاست ملکی ان سبکی اصل الاصول واصل انسان کی یہی طبعی فطرہ ہے
لیکن اس کی اجتماعی زندگی میں اگر سوسائٹی کے مناسب قوانین طبع نہوں تو اس
کو زندہ رہنا ہی مشکل ہو جائے۔ بلکہ تو انسان نے اپنی اجتماعی حیات کے لئے
بارہا قوانین بنائے مگر وہ بھی اس میں پوری طرح کامیاب نہو سکا، کیونکہ وہ
انسان کی حقیقت سے پوری طرح واقف نہو سکا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو
انسان کا خالق و موجد ہے اور اس کی حقیقت و حیثیت کا پورا علم رکھتا ہے،
انہی لطف و کرم اسکی اجتماعی حیات کے لئے مکمل و مختل قوانین بنائے اور بدوں
میں سے کامل ترین انسان کی زبان مبلکہ سے ان کو ظاہر فرمایا۔ یہی وہ قوانین و
آئین ہیں، جن کے مجموعہ کو شریعت اسلامیر کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
اس مجموعہ میں انسان کو مل جل کر زندگی بسر کرنے کا جواب طریقہ بتایا گیا ہے جس کو
آداب یا مشورہ کہتے ہیں۔ ان آدابی میں سے ایک سیکر شخص دوسرے کے حقوق ادا کرے۔ اور
حقوق ملے سے کچھ حقوق وہ ہیں جو ایک سالن کے لئے دوسرے پر عائد ہوتے ہیں۔ ایسے
حقوق کی گذشتہ مجموعہ کو بیان کے لئے تھے اور کچھ ایسے حقوق ہیں جو سر پرندی کے لئے

آدابِ معاشرتِ مسلمانانِ

ث

اصطفاً۔ اصحابِ اور

اس لئے وہ محتاج ہے

نا محسوس ہے کہ ایک شخص حق

سیاست منزلہ سیاحت مدنی

ن کی نہ ہی طبعی فطرۃ ہے

قلائین رائج نہیں تو اس

اجتماعی حیلت کے لئے

نہیں رکھا، کیونکہ وہ

لئے اندر تعلل نے جو

نہیں رکھا، کیونکہ وہ

وہ عرصہ پُر دسی یا قریب نہیں ملے پر عائد ہوئے تھے اندر کچھ ایسے حقوق ہیں جو ہر
 رشتہ دار کے لئے دوسرے رشتہ دار پر عائد ہوتے ہیں۔ آج کی تحفہ سنی صحبت میں انہی
 دونوں قسم کے حقوق کو آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ گزارش ہے کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پڑھو حق قسم کے ہیں۔ ایک وہ جس کے لئے ایک
 حق ہے، دوسرا وہ جس کے لئے دو ہرے حق ہیں۔ تیسرا وہ جس کے لئے تین گنا حقوق
 ہیں۔ پس وہ شخص جس کے تین گنا حقوق ہیں وہ ہے جو کسی کا پُر دسی ہو مسلمان ہو
 اور رشتہ دار بھی ہو۔ دوسرے حق واللہ وہ ہے جو صرف مسلمان اندر پُر دسی ہو، ایک
 حق واللہ وہ ہے جو صرف پُر دسی ہو مسلمان نہ ہو۔ (احیاء سنن) اس سے معلوم ہوا کہ کارو
 مشرک پُر دسی کا بھی حق ہے۔ اب سننے کے حقیقی جولہ میں کہ پُر دسی جب بیمار ہو تو
 بیمار پُر دسی کرے اور جب کوئی مصیبت اُس کو پہنچے تو تعزیت کرے اور خوشی
 کے موقع پر اُس کو مبارک باد دے۔ نیز اس کی خوشی میں اپنی شرکت بھی طلب کرے
 اور اگر اُس سے غیظ لیاں ہو جائیں تو اُس سے درگزر کر کے انتقام کے درپے نہ ہو اور
 قہمت وغیرہ کے ادب سے اُس کے گھر کی پوشیدہ چیزوں کو اور اُس کی عورتوں کو نہ
 دیکھے اور اپنے گھر کا شہیرا اُس کی دیوار پر رکھ کر اُس کو تنگ نہ کھے اور اُس کے
 دروازے کے سامنے دیوار بنا کر اُس کی ہوا نہ روکے اور نہ اُس کے پر نالہ کو نقصان
 پہنچائے اور جو کچھ اپنے گھر میں لاتا ہے اُس کو معلوم کرے کی کو شش نہ کرے،
 اور اُس کے ساتھ سوئے ضرورہ کے زیادہ بات چیت اور پوچھ گچھ نہ کرے اور
 اُس کے پوشیدہ راز اگر خود بخود معلوم ہو جائیں تو ظاہر نہ کرے اور جب اُس
 بہ کو مخاطفہ اچانک آجائے تو فوراً اُس کو دفع کرنے کی کوشش کرے اور عیب
 وہ مسلمان پر موجود نہ ہو تو اس کے گھر کی دیکھ بھال کرنا ہے اور جو شخص اس کے خلاف
 کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سننے اور اس کی عورتوں کی طرف سے اپنی تلخ

بچی رکھے اور اس کے بچوں پر مہربانی کرے۔ سلطان کو جان لینا چاہئے کہ
پرہیزی کا حق صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ اس کو تکلیف نہ لے بلکہ اس کا حق یہ بھی ہے کہ
اگر اُس سے تکلیف پہنچے تو آدمی اس کو برداشت کرے اور بدل لینے کے لئے تیار
نہو۔ عموماً ایک محلہ کے دو شخصوں میں اکثر اسی لئے لڑائی ہوتی ہے کہ اتفاقاً ایک سے
کوئی غلطی ہوگئی تو دوسرا اس قدر تنگ دل ہو جاتا ہے کہ بدل لینے پر تیار ہو جاتا ہے
اور لڑائی بڑھ جاتی ہے، حالانکہ ہر ایک کو دوسرے کی خطا سے درگزر کر سکتے
ہوئے کٹا دہ دلی کا ثبوت دینا چاہئے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوا اور اپنے پڑوسی کی شکایت کی کہ وہ تکلیف دیتا ہے (آپ نے فرمایا مہر
کرو۔) غور کیجئے کہ بدل لینے کی اجازت نہیں دی (اُس نے پھر شکایت کی۔ آپ نے فرمایا
صبر کرو۔ اُس نے پھر شکایت کی۔ فرمایا صبر کرو۔ اُس نے پھر شکایت کی۔ (غالباً اس کا
پڑوسی بار بار اور بہت ستاتا ہوگا) غرض چوتھی بار کی شکایت کے جواب میں آپ نے فرمایا
کہ اپنا سامان نکال کر راستہ پر ڈال دو۔ (آپ نے غور فرمایا اس تعلیم کو کہ چاہیہا شکایت
کرنے اور پڑوسی کے اس قدر ستانے پر بھی آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی بدل لو۔)
الغرض اُس صحابی نے ایسا ہی کیا۔ اپنا سامان نکال کر سرسبزہ ڈال دیا۔ لوگ آتے
سامان دیکھ کر وجہ پوچھتے۔ یہ صحابی کہہ دیتے کہ میرا پڑوسی ستاتا ہے۔ رہنے
نہیں دیتا۔ یہ سن کر لوگ اس پڑوسی کو برا بھلا کہتے۔ آخر پڑوسی بھی آگیا۔
اُسے سخت شرمندگی ہوئی اپنے افعال پر اور کہنے لگا۔ بھائی تو اپنا سامان اپنے
گھر میں رکھ۔ خدا کی قسم اب کبھی تکلیف نہ دوں گا (احمد) بحال اللہ حسن اخلاق
کی کیا عمدہ تعلیم ہے جو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دی۔ اب میں
حقوق جو اسکے متعلق چند احادیث گوشتی گزار کرنا چاہتا ہوں، جن سے آپ کو یہ
معلوم ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ہمارے میں معنوی جوار کی کس قدر اہمیت

ان کو جان لینا چاہئے کہ
 نے بلکہ اس کا حق یہ بھی ہے کہ
 دل لینے کے لئے تیار
 رہتا ہے کہ اتفاقاً ایک سے
 دل لینے پر تیار ہو جاتا ہے
 اسے درگزر کر سکتے
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 دیتا ہے) آپ نے فرمایا
 پھر شکایت کی۔ آپ نے فرمایا
 بہت کی۔ (غالباً اس کا
 کہ جواب میں آپ نے فرمایا
 کہ چاہتا شکایت
 بھی بدل لو۔)
 ل دیا۔ لوگ آتے
 رہے۔
 دسی بھی آگیا۔
 بنی سامان اپنے
 مشن اخلاق
 ی۔ اب میں
 سے آپ کو یہ
 کہ کسی قدر اہمیت

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرو تو تم سلطان ہو جاؤ گے، یعنی
 سہل مسلمان بن جاؤ گے (احیاء)۔ ایک دوسری حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم پڑوسی کے متعلق مجھے اس قدر وصیت کرتے رہے کہ جیسے
 مجھے یہ گمان ہو گیا کہ شاید وہ پڑوسی کو وارث ہی بنادیں گے۔ (بخاری)
 ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ قسم ہے خدا کی وہ ایمان نہیں لایا۔ (بخاری)
 قسم وہ ایمان نہیں لایا۔ اللہ کی قسم وہ ایمان نہیں لایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کون
 یا رسول اللہ! فرمایا۔ وہ جس کی انیاد رسانی کی طرف سے اس کا پڑوسی مطمئن ہو۔
 (بخاری) ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نے اپنے پڑوسی کے
 کتے کو (بھی) مارا تو پڑوسی کو تکلیف دی۔ یعنی یہ فعل بھی پڑوسی کو تکلیف دیتا
 میں شمار ہے۔ (احیاء) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض
 کیا۔ یا رسول اللہ! فلاں عورت کے بکثرت نمازیں پڑھنے، صدقہ دینے اور روزہ
 رکھنے کا یہ چرچا کیا جاتا ہے، لیکن وہ اپنے پڑوسی کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتی
 ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے۔ اس نے (پھر) کہا۔ یا رسول اللہ!
 فلاں عورت کے روزوں، نمازوں کی کمی اور پیر کے ٹکڑوں کے صدقوں کا ذکر کیا
 جاتا ہے اور وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں دیتی۔ آپ نے ارشاد
 فرمایا کہ وہ جنت میں ہے (احمد) یہی بات کہ پڑوسی کہاں تک شمار کیا
 جاتا ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا
 کہ مسجد کے دروازے پر سے اعلان کر دیا جائے کہ خبردار ہوجاؤ کہ چالیس گھر (کہا
 پڑوسی ہیں) (احیاء) یعنی اپنے گھر سے چالیس گھر تک پڑوسی شمار کیا جائے۔ پڑوسی
 کے حقوق اور یہ احادیث سننے کے بعد اب آپ اپنے طرہ عمل پر غور فرما کر اندازہ کیجئے
 کہ جس پڑوسی کے حقوق کی اہمیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں برابر کی ہے

آپ ہم ان کو کہاں تک لے کر رہے ہیں۔ نیز یہ بھی خیال کیجئے کہ جب بعض پادرس میں کسی کے آباد ہو جانے سے اس قدر حقوق عائد ہو جاتے ہیں تو جن لوگوں سے کسی تعلق اور رشتہ داری ہو ان کے کس قدر حق ہو جائے گا۔ یاد رکھئے کہ اسلام میں قرابت کے حقوق کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔ یوں نہ سمجھئے کہ صرف دینی تعلق اور رشتہ داری کی وجہ سے ہی اعتباراً کے حقوق ہوتے ہیں بلکہ اشد تعلق کا یہ بھی ہے کہ قرابت کے حقوق ادا کرو۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے جہاد کی ترغیب کے سلسلہ میں فرمایا کہ اگر تم جہاد سے کنارہ کش رہو تو دیکھا تم کو اچھا نہیں لگے گا تم لوگ دنیا میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع قرابت کرو۔ ” (قرآن) مطلب یہ کہ جہاد سے معذور انصاف کا قلم کرنا ہے اور انصاف میں یہ بھی ہے کہ قرابت کے حقوق ادا کئے جائیں اور تعلقات دل بستہ رکھے جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرابت کے حقوق ادا کرنے کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا جسے اس بات کی خوشی ہو کہ اس کی عمر بڑھ جائے اور رزق میں وسعت ہو اسے چاہئے کہ اشد سے ڈرے اور حقوق قرابت ادا کرے (اعلم) اور فرمایا کہ جلدی بیدار مل جانے والی بیلوں میں سب سے زیادہ عبادت حقوق قرابت کا ادا کرنا ہے، حتیٰ کہ اسے گھرانے والے فاجر بھی ہوں تو ان کا مال بڑھتا ہے اور اولاد کی ترقی ہوتی ہے جبکہ وہ حق قرابت ادا کرتے رہیں (اعلم) اور فرمایا کہ دو گناہ جس کی سزا جلد ملنے کے لائق ہیں ایک بغاوت کرنا ہے۔ دوسرے قطع رحم کرنا یعنی اقرباء سے تعلق منقطع کرنا اور ان کے حقوق نہ لے کرنا ہے (ترغیب) نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر تجارت کو بندوں کے اعمال درخیر پیش کئے جاتے ہیں مگر لغو یا سے تعلق قطع کرنے والے شخص کے اعمال (خیر) پیش کئے جاتے۔ (مسند امام المغرض بہت سی احادیث ہیں اقرباء کے حقوق کی بہت سخت تاکید آئی ہے۔ پادرس کے حقوق آپ سن چکے ہیں۔

ہوتے کہ جب محض پڑوس
نے ہیں تو جن لوگوں سے کبھی

مٹے کہ اسلام میں قرابت
رف و ریندگی تعلق اور

اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے

فرمایا

یہ کہ تم لوگ با دُنیا

(مطلب یہ کہ جہاد سے

ابت کے حقوق ادا کئے

کرنے بھی قرابت کے

جسے اس بات کی خوشی

ہے چاہئے کہ اللہ سے

بیرہ مل جلنے والی بلبلو

کہ اسے گھرانے والے

ہوتی ہے جبکہ وہ حق

جلد ملنے کے لائق ہیں

تعلق منقطع کرنا اور

اگر ہر جمہورات کو

طع کرنے والے شخص

ی احادیث میں

اس سے اندازہ کر لیجئے کہ رشتہ داروں کے حقوق ان سے بھی زیادہ ہی ہیں۔ ہیں
راشتہ خالی نے اپنے فضلِ کرم سے کچھ دیا ہے تو اس میں سے رشتہ داروں پر بھی اصلوں
رہنا چاہئے۔ صرف زکوٰۃ و خیرات ہی سے نہیں بلکہ ہدایا اور تحفوں سے بھی۔ نیز اگر
تو با کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو برداشت کرنا چاہئے اور بدلہ لینے سے درگزر
رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ ہم اپنے
پڑوسی اور قرابت داروں کے حقوق ادا کریں اور ناراضگی کی حالت میں بھی خدا کے
حکم کے سامنے اپنا سر جھکا دیں۔ آمین یا رب العالمین وصلى الله تعالى على
خير خلقه سيدنا محمد وآله واصحابہ اجمعین۔

عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ تَقْيِيدَ مَا فِي
الْأَرْضِ وَتَقْطِيعَ الْأَرْضِ حَاكِمٌ. أُولَئِكَ الْيَدَيْنِ لَعْنَتُهُمَا
اللَّهُ قَاتِلَهُمَا وَأَتَمَّى أَبْصَارَهُمَا. سَأَلَ اللَّهَ الْ

خطبہ جمعہ چہارم ماہِ جمادی الاول در بیانِ آدابِ معاشرت

حقوق والدین اور ان میں تعدیل

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ مَّاءٍ

وَأَفْقٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصَّلَيبِ وَالْثَرَائِبِ

وَقَاتِلَهُمَا وَأَتَمَّى أَبْصَارَهُمَا

بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ إِنَّمَا يُبَلِّغُنَّ عَنْ نَفْسِكَ
الْكَبِيرَ أَحَدَهَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا
وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝ بَارَكَ اللَّهُ

حقّی والدین اور ان میں تھیل

الحمد لله وكفى وسلا م على عباده الذين اضلوا . آمّا بعد
برادران مت : آداب معطره اسرار می سے ایک ادب سے معطر ہو کر

اپنی اولاد کے حقوق ادا کرے اور ہر اولاد اپنے ماں باپ کے حقوق ادا کرے۔

ان جہتوں کی باہمی اور انکی انسانی معاشرہ کے لئے کس قدر مفید ہے۔ اس کا اندازہ شیخ

کا اندازہ ہر شخص خود ہی کر سکتا ہے۔ آج ماں باپ کے حقوق کی اہمیت

اور ان کی مختصر تفصیل عرض ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اور تم

آپ کے رب بن کر تم سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرو اور الدین کے ساتھ

مکان کرو اور اگر وہ دفعوں یا ان میں سے کوئی ایک تمھارے سامنے بڑھاپے

عمر کو پہنچ جائے تو ان کو اُف بھی نہ کہو اور نہ ان کو جھڑک کر لو رکھو

ہستے بات کرو اور ان کے سامنے شفقت سے انکاری کے ساتھ بھیجے دینا

رہن کے لئے یوں ٹھہا کرتے رہنا کہ اے میرے پیور دگار ان حدوں پر دست

کچھ بیسیں کہ افسوس نہ باقی کہ بچپن میں پالا اور پرورش کیا ہے (اور صفا)

حَقَّ عِندَ لَاحِ
مَعْلٍ لَهْمَا اَنْ
رَبَّنَا ۝ بَارِكْ لَہٗ

شرعاً اسلامیت

خدا

آمَنَّا بَعْدَ

یہ ہے کہ ہر باب

حقوق ادا کرے۔

مغیر ہے۔ اس

حقوق کی اہمیت

ہے کہ اور حکم

والدین کے ساتھ

حفاظت برہنہ

دور اور ان سے خوف

ساقہ بچے رہنا

دور اور رحمت

(اور صرف اس

ظاہری توجہ و تعلیم کو کافی نہ سمجھا بلکہ دل میں بھی امن کا ادب اور فرماں برپا رکھا اللہ
رکھنا دیکھو کہ تمہارا پروردگار تمہاری دلی باتوں کو خوب جانتا ہے، اگر تم حقیقت
میں دل سے) نیک ہو (اور غلطی سے ادا ہو متعوق میں تم سے کمی ہو جائے اور
اس پر نادم ہو کر توبہ کر لو) تو اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی خطا معاف کر دیتا
ہے (ربیع اللہ الذی) آپ نے سنا کہ قرآن شریف جس پر آپ کے ہائے اسلام کا
دار و مدار ہے، اس میں اللہ نے مانبا پکی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم کس قدر صاف
طریقہ پر لکھ کر تفصیل کے ساتھ دیا ہے۔ اب کسی لڑکے کو جو مسلمان اور نیک
ہو، ایک ذرہ برابر بھی مانبا پ کی نافرمانی کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں رہتی،
و نہ سمجھ لو کہ مانبا پ کی اطاعت کرنا واجب ہے اور نافرمانی کرنا حرام اور گناہ کبیرہ
ہے۔ اب احادیث سنئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا: خاک آلود ہو
اس کی ناک و مطلب یہ کہ وہ شخص بہت ہی بد نصیب ہے اسی نے عرض کیا۔ کون شخص
یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ وہ جس نے بڑھاپے کی عمر میں اپنی ماں یا باپ یا دونوں کو بلایا
اور پھر بھی ان کی اطاعت کر کے جنت میں داخل نہیں ہوا۔ ایک اور حدیث میں
ہے کہ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مانبا پ کا کیا حق ہے لڑکے پر۔ ارشاد
فرمایا کہ وہ دونوں (بہی) تیری جنت اور دروغ ہیں مطلب یہ کہ نادر ہائے
لئے حقوق ہیں کہ ان کو شمار ہی نہیں کیا جاسکتا۔ بھلا یہ سمجھ لو کہ ان کے ہر جائز حکم
کی تعمیل کرتے رہو تو جنت حاصل ہوگی اور ہر جائز حکم کی نافرمانی کرنے سے دوزخ
ایک اور صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے سر
سکوں کا سب سے زیادہ مسحق کون ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیری والدہ، اس نے
عرض کیا۔ پھر کون؟ فرمایا تیری والدہ۔ اس نے عرض کیا۔ پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیرا

مہم جہ چارسا مہم جلالی اللہ

ہاں کرتا، بلا اجازت
سنا، ان کو ڈانڈنا
اس حد تک کہ
زندگی، کھانا، کپڑے
منسوب ہے۔ ان
جانی اور مالی خد
کو مد نظر رکھا ہے
ہے۔ بعض د
تنگ کر دیتے ہیں
ہے یا نافرمانی
رض ہے کہ جو
ہا کوئی حق
جانے سے من
سے یا فرض
یا باپ، بیٹے
اور بیوی ملا
اسی طرح ملک
سے تو
کہ صرف مال
صور قوس میں
ہونا لازم

والد۔ ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر ماؤں کی
ناوانی حرام کر دی ہے۔ چونکہ لوہے عموماً بہ نسبت والد کے والدہ کے ساتھ نافرمانی،
ضد، ہٹ کا برتاؤ زیادہ کرتے رہتے ہیں، اس لئے ان احادیث میں والدہ
سے حقوق کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ بعض لوگ اپنے والدین کی تھوڑی بہت خدمت
کرتے سمجھتے ہیں کہ ہم نے حق ادا کر دیا، حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ بیان کیا گیا
کہ ایک آدمی حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگایا رسول اللہ صلعم
میری والدہ میرے پاس بوڑھی ہو گئی ہے۔ میں اسے اپنے ہاتھ سے کھانا ہوں اپنے
ہاتھ سے پلاتا ہوں، وضو کراتا ہوں اور اپنے کندھے پر سوار کر کے جہاں لے جانا
ہو لے جاتا ہوں تو کیا اس قدر خدمت کرنے کے بعد میں نے اس کے احسانات
کا بدلہ پورا ادا کر دیا؟ آپ نے فرمایا۔ نہیں اور (ابھی تو) نشو و نما میں ہے ایک
بھی ادا نہیں ہوا، لیکن تونے بہت اچھا کیا اور اللہ تعالیٰ تجھ کو اس قدر کم خدمت
پر بھی بہت ثواب عطا کرے گا (تنبیہ الغافلین) یہ بھی یاد رکھ کر مہربانپ کی اطاعت
کا بدلہ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی اور ان کی نافرمانی
کی سزا آخرت میں تو عظیم گئی ہی، مگر دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ چنانچہ حضور صلعم نے
ارشاد فرمایا ہے کہ تم آگنا ہوں میں اللہ تعالیٰ جس قدر چاہے معاف فرما دیتا ہے
سوئے والدین کی نافرمانی کے۔ بلا شک اللہ تعالیٰ مہربانپ کی نافرمانی کرنے والے کو
اس کی موت سے پہلے زندگی ہی میں سزا دیتا ہے (مکذوبہ) ان تملہ احادیث پر
غور کرنے کے بعد اب یہ سمجھئے کہ والدین کے حقوق دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو ان کی
زندگی میں اولاد پر واجب ہیں۔ دوسرے وہ جو ان کے مرنے کے بعد اولاد پر عائد ہوتے
ہیں۔ ان کی زندگی میں جو حقوق اولاد پر ہوتے ہیں یہ ہیں۔ ماں باپ کا پورا پورا ادا
کرنا، نام لے کر بے ادبی کے ساتھ نہ پکارنا، تعظیم کے الفاظ سے نرمی کے ساتھ ان سے

است کرنا، بلا اجازت ان سے آگے نہ چلنا۔ غصہ اور سختی کے ساتھ ان سے بات نہ کرنا، ان کو ڈانٹ، ڈیپٹ کبھی نہ کرنا، تمام جائز باتوں میں ان کی پوری اطاعت کرنا اس حد تک کر کوئی گناہ للہ نہ آئے۔ اپنی طاقت کے مطابق ان کی ضروریات زندگی، کھانا، کپڑا وغیرہ مہیا کرنا۔ جبکہ وہ محتاج ہوں اور جب محتاج ہوں تو مستحب ہے۔ ان چھوٹی بے ایک ایک لفظ پر خوب غور کر لیجئے، کیونکہ ان میں سے کچھ دلی جانی اور مالی خدمات شامل ہیں۔ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ شریعت نے ہر بات میں انصاف کو مد نظر رکھا ہے۔ لہذا حقوق والدین کے مسئلہ میں بھی انصاف کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بعض والدین اپنے حقوق کے گھنڈ میں اپنی اولاد و متعلقین کو اس قدر تنگ کر دیتے ہیں کہ نیک سے نیک اولاد مجبور ہو کر یا خودکشی پر آمادہ ہو جاتی ہے یا نافرمانی پر۔ لہذا ضروری ہے کہ اس کی طرف بھی اشارہ کیا جائے۔ چنانچہ فرض ہے کہ جو کام شرعاً اولاد کے ذمہ واجب ہیں، مابناپ کو ان سے منع کرنے کا کوئی حق نہیں، مثلاً باپ، بیٹے کو دوکان چھوڑ کر نماز پڑھنے کے لئے جانے سے منع کرے یا مالی زکوٰۃ سے یا رمضان کے روزوں سے یا فرض حج کرنے سے یا فرض علم حاصل کرنے سے روکے یا بیوی کے حقوق ادا کرنے سے منع کرے یا باپ، بیٹے کو مجبور کرے کہ اپنی بیوی کو ہمارے ساتھ یا بھائی بہنوں کے ساتھ رکھ اور بیوی راضی نہ ہو تو اس قسم کے تمام حکموں میں اولاد کو اطاعت کرنا ہرگز جائز نہیں اسی طرح مگر ایک بیٹے میں مالی وسعت اس قدر کم ہے کہ اگر ماں باپ کی خدمت کرے تو بیوی بچوں کو تکلیف ہونے لگے تو اس مصورۃ میں بیٹے کو یہ جائز نہیں کہ صرف مابناپ کی خدمت کرے اور بیوی بچوں کو تکلیف دے۔ غرض ایسی تمام صورتوں میں جن میں ملل باپ کی اطاعت کرنے سے حق العباد یا حق اللہ کا برباد ہونا لازم آوے تو نہ ماں باپ کو ایسے حکم کرنے کا حق ہے اور نہ اولاد کو ایسے

نے تمہارے اوپر ماؤں کی عہد والدہ کے ساتھ نافرمانی، ان احادیث میں والدہ مدین کی تھوڑی بہت خدمت سرسری غلط ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے کھانا ہوں اپنے کر کے جہاں لے جانا نے اس کے احسانات تو (نوشہ میں سے ایک سے) کہہ کو اس قدر کم خدمت کر مابناپ کی اطاعت و ران کی نافرمانی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناف فرما دیتا ہے کہ مافی کرنے والے کو ظلم احادیث پر ایک وہ جو ان کی بعد اولاد پر کاٹھنچہ باپ کا پورا پورا اللہ سے ساتھ ان سے

کَیْثِیْرًا ۝ بَارَکَ اللّٰهُ تَآوَلَکُمْ ۝
وعظ جہد اول ماہ جمادی الثانی در بیان دایم شرف اسلام

حقوق زوجین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادَةِ التَّائِبِیْنَ اَصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
برادران قت! آداب معاشرت اسلامیه می سے زوجین کے حقوق
و آداب بھی ہیں جن سے واقف ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ عرض
ہے کہ شوہر کے حقوق بیوی پر بہت سے ہیں جن کی تفصیل اس مجلس میں
چند اضروری نہیں۔ مابہم مجملہ عرض ہے کہ عورت پر شوہر کی اطاعت مطلقاً
ہر طرح واجب ہے، سوائے اُن باتوں کے جن میں گناہ لازم آتا ہو۔ حدیث شریف
میں ہے کہ جو عورت ایسی حالت میں فحش ہے کہ اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو تو
وہ جنت میں داخل ہوگی (ترمذی) نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ اگر کسی کسی غیر اللہ کو عبادہ کرنے کا حکم دیتا تو وہ اپنے شوہر
کو عبادہ کوست (ترمذی) لیکن چونکہ غیر اللہ کو عبادہ کرنا حرام ہے، اس لئے حضور
نے عورت کو یہ حکم نہیں دیا۔ اس حدیث سے شوہر کی عظمت اور اس کی اطاعت
کی اہمیت پورے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ اسلام سے پہلے عورت سے
دنیائی تمام سوسائٹیوں میں حیوان سے بھی بدتر شہار کی جاتی تھی۔ اسلام
نے انسانیت کے اس اہم جز کو ذات وستی کے گردھے سے نکال کر

اعتدال کے ساتھ رفعت و بلندی پر پہنچایا ہے۔ قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ نے
عورت کے متعلق بہت سے احکام مفصل بیان کئے ہیں۔ چنانچہ اسی عنوان
پر ایک مستقل عورت یعنی عورتہ نازہ نازل فرمائی ہے اور بار بار یہ حکم دیا ہے
کہ معاشرت میں نرمی کے ساتھ ان سے برتاؤ کرو۔ انھیں مصلحت کر کے
مت چھوڑو۔ ان کے مہر ادا کرو وغیرہ وغیرہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی نگاہ و باریک بینی میں عورتوں کے حقوق کی اس قدر اہمیت ہے کہ آپ نے
اپنی آخری وصیتوں میں بھی اُن کی طرف توجہ فرمائی۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ سے
دُعا کرو اللہ سے ڈرو عورتوں کے بارے میں... وہ تمھارے ہاتھوں میں قیدی
ہیں۔ تم نے اللہ کے عہد کے ساتھ ان کو لیا ہے اور ان کے سوائے منافع کو لاشہ
سے حکم سے حلال طور پر حاصل کیا ہے (احیاء) بڑا ہی شقی القلب اور قریب ہے وہ
مسلمان جو حضور کی اس آخری وصیت کو محض کر بھی اپنی بیویوں کے حقوق ادا
کرنے میں کوتاہی کرے۔ اب حقوق سُنیے۔ پہلا حق بیوی کا یہ ہے کہ اپنی حیثیت
کے مطابق اُس کا نان نفقہ برابر ادا کرتا رہے اور اس میں تنگی نہ کرے۔
دوسرا حق یہ ہے کہ اس کے دلچسپی کا مناسب انتظام کرے۔ اس طرح اگر کوہ
شوہر کے رشتہ و اولوں کے ساتھ رہنا گوارا کر لے تو یہ اس کی سعادت مندی اور
شوہر پر احسان ہے، لیکن اگر علاحدگی کا مطالبہ کرے تو یہ بیوی کا شرعی حق
ہے اور شوہر کے ذمہ واجب ہے کہ اُس کا یہ حق بھی ادا کرے۔ فقہاء نے
اس حق کی تصریح کر دی ہے۔ اس زمانہ میں عموماً بیویوں کا یہ حق تلف کیا
جاتا ہے اور ان کو زبردستی سب کے ساتھ رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ یہ بہت
بڑا ظلم ہے اور اس سے بڑی خرابیاں لڑائی جھگڑے پیش آیا کرتے ہیں۔ ان جھگڑوں
عل و عطا شوہر و حسن الایہ

پیش آئے یعنی اس پر کسی قسم کا ظلم اور زیادتی کرے، شرش مومن نہ رہے، لیکن
 حشر افراد صرف یہی نہیں ہے کہ اس کو تکلیف نہ دے بلکہ بیوی کے ساتھ اچھے
 اخلاق رستے میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کی طرف سے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرے
 اور غصہ کے وقت اس کے غیظ و غضب، جواب دینے اور زبان درازی کرنے کو بھی
 برداشت کرے۔ ہاں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ازواج مطہرات کی جواب دہی
 برداشت فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی چوٹی نے کسی بات میں جواب دیا
 تو آپؐ نے کہا کیا تم مجھے جواب دیتی ہو۔ بیوی نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 بیویاں بھی جواب دیتی تھیں اور حضور آپؐ انھیں تھے (احیاء) اس واقعہ سے
 آپؐ کو اندازہ کرنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر متحمل مزاج تھے۔ نیز آپؐ
 نے فرمایا کہ عورت بیڑھی بسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پس اگر تم زیادہ سیدھا کرنے
 کی کوشش کرو گے تو لوطہ دو گے۔ (دوسری) تیسرا ادب یہ ہے کہ بیوی کی طرف سے
 تکلیف برداشت کرنے کے علاوہ اس کے ساتھ خوش طبعی اور جانتے بھانتے بھی کرتا
 رہے کہ اس سے خورتوں کے دل خوش رہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی ازواج
 کے ساتھ مزاج فرماتے تھے اور ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ اپنی ازواج کے ساتھ
 سب سے زیادہ خوش طبع تھے۔ (احیاء) اور آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 اہل وعیال کے ساتھ سخت مزاج اور متکبر، زیادہ بکواس کرنے والے سخت دل
 شخص کو مہجوز رکھتا ہے (احیاء) حضرت عمرؓ باوجود کبیر حق کے لئے بڑے سخت
 تھے۔ فرماتے ہیں کہ آدمی کو اپنے گھر میں مشکل کچر کے رہنا چاہئے اور وہ اس کی
 بہادری کو آزمایا جائے تو اس وقت مردانگی دکھائی جائے۔ (احیاء) ہمارا حال
 یہ ہے کہ ہم باہر نامزد ہیں اور گھر میں مردانگی دکھاتے ہیں۔ چوتھا ادب یہ ہے کہ
 اس قدر بیوی کے ساتھ ملاجبت رکھیں (احیاء) اس کا مفہوم شکایت کی موافقت بھی

کی، چر تو اکثر خاندان کے بڑے بوڑھے مرد باپ، دادا وغیرہ اور بوڑھی عورتیں
 سٹائل ماں دادی وغیرہ بوا کرتے ہیں، کیونکہ وہی اس بات کی کوشش میں لگے رہتے
 کہ سب بیٹے اور لڑکی بیویاں وغیرہ ایک ساتھ ایک گھر میں رہیں اور کوئی ان سے
 جدا نہ ہو۔ یہ خیال اگرچہ جو بخت اولاد اور مصیبت دینی پر مبنی ہوتا ہے، مگر اجمال
 شمار کے وقت ایسی کوشش کرنا اعلیٰ درجہ کی بیوقوفی ہے، کیونکہ اس صورت میں
 فائدہ کم اندفع ممکن بہت زیادہ ہے۔ پس ہر خاندان کے بوڑگوں کو چاہئے
 کہ اپنی اولاد اور ان کی بیویوں کو ساتھ رہنے پر مجبور نہ کریں، اور اولاد کی بیویاں
 اگر علحدگی چاہیں تو زنج دلی اور عقل مندی سے کام لیتے ہوئے پھوٹ پڑنے
 سے پہلے ہی اولاد کو علحدہ رہنے کی اجازت دے دیا کریں۔ تیسرا حق بیوی کا یہ
 ہے کہ اس کا مہر ادا کرے۔ مہر ایسا قرض ہے جس کی ادائیگی شوہر کے ذمہ لازم
 ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی عورت سے مہر
 مثل یہ نکاح کرے اور یہ نیت نہ رکھے کہ ادا کر دے گا تو وہ زانی ہے اور جو
 قرض لے اور ادا کھونے کی نیت نہ رکھے تو وہ چور ہے۔ (احیاء) نیکی اگر عورت
 خود اپنا مہر مصاف کرے تو اس میں مصافقہ نہیں مگر زبردستی مصاف نہ کرنا جائز نہیں
 ہے۔ چوتھا حق یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ احسان، نیکی اور نرمی کرے جوئے زندگی
 گزارا ہے جس کو معاشرۃ بالمعروف کہا جاتا ہے۔ نہ جوہر کے ساتھ معاشرت بالمعروف
 کے متعلق چند آداب ہیں، جن کا یاد رکھنا ضروری ہے۔ پہلا ادب یہ ہے کہ نکاح اور
 فاحش استراحت کے بعد دلچر کرے کہ بیعت ہے اور آپؐ نے فرمایا ہے: ”دلچر
 کچھ اگرچہ ایک بکری ہی سے ہو (ابوداؤد) مگر دلچر صرف سنت ہے۔ فرض نہیں
 ہے، لہذا ملاقت سے زیادہ تکلف اور قرض وغیرہ لے کہ نہ کیا جائے۔ نیز فجر
 اور شہرۃ وغیرہ کی سنت سے نہ کرے۔ دوسرا ادب یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ نرمی ملتی ہے

بند رکھتے تھے تاکہ عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ عورتوں کو محمدؐ نہ دیکھو تو وہ گھروں میں رہیں گی (احیاء) اس لئے کہ عورتیں معمولی لباس میں نکلتا پسند نہیں کرتیں۔ یہ تمام احتیاطیں اسی پردہ کے لئے صحیح فرماتے تھے، جس کو مدت سے مغرب پرست ذہنیتیں اٹھانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ پردہ کے ساتھ ہی اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ان کو تماشے دیکھنے کو معمولہ باتوں کے لئے گھر سے نکلنے کی ہرگز اجازت نہ دیں، کیونکہ اچھے بھی وہ بہ خرابیاں لازم آتی ہیں جو بے پردگی سے پیدا ہوتی ہیں۔ انسوچ سچ کر سچ ہم سے بعض مسلمانوں کی عقل پر ایسا پردہ پڑ گیا ہے کہ وہ خود اپنی خدقوں کو بھرا، بیٹیوں کو سینما دکھانے لے جاتے ہیں وریلوں، عرسوں میں لے جاتے ہیں۔ کچھ بے شرم اور بے غیرت ہیں وہ لوگ جو اپنی غیر شاہی شہہ فوجان بیٹیوں کو شہرت انگیز عشق و عاشقی کے منظر دکھا کر خوش ہوتے ہیں۔ حقیقت میں ان لوگوں کا اسلامی دماغ مفلوج ہو چکا ہے۔ چنانچہ اب یہ ہے کہ بیوی کے ہاتھ میں عدالی کے نہ کی اور تنگی کرے اور نہ فضول خرچی کرے اور نہ ایسا کرے کہ خود عہدہ جینزیں کھائے اور گھروالوں کو نہ کھائے، کیونکہ اس طرح عمل سے دلوں میں کدورت اور کینہ پیدا ہوتا ہے، لیکن اگر کسی خاص غذا کی ضرورت ہو تو ہر اور سب کو وہ عہدہ چیز نہ کھائے تو اسی طرح کھائے کہ دوسروں کو معلوم ہو ورنہ سب کو عموماً ایک دسترخوان پر بٹھا کر ساتھ کھانا کھائے۔ حضرت صفیاتؑ فرماتے ہیں کہ میں بھی حضورؐ سے یہ بات پہنچی ہے کہ اظہارِ رحمت نازل کرنا اور اس کے فرشتے دعا و مغفرت کرتے ہیں ان گھر والوں پر جو ان کو کھا نہیں دیتے اور اس کی کو مالی حلال سے کھائے اور والد، بیوی و بیوی کی وجہ سے کسی کے میں مبتلا نہ ہو۔ ساتھ ساتھ اب یہ ہے کہ بیوی کو حقیقی دھو، غسل، غذا، اور

انکو کمرے کر بیوی کے اخلاق خراب ہو جائیں اور شوہر کی ہیبت بالکل جاتی ہے۔ بلکہ جب اس کی کوئی بات خلافِ مشروع دیکھے تو اڑا ڈکے اور اپنی ہیبت اور عیب و دہش سے کما لے اور خلافِ مشروع باتوں کا دروازہ اپنے گھر میں کھلے نہ دے۔ ہلکدی یہ حالت ہے کہ اپنی نفسانی خواہش کے خلاف ہو تو ہم بے حد غصہ کرتے ہیں، لیکن خلافِ مشروع بات بیوی سے ہو جائے تو ہم کو ذرا بھی غصہ نہیں آتا۔ بیوی نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے تو یہ واہ بھی نہیں ہوتی، حالاں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے اہل بیت کا محافظ ہے اور اس کے بارہ میں سوال کیا جائے گا: "نیز آپؐ نے فرمایا ہے کہ بیوی کا غلام ہلاک ہوگا۔ (احیاء) پانچواں ادب یہ ہے کہ غیرت اور شرم کی باتوں میں اعتدال سے کما لے اور ایسی باتوں سے ہرگز غفلت نہ کرتے، جن سے آخر میں آبرو و عفت و پاکدامنی میں داغ آجائے کا احوال ہو، لیکن زیادہ بدظنی سے بھی کما لے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ایک غیرت تو خدا کو پسند ہے وہ ہے جو عورت سے کوئی قابلِ شتم اور شک کی بات دیکھنے پر آئے اور ایک غیرت ناپسند ہے وہ ہے جو بغیر کچھ دیکھے صرف بدگمانی سے پیدا ہو۔ (احیاء) اور بے غیرتی کی باتوں سے بیوی کو بچانے کا عہدہ طریقہ یہ ہے کہ اس کو پردہ میں رکھا جائے کہ نا محرم اس کے پاس نہ جاکیں اور اس کو باز اور علیٰ نہ نکلنے دیا جائے۔ اب آپ کو جو غیرت ظاہر کرنے کی انشاء اللہ نوبت رہی د آئے گی، کیونکہ عورتوں کا ہر ممکن لوگوں سے ملنا ہی ناگوار واقعات کا پیش خیمہ ہے۔ ایک دفعہ حضورؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا: بتاؤ عورتوں کے لئے کیا بہتر ہے؟ عرض کیا: یہ کہ نہ وہ کسی کو دیکھے اور نہ کوئی اسے دیکھے۔ حضورؐ نے بی بی فاطمہؑ کو سیدھا رک سے پٹا لیا اور اس جواب کو بہت پسند فرمایا۔ (احیاء) صحابہؓ کے احتیاط کی یہ حالت تھی کہ وہ گھروں کے روشن دان اور دیوار کے سوراخ بھی

کو لپکا کرنا اور سب کے ساتھ لپٹے پیر محبوب کرنا، یہ تمام باتیں ظلم ہیں اور ظلم گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ لہذا اس قسم کے ظلموں کی جو پہلی قیامت میں کرنی پڑے گی۔ ہاں اگر اس کو سمجھا کر ماضی اور خوشی سے یہ کام لے جائیں تو مضائقہ نہیں رہتا تھا یہی یہ بھی سن لیجئے کہ سنا دینا، جس قسم کی باتوں پر جائز ہے وہ یہ ہیں۔ فرض عبادتوں کے چھوڑنے پر، مالی شوہر قصداً بر باد کرنے پر، بے پروگی اور تالانے جھانے پر، تماشوں نفرتوں اور دوسرے چیزوں سے ملنے کے اصرار کرنے پر یہنا سب مشیت سے زیادہ عمدہ کھانا کپڑا طلب کرتے پر، بلا ہولایت گھر سے باہر نکلنے پر، حقوق تنہا مثلاً شوہر کے لئے نہ پینٹ نہ کرنے پر، عصمت میں خیانت کرنے پر، گالیاں اور فحش بکنے پر، شوہر کے خانگی انہور بوجہ نشوونما راضی انکار نہ دینے پر، مذکورہ بالا طریقے سے سنا دینا جائز ہے، لیکن اتنا غلطیوں پر مسل جائز نہیں۔ اب حلائیے کر اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو آپ معاشرۃ اسلامی کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری اور مجھے متعلقین کی غلطیوں، گناہوں کو معاف فرمائے اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔ آمین۔

یٰ اَرْبَ الْعَالَمِیْنَ بِکَرمَتِہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

خطبہ جمعہ دوم امام حامد علی الثانی در بیان آداب معاشرۃ اسلامیہ

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَلَّمَ سُوْلَنَا لِسَیِّدِنَا اَحْمَدِیْنِ

اس لئے یہ اندیشہ تھا کہ خود گفتار اسلامی لباس اختیار کر کے تشبیہ پیدا کر دیں۔ اس لئے یہ احکام ذہنیوں پر جاری کئے گئے۔ ہائے افسوس آج کا فرسلمانوں کا نہیں بلکہ مسلمان کافروں کا لباس اختیار کر رہے ہیں۔ اسی انداز کے احکام حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے بھی جاری فرمائے۔ اب رہا فقہی اعتبار سے تشبیہ کا حکم کیا ہے؟ تو جسے کہ مذاہب اربعہ تشبیہ بالکفار کی حرمت اور مخالفت کا کھلا اعلان کر رہے ہیں، جن کی تفصیلات کو بوجہ اختصار چھوڑنا پڑا حتیٰ کہ فقہاء نے

بحسب کی مذہبی ٹوپی اور زنتار وغیرہ باندھنے کو کفر شمار کیا ہے۔ یہی یہ بات کہ ایک مسلمان کلمہ اور غازیہ پڑھنے کے باوجود زنتار باندھنے یا کفار کی ٹوپی اوڑھنے سے کافر کیوں ہو جائے گا۔ اس کے جواب میں قاضی بیضاویؒ کی عبارت پیش کر دینا کافی ہے جو یہ ہے کہ غیار پہننا، زنتار باندھنا کفر اس لئے شمار کیا گیا کہ ان کا پہننا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفیب پر دلالت کرتا ہے۔ یقیناً جس نے حضورؐ کی تصدیق کی ہے وہ بظاہر ان چیزوں کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور یہ تو کھلی بات ہے کہ اگر برطانیہ کی رعایا کا کوئی شخص جرم لباس نشان کے ساتھ پایا جائے گا اس کو جرم ہی سمجھا جائے گا اور گرفتار کر لیا جائے گا اور اس سے مواخذہ کیا جائے گا اور اس کو ایسا کرنے سے روکا جائیگا۔ اگر ایسا شخص جنگ کے وقت ملے گا تو گولی مار دیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تشبیہ بالکفار کا مسئلہ ایک حد تک آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ اب میں لباس کی کیفیت اور حدود کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان میں یا جاہل تہذیب کا شخصوں سے نیچے تک یہ کو وہ تو یہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کا بازار نصف پنڈلی تک

عَلَيْهِ اَصْحَابُ الْغِيَارِ وَلَشَدَّ الزَّنتَارُ وَخَوَّاهُ الْكَافِرُ لَا يَخْلُصُ إِلَّا بِالنَّكَدِ يَبْ خَانٍ مِنْ صَدَقِ الرُّسُولِ لَا يَجْعَلُ عَلَى عِلْمِهَا ظَاهِرًا وَلَا لَانْهَا كُفْرًا فِي نَفْسِهَا بَيْضًا وَرِيًّا

استعمال کر سکتا ہے۔ ان میں ایک اصول تو یہ ہے کہ مسلمان مرد و عورت ایسی وضع کا لباس پہنیں جس میں بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے لہذا طبع چھپ جائے اور کثیف عورت لازم نہ آئے۔ جو لباس جس قدر زیادہ سر کو چھپانے والا ہوگا، اسی قدر اسلامی لباس کم لگائے جائے گا زیادہ مستحق ہوگا اور وہ خدا و رسول کے نزدیک پسندیدہ ہوگا۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ اس لباس کی وضع قطع اندر مجموعی صورت غیر جنس کے لباس کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔ مثلاً مرد کے لباس کی صورت عورت کے لباس سے یا عورت کے لباس کی صورت مرد کے لباس کے ساتھ خاص ہو یا ان کے شمار میں داخل ہو لہذا جس قدر لباس ہو جو کفار کے ساتھ خاص ہو یا ان کے شمار میں داخل ہو لہذا جس قدر لباس میں کفار سے مشابہت زیادہ ہوگی، اسی قدر بیزاری و مخالفت کے اہتمام اس پر جاری ہوں گے۔ اب ان دو اصول کو سامنے رکھ کر آپ پر لباس کے متعلق اسلامی تہذیب میں فعل ہونا اور اس کا جائز ہونا یا نہ ہونا معلوم کر سکتے ہیں۔

مثلاً کے طور پر موجودہ مردہر لباس میں سے ایک مثال شیکر پہننا ہے۔ یہ تاجدارِ دہلی کا ٹھکانا ہے، کیونکہ عمر آگھنوں سے اوپر نصف ران تک ہوتا ہے، علاوہ مردہر کو کھنوں تک بدن ڈھانکنا فرض ہے اور مثلاً ہیٹ رکھ کر کھنوں، کھنوں، بوطہ، یہ مجموعی لباس بھی ناجائز ٹھکتا ہے، کیونکہ علاوہ ممکنہ یورپ کے دیگر ممکنہ غیر عورتی کھنوں کا لباس ہے اور کفار سے اس میں پوری مشابہت پائی جاتی ہے۔ اسی طرح باقی لباس کی قسموں پر غور کر لیجئے، جس لباس میں پوری مشابہت کفار کے ساتھ ہوگی وہ ٹھکانا ہے اور جس میں لیلوہ مشابہت ہوگی وہ مکروہ ہوگا اور جس میں بالکل کم مشابہت ہوگی، وہ خلافِ اولیٰ ہوگا اور لباس میں سے وہ چیز جو کسی قوم

و عظیم جمعہ دوم از مباحثہ جاری الشافعی در بیان آداب معاشرت اسلامیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تہذیب اسلامی: مہذبہ لباس

الحمد لله الذي هدانا لهذا هذا الذي كنا لنهتدي لہ الا بالهدى من ربنا رب العالمين

و اعضائے مناسب تربیت کے ساتھ موجود ہوں۔ اسی طرح اسلام آگاہ ہے ایسے مجموعی اعمال کا جس میں اسلام کے تمام ارکان و اجزاء مناسب ترتیب کے ساتھ جمع ہوں۔ ایک کوئی ایسی وقت نہ کہ نہ دین کے شکر سے ثابت ہے کہ اسلام ایک کامل و مکمل مذہب ہے۔ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر اس کی ہدایات حوالی ہیں یہی اس مذہب کی وہ امتیازی نشان ہے جو کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی ہامی لئے مسلمان کی عبادت جس طرح دوسرے مذاہب کی عبادت سے ممتاز ہے۔ اسی طرح اس کی تجارت، نزاع، سیاست، تہذیب، تمدن اور معاشرہ بھی دوسرے مذاہب سے بالکل جدا اور امتیازی شان رکھتی ہے۔ پہلی ادھاجھا مسلمان دینی ہو سکتا ہے جو اپنی زندگی کے تمام حالات میں اسلامی ہدایات کو کو اختیار کرے۔ اسلام نے ہمیں ایک مخصوص تہذیب بھی دکھائی ہے۔ جس کے اجزاء ہر چھوڑ کر قطعاً آپ کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ انہی میں سے ایک جز تہذیب لباس بھی ہے، جس کے متعلق اسلامی ہدایات آج پیش کرتا ہوں۔

چنانچہ عرض ہے کہ اسلام نے لباس کی وضع قطع اور صورت و تربیت کے اعتبار سے کسی خاص شکل یا فیشن کو مقرر نہیں کیا، بلکہ وضع قطع کے متعلق دو اصول مقرر کئے ہیں، جن کو پیشی نظر رکھتے ہوئے ہر وضع کا لباس مسلمان

سرتوں اور مذاہب اپنے خصوصیات ہی کی وجہ سے بنتے اور گزرتے ہیں۔ جو قوم اپنی ذہنی خصوصیات کھو بیٹھیں وہ یقیناً اپنے وجود کو خود آہستہ آہستہ فنا کر لے گی اور جس مذہب کے پیرو اپنی مذہبی خصوصیات برہنہ کر دیں گے وہ یقیناً اپنے مذہب کو مٹانے کے باعث ہوں گے اور خصوصیات کو باقی رکھنے کی ہر طرف بھی تدبیر ہو سکتی ہے کہ غیروں سے ادغام و ادغام سے ایسے اصول ہیں جن کے ذریعہ مذہب اور اس کے حدود کو فنا کر دیا سے منع کرنا ہی ایک ایسا اصول ہے جس سے اختلاف ہی بوجہ اپنی عالمگیر وسعت اور اختلاف و التباس سے بچا سکتے ہیں اور صرف اسلام ہی بوجہ اپنی عالمگیر وسعت اور کامل و مکمل ہونے کے اس کا حقدار ہے کہ اس کی حدود و اصول وغیرہ کو غیروں کے اختلاف سے محفوظ کیا جائے۔ دوسرے مذاہب ناقص ہیں اس لئے ان میں یہ اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ جہاں بھی عمدہ چیزیں پائیں حاصل کر لیں، لیکن قلتِ اسلام تو کامل و مکمل ہے، لہذا اس میں منع تشبہ کا اصل ہونا لازمی ہے اس کے ماننے والوں کو کسی طرح نہ مذہب کی طرف سے یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ غیروں سے تہذیب و تمدن کی بھیک مانگتے پھریں۔ سخت فحش ہے ان کے لئے جو بھروسے اسلام تہذیب کو ناقص سمجھ کر یا اپنے لئے غیر ضروری چیزیں چھو کر گھار کر کاغذ و تہذیب اختیار کیا اور خود ہی انہیں بلکہ ہزار ہا مسلمانوں کو اس گمراہی میں مبتلا کر دیا۔ اسی گمراہی نے ہمارے دماغوں سے حقیقی اسلامی اسپرٹ بالکل فنا کر دی ہے۔ انہیں میں سے بعض عمدہ لوگ بھی ہیں جو اقرار کرتے ہیں کہ اسلامی تہذیب سب سے بہتر ہے اور اسلامی کلچر تہذیب و تمدن کی حفاظت کا دعویٰ بلند آواز اور جوش و خروش میں کرتے ہیں، مگر عملی حیثیت سے یہ حال ہے کہ سر سے پیر تک ہندو بنے ہوئے ہیں یا انگریزی روپ لئے ہوئے ہیں۔ بھلا جن کی ذہنیت گمراہ کی ذہنیوں کے سامنے شکست خوردہ ہو گئے یہ کیسے کیسے اس

کفار کا مخصوص شعار سمجھا جاتا ہو وہ حرام ہوگی، جیسے زنا وغیرہ کہ ہندوؤں کا شعار فحاشی ہے، نیز مردوں کا لباس خواہ وہ فوجی ہو ویسا عورتوں کو پہننا حرام ہے، کیونکہ اس میں خلافِ عفت و عفتی مردوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے اور مسلمان عورتوں کو ہندو عورتوں کا یا انگریزی عورتوں کا لباس پہننا بھی منع ہے۔ اس مخالفت کے درجات بھی مختلف ہیں مثلاً انگریزی کرتہ یا گٹون گھٹنوں تک اندر چڑی، پٹلیاں گھلی ہوئی، یہ لباس قطعاً سخت حرام ہے، کیونکہ اس میں کفار کے صاف پوری مشابہت اور مستر کا گھلنا دونوں باتیں اسلامی اصول لباس کے خلاف ہیں۔ انگریزی گٹون اور پاجامہ غیر ڈوپٹے کے یہ بھی حرام ہے، کیونکہ سر گھلارہا جو عورت کے سر میں داخل ہے۔ انگریزی گٹون، ڈوپٹہ، زاناریہ بھی مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ گٹون میں زین، گلاباؤں گھلے رہتے ہیں اور اس کی وضع میں مشابہت یا القاف بھی موجود ہے۔ مردوں میں نیم آستین کی قمیص بوقت نماز مکروہ ہے، کیونکہ کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ چھوٹی قمیص، کوٹ اور پاجامہ یہ لباس بھی مشرعی نقطہ نظر سے ناپسند کیا جاتا ہے، کیونکہ اس میں بشرین اور اعضاء مخصوصہ کی شکل اکثر حالات میں مخصوصہ مجملہ کی حالت میں محسوس ہوتی ہے۔ ان جوئیات لباس پر مختصر کلام کرنے کے بعد اب اصول منع تشبہ بالقفار کے متعلق عقل اور نقل کی روشنی میں کچھ مختصر گفتگو کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ پہلا اصول یعنی مرد کو عورت کا لباس و بالکس سب کے نزدیک مکمل ہے، لیکن اصول منع تشبہ بالقفار کے متعلق بعض ان مسلمانوں کو مائل ہے جن کا نشو و نما غیر اسلامی ماحول میں ہوا اور اسلامی شعائر اور اسلامی تہذیب کا اہتمام ان کے قلب و دماغ میں نہیں رہا۔ ان کی آگاہی کے لئے عزم ہے

عام ہے۔ لہذا اس کی تدوین سے مسلمان کو کفار کے ساتھ ان کی مخصوص ضرورتوں میں ہر قسم کی مشابہت اختیار کرنا ممنوع قرار پاتا ہے۔ اس قسم کے تمام احکام سے مقصد یہی ہے کہ اسلام کی ہیئت مجموعی اور اس کی خصوصی امتیازات کو محفوظ رکھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ جو ایک طرف گھڑی پابندی کی سختی میں اور دوسری طرف سیاست میں ممتاز ہیں، تمام فلاح رشکوں کو احکام بھیجتے ہوئے شہادت کے ساتھ کفار کے اوضاع اطوار لباس وغیرہ اختیار کرنے سے مخالفت کا حکم دیتے ہیں۔ ایک زمان میں لکھتے ہیں۔ اَيَّاكُمْ وَالتَّعَدُّ وَزِيَارَةِ عَلِيٍّ اَنْ تَكُونُوا كَالْغُرَبَاءِ فِي الْبِلَادِ الْغَرَبِيَّةِ۔ جب کوئی ملک فتح ہوتا تو آپ ذمی رعایا سے بھی ایسی باتوں پر مجبور نہ لیتے۔ جن پر عمل کرنے سے مسلمانوں اور کافروں میں یکساں اور خصوصیات باقی رہیں۔ اس قسم کے ایک عہد نامے کے چند جملے یہ ہیں، جو میں فی ہی کافروں سے عہد کیا گیا تھا کہ ہم مسلمانوں کی توجہ کریں گے۔ جب ہمارے کلمہ سون میں بیٹھے کا ارادہ کریں تو ہم اٹھ جائیں گے۔ ہم ان کے ساتھ لباس، ٹوپی، عمامہ جوتے، سر کی مانگ وغیرہ کسی بات میں ان سے مشابہت اختیار نہیں کریں گے۔ وہاں بھی سہیگے اپنی ہی وضع پر رہیں گے۔ عہد نامہ (۱) لکھا آپ نہیں سمجھتے کہ اس قسم کا عہد کافروں سے لینے کی کیا وجہ تھی۔ یہاں کہ دو قیاموں میں باعتبار مذہب اور طائفت کے کھلا ہوا اختیار نہ رہنا چاہئے۔ ایک مرتبہ آپ نے یہ حکم بھیجا کہ وَارِ الْيَسْمُو الْبَسَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يُخْرِفُوا۔ امد وہ یعنی کفار، مسلمانوں کا لباس نہ پہنیں تاکہ وہ پہچانے جائیں۔ (الافتاء) مسلمان فلاح تھے، اس لئے یہ اندیشہ تو تھا ہی نہیں کہ مسلمان ان کا لباس اختیار کریں گے۔ بلکہ فلاح کا اثر جو نہ مقصود پر پڑتا ہے

عَلَى التَّشْبِهَةِ فِي الْإِسْلَامِ ۱۲

اسلامی تہذیب تمدن کی کیا حفاظت کر سکیں گے۔ غیر عقلی طور پر تو یہ بات واضح ہو چکی کہ کفار کے ساتھ مشابہت سے منع کرنے کا نیا قانون اسلامی قوانین میں ہونا ایک لازمی امر ہے۔ اب یہی نقلی طور پر عرض کرتا ہوں کہ قرآن ماحور و معبر میں کفار کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے سے اور تمام ایسے اسباب اختیار کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ حق مطلق اور حق دیاطل، انتہاس پیدا ہو سکتا ہے، مثلاً حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْكُمُوا كَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ كَفَرٍ وَعَلَىٰ الْإِيمَانِ يَفْتُونَ۔ ایمان والو! کافروں کی طرح نہ ہو جاؤ۔ یہ مفہوم عام ہے جنہیں ہر طرح کی مشابہت داخل ہو کر ممنوع قرار پاتی ہے۔ مشابہت اور نہ ملالت کا ایک سبب یہ ہے کہ کسی کو کسی سے قلبی تعلق یا میلان پیدا ہو جائے۔ اشد تو ان کے اس کو بھی منع فرمایا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا قِوَامًا عَدُوًّا وَعَدُوًّا كَعَدُوِّكُمْ۔ اے ایمان والو! تو تم میرے ایدر اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ اوضاع و اطوار میں مشابہت کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ باوجود قلبی نفرت کے آدمی ان کے ساتھ بیٹھے اٹھتے اور ان کی باتیں سننے، اندے تعالیٰ نے اس کو بھی منع فرمایا ارشاد ہے کہ فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخْرُجُوا إِلَىٰ حَيْثُ يَشَاءُ عَدُوُّكُمْ۔ یعنی ان کے ساتھ مت بیٹھو، یہاں تک کہ وہ دین پر اعتراض چھوڑ کر اور باتوں میں لگے جائیں۔ ان آیات آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اشد تعالیٰ نے عقائد و اعمال میں جن اسباب مشابہت ماحفظ ملہ کا اندیشہ ہو سکتا تھا، ان سے بھی مخالفت فرمائی ہے اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صَوْنُ لَشَيْئَانِ يَقْوِي دَهْوً مِثْلَهُمَا (ابوداؤد) یعنی جو شخص کسی قوم کی مشابہت پیدا کرے گا وہ انہیں میں شمار ہو گا۔ یہ حدیث بالکل صحیح السند ہے اور اس میں بھی مشابہت

ہے اور بخوشی سے اُپر تک۔ میں بھی مضائقہ نہیں اور اس سے نیچے ہر تودہ و درخت کی آگ میں ہے اور جو اپنا ازار اتر کر کھینچتا چلا قیامت کے دن اس کا لالہ اس پر نظر کریم نہ فرمائے گا و موطا مالک نے بھی روشنی کی اندھیری پر غور فرمائی کہ مرد جس کے بدن کا اکثر حصہ کھلا رہنا کچھ زیادہ معیوب نہیں، اس کے لئے موجودہ تکمیزی ایسا پستون زیادہ پسند کرتی ہے جو جوتے کو چھپا کر زمین میں گھسٹتا جائے اور عورت جس کے بدن کا چھٹا ضروری تھا، اس کو اتنا نکال کر ناپسند کرتی ہے کہ اس کا یا جامہ تک اتر وادیا گیا۔ کیا یہ انتہائی حماقت سے کچھ کم بات ہے جو تو کوہیت باریک لباس پہننا جس میں بدن جھکے یا اتنا جست لباس پہننا جس میں بدن کی وضع نظر آئے نا جائز ہے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ دنیا میں بہت سی کپڑا پہننے والیاں آخرت میں تنگی شمار ہوں گی و جاری، اب رہی یہ بات کہ لباس کس چیز کا ہو۔ اس میں اسلامی تہذیب کا فیصلہ یہ ہے کہ مرد کو سونا اور سونے کا ایسا ٹاکم کیا ہو کپڑا جس میں دھند سے کپڑا نظر نہ آئے اور چار انگلی سے زائد ہو نیز خاص لیشیم کا کپڑا، جس میں غالب لیشیم ہو حرام قرار دیا ہے۔ ہاں عورت کے لئے جائز ہے۔ ترکوں کو سونے چاندی کا زیور، لیشیمی کپڑا، لیشیمی ٹھلی، سونے چاندی کا تعویذ بنا کر پہننا نا جائز نہیں۔ بعض لوگ زندگی کی گپڑی یا زندگی ٹوپی پہنتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ اگر یہ کام چار انگشت سے زائد چوڑا ہو تو نہ حرام ہے۔ لباس فاخرہ جو شہرت اور فخر کے لئے پہنا جائے وہ بھی نا جائز ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص شہرت کا لباس پہنے گا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو وہی لباس پہنائے گا۔ پھر اس میں آگ لگا دی جائے گی۔ (ابو داؤد و لباس اپنی حیثیت سے بہت کم دیکھ کا بھی نہ پہننا چاہئے۔ ایک صحابی بڑے ملے جلے میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ میرے اُپر میلے کپڑے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس آل

اور، تصدق و خیرہ کے مسئلے سکھائے اور اہل سنت و الجماعت کے عقائد سمجھائے اور ہم قسم کی برحقوں، رستوں کی بُرائی بتائے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں حکم دیا ہے کہ دینے ایمان والو! اپنے آپ کو ازراہ اپنے اہل و عیال کو و ریح کی آگ سے بچاؤ! انفس ہے کہ آج ہم نے عورتوں کے دینکی طرف سے اس قدر غفلت کر رکھی ہے کہ ٹوپی و حیر و ملوں کی طرح ہیں، جن پر نماز روزہ کچھ فرض ہی نہیں، یاد رکھئے کہ کل قیامت میں اس غفلت کے متعلق خدا کے سامنے آپ کو بھی جواب دینا پڑے گا۔ آنحواں ادب یہ ہے کہ اگر کوئی بیویاں بول تو ان کو کھلانے پلانے پہننا ہے اور ان سے ملنے میں برابری قائم رکھے۔ نوائی ادب یہ ہے کہ اگر بیوی سے لسی لافزانی صلا نہ ہو جس پر تنبیہ کرنا جائز ہو تو اول اس کو نرمی سے سمجھائے اور ڈرائے۔ اگر اس پر بھی نہ مانے تو سونے میں اپنی پشت پھیرے یا بستر میں غلوگی اختیار کرے اگر اب بھی درست نہ ہو تو پھر مناسب مار مارے، جس سے اُسے تکلیف نہ ہو، لیکن کوئی ہڈی و غیرہ نہ ٹوٹے، خون نہ نکلے اور چہرہ پر نہ مارے۔ رسواں ادب یہ ہے کہ گھر میں لڑکی پیدا ہونے پر کسی قسم کا رنج و ملال نہ اپنے دل میں محسوس کرے نہ بیوی بد ظاہر کرے۔ یہ کل دس آداب ہیں۔ جن کا جاننا اور یاد رکھنا اور جن کے مطابق چلنا ہر شادی شدہ مسلمان کو ضروری ہے ورنہ ہرگز بیوی کے حقوق ادا نہ کر سکے گا۔ جس کے متعلق خدا کے یہاں سخت باز پرس ہوگی۔

اس موقع پر بعض مظالم کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے جو عموماً عورتوں پر ہوئے جاتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ عورت کا مال بغیر اس کی رضامندی کے لینا اور خرچ کرنا، بیوی کے باپ کے ترکہ کا حصہ زبردستی کر کے حاصل کرنا، اس کی مہر زبردستی مساف کرنا، دوسرے بھی مال باپ کے ساتھ ملاقات کرنے سے منع کرنا، خسر، ولید، بیسہ ساس، خندعل و غیرہ کی خدمت کرنے پر انہی کو مجبور کرنا، علاحدہ گھر کے مطالبہ

ہے میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا۔ جب اٹھنے بجھ کو مال دیا ہے تو امیر کی نعمت کا اثر اپنے اوپر ظاہر کر (سنائی) برزگوار! لباس کے متعلق ضروری مسائل عرض ہو چکے۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اسلامی تہذیب و معاشرت اختیار کرنے کی توفیق دے اور کافروں کی تہذیب و معاشرت کے ناپاک اثرات سے ہمیں محفوظ رکھے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

عَلَّمَ الْغُوثُ بِاللَّهِ اَنْ يَأْتِيَهُمُ الَّذِيْنَ اَتَمَّوْا اَتَمُّوْا اللّٰهُ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُوْنَ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ه تَبَارَكَ اللّٰهُ لَمَّا وَلَعُوهُ اِنْ

خطبہ جمعہ سوم ماہ جمادی الثانی در بیان آداب معاشرت اسلامیہ
بمسلسلہ تہذیب اسلامی

تہذیب نبوت اور طہ لحمیہ کی ممانعت

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ الْخَلِيْفُ الْخَلِيْفُ ۝ وَ اَشْهَدُ اَنْ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ الرَّوْفُ

الرَّحِيْمُ ۝ صَلَّى اَنْ
الَّذِيْنَ تَمَسَّكَوا بِهَا
مَعْتَصِرِ الْاِخْوَانِ ۝
الْاِسْلَامِيَّةِ ۝ تَوَكَّلْ
الشَّرْعِيَّةِ ۝ وَ
الْحَقِيْقَةِ وَالْحِكْمَةِ
الْبَدَنِيَّةِ ۝ وَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
وَقَدْ اَشَارَ رَبِّ
اِلَّا سَتَيْتَنِيْ بِاِيْ
اَلْبَرِّ اَجْرًا وَ تَقِيَّةً

اس کے ساتھ کوئی غلط عقیدہ والبتہ نہ ہو، مثلاً حور میں سیاہ رنگ کو غلام کر لیتا
 وغیرہ بیکون مردوں کو شقی و شنیخ رنگ کا لباس، رزہ بخیری ہے ارشامی، انگوٹھی
 عورت کو صرف سونے چاندی کو جائز ہے۔ دوسری دھاتوں کی جائز نہیں، مرد کو
 صرف چاندی کی انگوٹھی جس کا وزن ایک مثقال یعنی ۴۱۰ ملٹہ سے کم ہو، جائز
 ہے، مگر پھر بھی بلا ضرورت انگوٹھی پہنتا شریعت کی نگاہ میں ناپسند ہے
 ہاں قاضی، حاکم وغیرہ کو حکم ناموں پر مہر لگانے کے لئے پہننے میں مضائقہ نہیں
 ریشمی اور مرد کو سولے کے بٹن خواہ زنجیر دار ہوں یا بلا زنجیر استعمال کرنا جائز
 نہیں۔ چاندی کے بٹن زنجیر دار مرد کو ناجائز ہیں۔ زینت کے لئے تصویر بھی
 لٹائی جاتی ہے، حالانکہ تصویر رکھنا اور بتانا دونوں ناجائز ہیں اور کسی کی تعلیم
 کے لئے تصویر رکھنا شرک کا شعبہ ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ہے کہ جس گھر میں تصویر یا کتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے
 (ترمذی) مہندی کا خضاب لگانا، جس سے ہلکی سُرخ آتی ہو جائز ہے اور سیاہ
 خضاب جس سے بڑھا یا چھپ جائے حرام ہے۔ خوشبو کے متعلق اسلام کی توجہ
 ہے کہ رنگ لگد لگی خوشبو عورتیں لگائیں اور بے رنگ کی مرد و استغسال کریں، جیسا کہ
 ترمذی کی حدیث میں ہے۔ اب یہی وہ زینت جو اعضائے جسم سے قلعہ رکھتی ہے۔
 حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اکثر کو ایک حدیث میں اس طرح جمع فرمایا ہے کہ درجہ چیز
 ظہرت میں سے ہیں۔ مو پھول کا لٹانا، ڈاڑھی کا بڑھانا، تھوکر کرنا، ناک کو پلانی
 سے صاف کرنا، کچل کرنا، ہونٹ لٹکانا، انگلیوں کی جڑھل اور جڑوں کا دھونا،
 بغل خ کے بال صاف کرنا، سونے زینت ناف دودھ کرنا، پانی سے استنجا کرنا
 (ابوداؤد)، من دس آداب اسلامی میں سے اکثر پر آپ کا عمل ہے، لیکن
 مسکول مسلمانوں سے ملخصت ہو رہی ہے، کیونکہ معلوم ہو رہا ہے کہ

وَعَنِ ابْنِ مَجْهَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَهَيَّأْ عَنِ
 الْقَرْنَاجِ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: أَتَهَيَّأُ
 الشَّوَارِبَ وَالْعَفْوَ الدُّحَى وَفِي رِوَايَةٍ خَالِفُوا
 الْمُسْكِرَاتِ وَفِرُوا الدُّحَى وَاحْفَظُوا الشَّوَارِبَ ۝
 أَعُوذُ بِاللَّهِ ۝ مَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ فَنُذِرْهُ وَمَا
 نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۝ تَبَارَكَ اللَّهُ ۝

وعظ جمہ سہ ماہ جاری الثانی درآداب صحابہ شرق اسلامیہ

بِسلسلہ تہذیب اسلامی

تہذیبِ عرب زینت اور ریش کی اہمیت

أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَكَفَى وَكَسَلًا عَلَى عِبَادَةِ النَّبِيِّينَ أَصْطَفَى. آمَنَّا بَعْدَ
 بِلَادِي لُت! صحابہ شرق اسلامیہ کے سلسلہ میں تہذیبِ لباس کے متعلق
 آداب بیان کئے جا چکے ہیں۔ آج آدابِ زینت کے متعلق چند مسائل گوش گزار کرنا
 چاہتا ہوں۔ زینت کے سلسلہ میں عورتوں کے لئے ہر قسم کے رنگ کا کپڑا جائز ہے جبکہ

آنکھوں کی طرف سے جو کہ قریبی اور زیادہ قیمتی اعضا ہوئے ان رضائے شرار کی طرف آٹینگا جس کی وجہ سے دماغ اور قوتِ بینائی کے لئے یہ میسر ہو کر غیر عورتوں کے ذریعہ پر ضعف پیدا ہوگا، حالانکہ دماغ اور آنکھوں کا قوی رکھنا بہت زیادہ ضروری ہے۔ پس ڈاکٹر صاحب نے بتایا اور دماغ کے لئے سخت ضرورت ہے، جس کی ضرورت فی الغور عورتوں پر نہیں ہوتی۔ بل ایک عرصہ کے بعد عورتوں میں جو عادت ہے، بچہ کر بکثرت چلنے کی ضرورت فی الغور نہیں بلکہ عرصہ کے بعد معلوم ہوتی ہے اور شاید یہ بھی وجہ ہو کہ نظر کی کمی اور دماغ کی کمزوری کی شکایت بہت زیادہ عام ہو گئی ہے۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ ضعیف بصارت و دماغ اور قوتِ فکر کا صرف یہی سبب ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کے دیگر خفیہ اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے۔ نیز تجربہ ہے کہ اگر کسی کی خفیتیں نہ ہوں یا جھوٹ ہوں تو اس کے ڈاکٹر نے آگے کی اگر کسی کے خفیتیں نکال دئے جائیں تو پھر دماغ کے بعد ڈاکٹر صاحب نے ہوگی۔ اس مسئلہ میں ہوا کہ خفیتیں اور رضائے ضرورت کوئی خفیہ قوت ہے۔ اس قوت کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ اگر ڈاکٹر صاحب نے بتایا ہوگی، جس سے قوت بہ کمزور ہوگی۔ لیکن چونکہ کل باہمی کمزوری ضرور کمزوری پیدا ہوگی، جس سے قوت بہ کمزور ہوگی۔ لیکن چونکہ کل باہمی کمزوری کے دیگر اسباب ہیں ایک سبب یہ بھی ہے۔ بہر حال ان طبعی وجوہات کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنے لئے کامل اور عمدہ تندرستی چاہتا ہے۔ اسے ڈاکٹر صاحب رضائی چاہئے تاکہ ڈاکٹر صاحب نے مندرجہ ذیل رضائے ضرورت کا سبب نہ بنے۔ شرعی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو اسلامی تہذیب کے وہ دو اصول تحریر و عہد اور مرد میں اخیانہ اور کار خیز مسلم میں خرق قائم رکھنا یہ دونوں اصول ڈاکٹر صاحب نے کو مدلل منع کر دیے ہیں، لکن بالکفار سے روکنا شہادت کا خاص اور اہم اصول ہے، جس پر تمام اسلامی تہذیب کی عمارت کھڑی ہوئی ہے۔

لہذا لہذا یا ڈاکٹر استغفار کرنا ہم کو سکھا دیا ہے۔ سو نہیں کرنا تا بھی ہم نے اس لئے اختیار کیا ہے کہ مغربی تہذیب نے اس کو پسند کر لیا ہے۔ اب میری رضائی اس کے متعلق عرض ہے کہ عقلی، طبعی اور دینی تینوں نظریوں کے لحاظ سے ڈاکٹر صاحب اس لئے ضروری ہے کہ دماغ اور عہد قائم رکھنا انسانی زندگی کے لئے بہت مفید ہے لہذا یقیناً ڈاکٹر صاحب ہی چہرہ کھو باوقار اور عہد دار بنتی ہے۔ نیز سوچو کہ قدرت نے عورت کو ڈاکٹر صاحب سے عورت کو مرد یا ہے اور مرد کو یہ عورت مرد نہ بنایا ہے۔ نیز ظاہر کا اثر باطن پر یا بیرونی حالات کا اثر دماغ و ذہنیت پر پڑنا یقینی ہے۔ بہت سے نوجوانوں میں زنا نہ ایک کرتے ہے کی وجہ سے زنا نہ خوب پیدا ہو جانے کا بار بار تجربہ ہو چکا ہے جس سے بزدلی اور نامروری پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ عالمی بزدلی کا یہ عالم ہے کہ قربانی کا بکرا بھی ذبح نہیں کر سکتے اور بعض ایسے رستم ہیں کہ ذبح کر دیکھا دیکھ بھی نہیں سکتے۔ اس قدر بزدلی پیدا ہونے کے اسباب گہریت ہیں لیکن ان میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہمارے دماغ پر لسانی تعلیمات اور منف نازک کی شکلوں سے بھرے ہوئے ماحول نے اس قدر خفیہ جالی ہے کہ وہ ہماری مردانہ خصوصیات پر اثر انداز ہو رہے ہیں پس یہی مردانگی کے جوہر کو متعلق کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ایسے تعلیمات اور انکلی نسوانی کے ماحول کو اپنی نظروں سے گذر کریں تاکہ آنکھوں کے ذریعہ یہ نہر سحر اثر ہائے دل غلط فہم نہ کر سکے۔ بلکہ نقطہ نظر سے ڈاکٹر صاحب رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ اس لئے اصول یہ ہے کہ جس عنصر پر نوازش پہنچائی جائے گی، اس طرف خون کا رجوع زیادہ ہو جائے گا۔ اس کا تقذیر زیادہ ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا ہے کہ زنا نہ پر زنا نہ ہوئی ہے۔ لہذا اس

اشارہ ہے۔ فَلْيَخْشَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ عِلْمَ الْغُيُوبِ ۖ إِنَّ كُفْرَهُمْ كَبِيرٌ فَسَبَّحْتَ ۖ اَوْ لِيُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ اَوْ يَمُوتُوا ۚ اَيَّ آيَةٍ تَتَذَكَّرُ ۚ
 کی مخالفت کرتے ہیں، اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں کوئی شخص (درجہ تکبر) یا خدا کی طرف سے دردناک عذاب نہ پہنچ جائے یا ظاہر ہے کہ دائرہ سزا حضور کے حکم دائرہ بڑھاؤ کی پہنچ و صاف مخالفت ہے۔ خصوصاً جب کہ آپ کی حکم معلوم ہو چکا ہو پھر بھی منہ ڈالنے رہنا اصلی مخالفت ہے اور چونکہ خدا کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا۔ اس آیت میں دردناک عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ لہذا ہمیں اپنا انجام سوچ لینا چاہئے۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے کہ جو شخص چاہے اس بات معلوم ہو جانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے اور مومنین (صحابہ) کے خلاف کے خلاف چلے کم اسے دنیا میں جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے کرنے دیں گے اور آخرت میں جہنم میں جہنم کی دہشت ہی برا ٹھکانا ہے۔ فرمائیے کہ رسول کی دائرہ کے بارے میں کیا ہدایت ہے اور صحابہ کا طریقہ اس میں کیا ہے۔ یہی کہ دائرہ رکھنا۔ تو پھر منہ ڈالنا ہدایت رسول اور طریقہ صحابہ کی مخالفت کرنا ہوتا یا نہیں۔ اب انجام سوچئے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رسول کی اطاعت کرو اور رسول اللہ سے حکم چاہئے کہ دائرہ رکھو۔ پس حضور کا حکم وہی ہے کہ صحابہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے فراموش نہ فرما دیا کہ وہاں پہنچو عین اللہ کی بات ہو اگلا وہی کیوں ہے۔ وہ (یعنی رسول) اپنی خواہش ہے کچھ نہیں فرماتے۔ وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہی ہے جو خدا کی طرف سے بھیجی گئی ہے۔ اس قرآنی نص کے اختلاف سے معلوم ہوا کہ دائرہ کا حکم بھی خدا کی طرف سے وہی کیا ہوا ہے۔ کیا اب بھی کسی کو دائرہ رکھنے کے باوجود میں شک ہو سکتا ہے اب دائرہ کو حدیث شریف کی روشنی میں دیکھئے کہ حضور پر

بلکہ شریعت کے تمام مسائل خواہ عقائد نبوی یا اعمال، عبادات ہوں یا معاملات ہر جگہ اس اصول کا اول سے آخر تک لحاظ رکھا گیا ہے۔ لہذا دائرہ کے بارے میں بھی اس اصول کو شریعت ہرگز فراموش نہیں کر سکتی تھی، اسی لئے شارع طبع اسلام نے دائرہ رکھنے کی سخت ترین تاکید فرمائی اور دائرہ منہ ڈالنے سے نفرت کا اظہار فرمایا، کیونکہ وہ اپنے عمل سے شریعت کے اس ذریعہ اصول کو ہر بار کر رہا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دائرہ کا مسئلہ اسلام میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا لیکن یہ خیال غلط ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو ماننا ضروری ہے اور آپ کے حکم کی مخالفت کرنا، یعنی اس کو نہ ماننا یا مانکر اس کو نہ کرنا سخت گناہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَا وَرْ ثَانُكَ لَا يُوَدِّعُونَ حَتَّىٰ يُجْلِبُوا لَهُ مِنْهُمَا شِحْرًا بَدِيعُهُمْ ثُمَّ لَا يَخْشَوْنَ فِي الْأَنْفُسِ لَهُمْ حَرَجًا وَمَا تَقْدِيرُتَ ۚ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَهُودِ ۖ قُلْ هِيَ قَوْمٌ آتَيْنَا رِبَّكَ بِبَيْتٍ بَيْنَ يَدَيْهِ مَذَاجُ الْفِجْجَارِ أَوْ أَكْثَرُ ۚ هَٰؤُلَاءِ لَمْ يَخْشَ اللَّهَ لَعَلَّهُ يُدْخِلَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ هَٰؤُلَاءِ لَمْ يَخْشَ اللَّهَ لَعَلَّهُ يُدْخِلَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ
 آپ کے رب کی وہ ہرگز ایمان والے نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ اپنے اختلافی مسائل میں آپ کو حکم اور رنج نہ بنائیں۔ پھر آپ کے فیصلہ سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور پوری طرح آپ کے فیصلہ کو نہ تسلیم کر لیں۔ اس آیت کے معنی یہ پر غور فرمائیں۔ پھر بتدائی کہ دائرہ کے بارے میں حضور کا فیصلہ آپ کو تسلیم ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو آپ شریعت میں نہیں جیتے۔ اگر منظر ہے تو کچھ دائرہ رکھنا شروع کر دیں اور اگر آپ فیصلہ منظور کر لیں مگر دائرہ نہ رکھیں تو یہ منظور کرنا ایسا ہے جیسا باپ کے ہر حکم کو جی ہاں جی ہاں کہہ کر ماننے کی طرح نہ کرے۔ بتائیے تو سہی اس کا باپ کیا کہے گا۔ یہی نا کہ میرا بیٹا میرا حکم نہیں مانتا۔ تو جب آپ اس جی ہاں کے دھوکے میں نہیں آتا تو کیا خدا کو آپ اس قسم کا دھوکہ دے سکیں گے۔ ہرگز نہیں تو پھر انجام سوچئے اور منئے۔ ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کا

حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اے رؤفیع، شاید کہ تم ہماری زندگی میرے
بعد تک دراز ہوگی۔ پس تم لوگوں کو خبر کر دینا کہ جو شخص دائرہ دُرّ حاضی
کو باندھے یا نہانے میں ڈالے یا گوبر اور ہڈی سے استنجا کرے تو محمد اس سے
بری الذمہ ہے (رسائی) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے کوئی تعلق نہیں خیال
فرمائیے کہ جب دائرہ دُرّ حاضی کے اُسے اوپر چڑھانے اور باندھنے پر حضور اس قدر
خفت و غم فرمایا کہ اظہار فرمایا ہے میں تو دائرہ دُرّ حاضی منڈانے پر آپ قیامت کے دن کس قدر
بیزار ہوں گے۔ سلاماً لہ! لہذا جب بھی ہوش میں آؤ۔ اپنے خیر خواہ اور شفیق ہادی اعظم صلی
اللہ علیہ وسلم کو اس قدر بیزار مت کرو، جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیزار
ناراض ہوں اس کو ہرگز قیامت میں آپ کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ نیز آپ نے
ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے میری سنت (میرا طریقہ) ایک چوڑا وہ ہرگز میری شفاعت
نہ پائیگا۔ (رد المحتار) معزز حضرات، کیا آپ حضور کو ناراض کر کے ان کی شفاعت
سے محروم رہنا چاہتے ہیں یا آپ کی شفاعت چاہتے ہیں۔ اگر شفاعت مطلوب ہے
تو فوراً اس مخلوق کبیرہ سے تو بے کھچے اور بے کرا آپ نے ارشاد فرمایا کہ چوڑا (خس)
ہیں، جن پر میں نے لعنت کی اور خدا نے بھی ان پر لعنت کی۔ ان چوڑے میں آپ
نے تارکِ سنت کو بھی شمار فرمایا ہے۔ ایشاد مدحہ، واللہ اعلم بالصواب۔
میری سنت کو چوڑا نہ دلا۔ (یعنی) یقینی بات ہے دائرہ دُرّ حاضی، حضور کی
سنت ہے اور حدیثِ مکتوبہ سے معلوم ہوا کہ تارکِ سنت پر لعنت ہے۔ لہذا
ثابت ہوا کہ دائرہ دُرّ حاضی منڈانے والا خدا اور اس کے رسول کی لعنت کا مستحق ہے۔
صفحت نما علی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضور کی تمام سنتوں سے
کا بعض سنتوں سے انوار اس کرنے والا اگر اس سنت کو معمولی اور ناقابلِ توجہ کرے

عنه رؤفیع اسم گرامی ہے ایک صحابی کا رضی اللہ عنہ ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منکرین کی مخالفت کرو۔ دائرہ دُرّ حاضی
موت نہیں کرتا اور ذخیرہ دُرّ حاضی (ابن عمرؓ کی دوسری روایت میں آپ نے فرمایا کہ موت نہیں
کاٹا اور دائرہ دُرّ حاضی بڑھاؤ یعنی چھوڑ دو) بخاری (ابو ہریرہؓ کی روایت میں آپ نے
فرمایا کہ موت نہیں کاٹو اور دائرہ دُرّ حاضی چھوڑ دو اور مجوس کی مخالفت کرو۔ ایک اور حدیث
میں ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے حکم دیا ہے موتیوں کے کم کرنے اور دائرہ
کے بڑھانے کا رسول (دائرہ دُرّ حاضی کے متعلق بہت سی احادیث میں سے بوجہ اختصار
یہ چند حدیثیں پیش کی گئی ہیں۔ ان کے مضمون میں غور فرمائیے کہ ہر حدیث میں
حضور صلعم نے امر کا صیغہ استعمال فرمایا ہے جو محمولاً واجب کے لئے مستعمل ہوتا
ہے اور پھر سب میں ثلاثی مزید فیہ کے صیغے آئے۔ اذفوا۔ ارحوا۔
و فہر حوا استعمال فرمایا ہے، حالانکہ ثلاثی مجرد کے صیغوں سے بھی یہ مطلب
اذا پوسکتا تھا، مگر زیادہ تاکید فرمائی مقصود تھا۔ اسی لئے مزید فیہ کے صیغے
استعمال فرمائے۔ پھر حضرت ابن عمرؓ نے تو حکم ہم نے کی تصریح ہی فرمادی کہ
”تھوڑا اور نے ہم کو حکم دیا“ جس سے وجوب کی تاکید ہوتی ہے اور سننے کے
کے حکم سے باخفا حکم یوں نے در قاصد نبی آخر الزما صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات
کی تحقیقات کے لئے بھیجے، جن کی موتیوں بڑی اور دائرہ دُرّ حاضی چھوٹی کئی ہوتی تھی
(جیسے کہ آپ میں بعض لوگ جو لپیٹ لپیٹ کو بڑا دینا سمجھ کر دائرہ دُرّ حاضی بڑھاتے ہیں مگر ان کی
الغرض جب وہ حاضر حضرت محمدؐ سے تو حضور الزمر نے ان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی
دیکھنا پسند نہ کیا اور فرمایا تم کو اس در دائرہ دُرّ حاضی کا حکم کس نے دیا۔ لہذا
کہا ہاے رب کس نے دیا۔ تب حضور نے فرمایا کہ میرے بعد نبی نے توجہ کو دائرہ
بڑھانے اور موتیوں کٹانے کا حکم دیا ہے۔ ولطائف ابن سعد از ابن عمرؓ دیکھتے
اس واقعہ سے صاف معلوم ہوا کہ دائرہ دُرّ حاضی کا حکم خدا کی طرف سے ہے۔ ایک

طہ پر بیاد علم ہو چکا ہے۔ یہ بھی پلور رکھئے کہ شریعت کے کسی حکم یا حضور کی سنت کا استحفاظ اور استہزاء یعنی مذاق اڑانا گنہگار ہے۔ فقہا نے اس کی تصریح کی ہے۔ پس ڈاڑھی کو درمیان میں لاکر کسی کو برا کہنا، گالی دینا، مذاق اڑانا، جیسے کوئی گنہگار یہ کہے کی ڈاڑھی والے آئے آپ ہیں۔ اور کوئی آواز دے۔ "او ڈھیلے۔" یا یہ کہے کہ ڈاڑھی والے چور، بدماش ہیں یا ٹھگ، جوتے ہیں۔ اچھی طرح سن لو کہ یہ تمام الفاظ کفر کے مترادف ہیں۔ حضرت امام ابو یوسفؒ کی مجلس میں ذکر ہوا کہ حضورؐ غلبیں کہ وہ کو بہت پسند فرماتے تھے۔ ایک شخص نے اس کو اٹھا کر میں کو کہہ دیا کہ نہیں کرتا تو آپ نے فوراً تلوار کھینچ لی اور فرمایا کہ تو میرے دردمند تھی کہ وہ اس آیت پر دیکھا کہ اخلاف کے ایک بہت بڑے امام نے اس بنا پر کہ ایک مسلمان نے صورتِ رسولؐ کی مخالفت کی اور مقابلہ کی صورت بنائی تھی، کس قدر سخت مصلوہ کیا، حالانکہ اس نے کہہ دیا کہ مذاق نہیں کیا بلکہ صرف اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ پس کیا حال ہو گا، ان کا ہمنواوں نے نہ صرف یہ کہ ڈاڑھی نہیں رکھی بلکہ ڈاڑھی کو ناپسند کیا اور مذاق اڑایا، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ (الآن یخجلون فیمقول هذا انکار للشیعہ صلی اللہ علیہ وسلم وان لا افعلہ فحینئذ کفر یعنی مگر یہ کرسی سنت کو ہٹا کر کہتے اور لیں کہ جسے یہ کلام رسول اللہؐ مسلم نے کیا ہے، لیکن میں نہیں کر رہا، تو اب وہ شخص کافر ہو گیا۔ شریعت کا قاعدہ ہے کہ اگر استخلاف المذہبیۃ کفر یعنی کسی گنہگار کو مطلق و جائز سمجھنا کفر ہے، اب ذرا غور کرو ڈاڑھی سنٹانے والوں میں وہ فیصدی وہ ہیں جو اس کو گنہگار نہیں سمجھتے۔ اُن کے ایمان و اسلام کا کیا حال ہو گا۔ اب میں اس مسئلہ کو فقہ کی روشنی میں رکھنا چاہتا ہوں۔ سندرجہ بالا آیت قرآنی و احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اصولی شریعت مذکورہ بالا سب کا لحاظ اور سب پر غور و فکر کرتے ہوئے فقہاء میں سے بعض نے ڈاڑھی کو سنت

اعتراض کرتا ہے تو وہ کافر اور ملعون ہے اور اگر بعض شیعہ اور لاپائی کی وجہ سے سنت کو اختیار نہیں کرتا، بلکہ اس کو معمولی چیز نہیں سمجھتا تو اب وہ کافر نہیں بلکہ سنی مذہب کا گنہگار ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ قسم کھا کر بتائیے کہ آپ ڈاڑھی کیوں نہیں رکھتے۔ سچ بتائیے کیا آپ ڈاڑھی کی سنت کو معمولی چیز نہیں سمجھتے اور کیا آپ کے دلوں میں یہ ناقابلِ توجہ نہیں ہے؟ کیا آپ بعض مسیحی اور کاپالی کی وجہ سے ڈاڑھی نہیں رکھتے؟ مسیحی کی وجہ سے ڈاڑھی نہ رکھنے کا یہاں بعض جوٹ ہے، کیونکہ ڈاڑھی رکھنے میں آپ کو کوئی کام کرنا نہیں پڑتا بلکہ اس کے سنٹانے میں دس کا کہنے پڑتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ڈاڑھی نہ رکھنا مسیحی کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ لوگ ڈاڑھی کی سنت کو غیر ضروری چیز یا معمولی بات سمجھتے ہیں بلکہ سچ یہ ہے کہ ڈاڑھی کی سیاسی کوئی چیز پر ایک مہیوب لحد بد بنا دھتہ کچھ کر نہایت اہتمام سے اس کو منڈوانے میں رکھتے کہ معمولی گردن کا بھی کپڑا سر پہنے ہے اور مہیوب کھنا تو بہت بڑا کفر ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ مصافحہ چہرہ نسوانی شکل ہے اور حدیث میں ہے کہ چار شخص ہیں جو مسیح کرتے ہیں خدا کے غضب میں اور شام کرتے ہیں خدا کے غضب میں۔ ایک وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت پیدا کرے۔ دوسری وہ عورت جو مردوں کی مشابہت پیدا کرے۔ تیسرا وہ شخص جو جانوروں سے نفی جزا کم کرے۔ چوتھا وہ شخص جو مرد سے نفی جزا کم کرے۔ (ابوداؤد) اس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی سنٹانے سے آدمی پر شیخ و شاہدات دلہ خط کا غضب نازل ہو رہا ہے۔ لہٰذا خدا کے بندو اگر تم میں کچھ بھی ایمان ہے تو خدا کے غضب سے دور رہو، لحد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کرو۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ خدا کی طرف سے ذات اور صفات مسئلہ کر دی گئی ہے اس شخص پر جس نے میرے حکم کی مخالفت کی اور ملامت بنی بنی یا دستور اور غلو! ڈاڑھی کا مسئلہ شریعت میں جس قدر اہم ہے اس کا حال مذکورہ آیات لحد سدائیات معلوم

مکرہ کہہا ہے، مگر یہ قول ضعیف ہے، لیکن اس قول کے لحاظ سے بھی دائرہ رکھنا ضروری ہوا، کیونکہ سنت مؤکدہ واجب قویب ہوتی ہے۔ اس کا تکرار گمراہ ہے اور تکلیف سنتی مؤکدہ کر وہ قویب ہے جو حرام کے قریب ہے اور اہم گمراہ کے نزدیک حرام ہے اور مکر وہ قویب کا بار بار تکرار ہونا گناہ کبیرہ ہے۔ پس اس ضعیف قول کے مطابق بھی دائرہ رکھنا واجب قریب اور منہا گناہ کبیرہ ہو کر درہم قول ہے کہ دائرہ رکھنا واجب ہے۔ ایک مٹھی سے زائد کٹانا بھی جائز نہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ایک مٹھی بھر دائرہ رکھنا واجب ہے جس کا وجوب حدیث سے ثابت ہے اور مٹھی سے زائد کٹانا واجب ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ صرف دائرہ رکھنا واجب ہے اور مؤذننا حرام ہے۔ مٹھی بھر کی دائرہ رکھنا سنت مٹھی ہے۔ یہی قول سب سے زیادہ معتبر ہے۔ دلائل معتبرہ سے یہی ثابت ہے۔ پہلا ان تینوں اقوال میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہے کہ دائرہ رکھنا واجب ہے اور منہا حرام ہے اور حرام کا گناہ کبیرہ ہے۔ لہذا تینوں اقوال سے دائرہ منہا گناہ کبیرہ ہے۔ الحمد للہ کہ اس مسئلہ پر قرآن و حدیث اور فقہ سے کافی مدد ملتی ہے۔ اب میں تہذیب اسلامی کے لحاظ سے سر کے بالوں کے احکام بیان کرتا ہوں۔ شریعت کی تہذیب بالوں کے متعلق یہ ہے کہ مسلمان اگر بال نکھے تو بوسے لکھے اور مسنون ہے کہ کانوں کی نو تک ہوں اور نہ رکھے تو سب کو منہا ہے یا سب کو کترائے۔ ان دو صورتوں کے علاوہ کوئی تیسری صورت اسلامی تہذیب میں جائز نہیں۔ اس زائے میں جو انگریزی بال رکھے جاتے ہیں شریعت اسلامیہ میں اس فیشن کی کوئی جگہ نہیں۔ اس کے ناہانہ علی السنن المولک قدسیہ من المواب یصل تار کھا لادۃ استیخفاف بالامین (رثامی) منہ الی الحداد قریب رہا (یہ) وفی عالم کیریہ قال محمد کل مکرہ و جہاد من کل معصیۃ اصر علیہا العبد کبیرۃ و شرعاً منہ ثلث ۱۲

ہونے کی ایک بڑی دلیل تو یہ ہے کہ محاکم مشرقیہ میں ایسے بال رکھنا شعار ہے نصاریٰ اور یہود وغیرہ کا۔ پس ان کے رکھنے میں تشبہ بالکفار ہے، لہذا ناجائز ہے۔ اس کے علاوہ حدیث میں چکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا ہے اور قزع کا مطلب خود راوی نے یہ بیان کیا ہے کہ پیشانی اور دونوں جانب کے بال چھو کر باقی بال مونڈھے جائیں اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو دیکھا جس کے سر کے بال مونڈھے ہوئے اور بعض چھوڑے (بختین) ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ پہلی صفت یہود کی ہیئت ہے اور بیچ الیمان جلد لعل میں ہے کہ ایک شخص اپنے لڑکے کو لے کر حضرت ابوبکرؓ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس لڑکے کے بعض بال مونڈھے ہوئے اور بعض چھوڑے ہوئے تھے تو حضرت ابوبکرؓ نے اس کو قتل کا حکم دیا، لیکن اس نے توبہ کی اور عفت چاہی تو آپ نے معاف کر دیا۔ اندازہ فرمائیے کہ واقعی سنت اور حضورؐ کے حکم کے خلاف کرنے پر حضرت ابوبکرؓ نے کس قدر غصہ فرمایا ہے جس نے مسلمانوں اگر آپ واقعی صحیح معنوں میں مسلمان ہیں اور چارے دل میں ذرا بھی خدا کا خوف ہے اور حضورؐ کی شفاعت کی امید ہے تو دائرہ اور بالوں کے باسے میں خدا عذرنا چاہئے اور حضورؐ کے حکم کی مخالفت نہ کرنا چاہئے۔ ورنہ یاد رکھئے کہ اس بد اعمالی کا انجام بہت ہی بُرا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ تک دل ہیں، لیکن دائرہ کی ہیئت آپؐ لوگوں کو حاف طور پر معلوم نہیں تھی۔ اس لئے آپؐ اس غلطی میں اب تک مبتلا ہے ورنہ ضرور عمل کرتے۔ خدا کرے کہ میرا خیال صحیح نکلے۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپؐ کو اور جہاد مسلمانوں کو ہر دم کام سے بچائے اور گناہ کبیرہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ چائے پتھر کے سے دھلی میں اپنا خوف پیدا فرمائے۔ ہمیں آمیز، دائرہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ مِنْ زَلَّاتِ
الرِّجَالِ ○ رَفَعَ الْمَوْتَ عَنِ الْأَ
عْلَى الْعِيَالِ ○ وَجَعَلَ مِنْ زَلَّاتِ
الْمَرَاةِ تَسْكِينِ قُلُوبِ الرِّجَالِ
وَبَرِيَّةِ أَطْفَالِ الْهَمِّ ○ وَحَفَظَ مَنَاسِكَ
وَالصِّوَامِ حَوَائِجَ الْبُيُوتِ لَهُمْ
ذَوَاهِيْنَ ○ بِالْعَصَمَةِ وَالْعَفْهِ
وَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
فَإِذَا خَلَّصَ رَجُلٌ نَفْسَهُ مِنْ

بِحَقِّ غُلِيَانٍ مَخَافَ زَلَّاتِهِ ○ وَصَلَّى اسْتَنْقَالَ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدٍ عَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ○ مَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوا بِهِ ○ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ○ وَاتَّقُوا اللَّهَ ○ إِنَّ اللَّهَ

خَطْبَةُ جَمْعٍ چہارم ۱۰ جمادی الثانی در آدابِ مشرقِ اسلامیہ بمطالعہ تہذیبی

تہذیب و تعلیم نسوان اور پروردگار کا ہر سان
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ رَّزَجَيْنِ ○
وَقَضَىٰ أَمْرًا عَلَىٰ سَيِّئَاتَيْنِ عَلا حِدَّتَيْنِ ○
لِيَتَّقُوهُ بِقَضَائِهِمْ مِنْ بَعْضٍ فِي عَيْبِ آدَةٍ
خَالِقِ الْكَوْنَيْنِ ○ أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فِي السَّمَاوَاتَيْنِ ○ وَأَشْهَدُ أَنَّ
سَيِّدَنَا وَرَسُولَنَا مُحَمَّدًا عَبْدًا وَهَدًى لَنَا

وَقُولِي بَيِّنَاتٍ
إِلَى أَهْلِيَّتِهِ الْأُولَى ۝ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ

وَعَظَّمْ جَمْعَهُمْ مَاهُ جَمَادَى الثَّانِي دُرِّ أَدَابٍ مَعَا شَرِّهِ اسْلَامِيَّةٍ بَهْدِيَّةٍ

بَهْدِيَّةٍ وَتَقْلِيمِ نَسْوَانٍ اَوْرِيَّوَدَه كَابِرِكِيَانِ .

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى ۝ آمَنَّا بِالْعَدْلِ

بِرَادِلِيَّةٍ مِلَّةٍ اَكَاثَاتٍ عَلَامِ يَدِ اَلِيكٍ كَبَرِيَّ نَظَرِ اِثْلَانِ كَوْنِ اَبْتَابِ بَهْتِ بَهْتِ كَا كِي

قَدَرْتِ نَ بَرِيَّ كَا بُوْزِ يَدِ اَلِيكَا هِيَ . جِيَا نَحْ اَرِشَا دِ هِيَ كِه وَهِي كَلِ شَهِي

خَلْقَنَا زَوْجَيْنِ اَلْعَلَمُ نَدَّ كُرُونِ . حَيَوَانَاتِ كَا بُوْزِ دِ دَارِ بُوْزِ اَوْ تَقْطِ اَبْرِ هِيَ ، لِيَكُنْ

مَاهِرِي نَبَاتَاتِ وَ اَحْمَارِ كِي تَقْيِصَاتِ سَ مَعْلُومِ وَ ثَابِتِ بُوَا هِيَ كِه دَرِخْ تَتُوَا اَوْرِ پَهْرُوَا مِي لِيَا

زَادِ مَادِه پَا ئِ جَا ئِ هِيَ : نَظَا هِر هِيَ كِه قَدَرْتِ كَا يَدِ كَامِ حَكْمَتِ سَ خَالِي نَهِي هِيَ بُو سَكْتَا . پَهْرِ زَارِ اَوْرِ اَوْرِ

دنيا میں انصاف اور اپنی بند شاہ مرد پر عورت کا وغیرہ فرض کیا اور برطانیہ عورت کی فطری نظرات عورتوں کے فطری کی تفریح طبع اولاد کی پرورش آرام و آسائش کو قائم رکھتے

کی تخلیق کچھ اس انداز سے کی گئی ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے وجود کو قائم اور مقصود حیات ادا کرنے میں دوسرے کا محتاج ہے اور قدرت نے ہر ایک کے وظائف حیات ایک ایک مقرر کر دیئے ہیں کہ ایک کے وظائف دوسرا کا تحفظ پورا نہیں کر سکتا۔ یہ قوانین فطرت جس طرح تمام مخلوقات میں جاری و ساری ہیں، اسی طرح انسان میں بھی ایسا کام کر رہے ہیں کہ اس کا بھی جوڑا بنایا گیا ہے اور ہر ایک کو دوسرے کی خدمت کا محتاج کیا گیا اور ہر ایک کے وظائف زندگی اس کی ساخت، قوت اور استعداد کے مطابق مقرر کئے گئے۔ مذہب اسلام چونکہ عین فطرت کے مطابق ہے، اس لئے مرد و عورت میں ہر ایک کے وظائف زندگی مقرر کئے گئے ہیں جو اس کی فطری قوت استعداد اور ساخت کے مناسب ہیں۔ مرد کے وظائف زندگی مجمل طور پر یہ ہیں کہ خدا کی عبادت کرنے کے بعد حلال روزی کمائے اور اپنی بوی بچوں کو کھلائے اور ان کو کسب معاش کی مشقت سے بچائے، حتی الامکان ان کی حفاظت کرے، دنیا میں انصاف قائم کرے اور اس کے لئے میدانِ قتال میں شجاعت کے جوہر دکھائے۔

اور اپنی بندشان کے مناسب دنیا میں کدہ بٹائے نمایاں انجام دے۔ اس لئے شریعت میں مرد پر عورت کا نان و نفقہ، مہر، رہنے کا گھر، جماعت و جمود و عیال میں حاضری اور دیہات وغیرہ فرض کیا گیا، لہٰذا عورتوں پر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی فرض نہیں کی گئی۔ جتنی اور برطانیہ عورتوں سے فوجی خدمات لینے میں غلطی کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں، لیکن قدرت کی فطری نظر انھیں بفرائض میں کبھی لکڑی نہیں کر سکتی۔ اسلام نے عبادت کے بعد عورتوں کے فرائض حیات یہ مقرر کئے ہیں کہ وہ اپنے حسن و زینت سے اپنے شوہر کی تفریح طبع کا سامان مہیا کریں۔ ان کے لئے انہیں کے ختم سے بچے جنہیں اور ان کی اولاد کی پرورش کریں، ان کے خانگی متاع و اسباب کی حفاظت کریں اور مردوں کے آرام و آسائش سے متعلق ضرورتوں کو پورا کریں اور ہر مرد کی بوی اپنی عفت و عہمت کو قائم رکھتے ہوئے اپنی ذات، اپنے حسن اور اپنے دلکشی سے مایانِ فرحت و سرور کو صرف

ذَٰلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ + فَلَا خَلَّ عَلَيْنَا
فَقَالَ أَحَبُّ بَابٍ مِنْهُ فَلَنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ + أَلَيْسَ
هُوَ أَحَبُّ لَنَا مِنْكُمْ وَأَلَا يَعْرِفُنَا + قَالَ أَفَعَمِيَا
وَأَنْ أَنْتُمَا لَسَمَا بِيصِيْرَانِيَهٗ ۝ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْخ
وَقُرْنِ فِيْ بِيُوْتِكُنْ وَلَا تَبْرَحِيْنَ تَبْرُجِ
الْحَبَا هِلِيَّةِ الْاَوَّلِي ۝ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ الْخ

و عظیم جمعہ یکم ماہ جمادی الثانی درآداب معاشرۃ اسلامیہ تہذیب اسلامی

بہدیشیم نسوان اور پردہ کا بیان .

الحکمہ اللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطقی، اَمَّا الْعَمَلُ
برادینِ ملت، اکاماتِ عالم پر ایک گہری نظر ڈالئے تو آپ کو ثابت ہو گا کہ
قدرت نے ہر چیز کا جوڑ پیدا کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ
خَلْقَانِ زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ حیوانات کا جوڑے دار ہونا تو فطری ہے، لیکن
ماہرینِ نباتات و احوال کی تحقیقات سے معلوم ثابت ہوا ہے کہ درختوں اور پتھروں میں بھی
زادہ مادہ پائے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قدرت کا یہ کام حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا، پھر نرا درادہ

جاء ہے مگر انہیں جو شہابی نہیں آتا، جسندبہ عنوان کے متعلق اس تصور افکار کے بعد اب میں ایک ضروری مسئلہ پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ عورتوں کے جو ذرائعین زندگی اسلام نے مقرر فرمائے ہیں، ان پر غور کرنے سے بشرطِ مقصد مسلم خواتین کو زیادہ سمجھ میں آسکتی ہے کہ اس کو اپنے ذرائعین الحاکم کرنے کے لئے زیادہ وقت اپنے گھر میں صرف کرنا پڑے گا اور اس کا دائرہ عمل زیادہ تر گھریلو میں محدود رہے گا۔ انہیں صرف عفت و عصمت کی حفاظت، اپنی ذات اور اپنے حسن کی دلچسپیوں کو صرف شوہر کے لئے محفوظ رکھنے کے ذرائع کی ادائیگی کے لئے تو اس کو لازماً گھریلو میں رہنا ہوگا، ورنہ باہر سے باہر والوں کو بھی اس کی نسوانی دلچسپیوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملے گا۔ جس میں شوہر کی خیانت ہے۔ جو مرد یہ آپ صرف اپنے لئے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں یہ کہ اسے ایسے موقع پر نہیں چھوڑا جاسکتا، جس میں ہر شخص کی رسائی ہو سکے بلکہ اسے مصداق تجزیوں، تالوں اور مہیکوں کے دائرہ میں محدود اور محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح شریعتِ اسلامیہ نے عورت اور اس کی تمام نسوانی خصوصیات کو گھر کے دائرہ میں محدود کرتے ہوئے پردہ کا تال لگا دیا ہے تاکہ کسی غیر شخص کی اس تک کسی طرح بھی رسائی نہ ہو سکے، اسلام میں پردہ کا قانون ایسا ضروری تھا کہ اگر یہ قانون شریعت میں نہ پایا جاتا تو ایک بڑا زبردست نقص ہوتا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں اس قسے قانون کو دھماحت کے ساتھ بیان فرمایا جو کہ مقصدی مسلم اور فطرتِ نسوانی کے عین مطابقت ہے اور اس قانون کے خلاف پردہ کا اٹھا دینا، عورتوں کو کھلے بندوں باہر نکلنے، اور مردوں سے آزادانہ اختلاط کرنے اور مرد و عورت کے مل کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دینا عقلی حیثیت سے بھی نہایت خطرناک چیز ہے۔ بس ان عورت کے لئے پردہ میں رہنا نہایت ضروری ہے۔ (۱) ملتی جلتی سے اس لئے کہ عورت۔ جو

اپنے شوہر پر کھنکھوس کر رہے۔ ان ذرائع کے متعلق دلائل کا کافی ذخیرہ قرآن و حدیث اور فقہ میں موجود ہے۔ اسلام کا یہ انتخاب ذرائع اتنا صحیح ہے کہ ان کے خلاف میں کبھی کوئی مرد یا عورت کا میاب نہیں ہو سکتی۔ جس طرح بچہ جننے کی خدمات کی سرکھلاست نہیں رکھتا اسی طرح میدان جنگ میں عورت داؤد مردانگی نہیں دے سکتی۔ کیونکہ وہ کمزور یا مردانگی سے خالی پیدا کی گئی ہے۔ ان ذرائع پر غور کرنے کے بعد آسانی یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ مردوں کی مباشرتی تہذیب اسلامی ملکی اس سے کیا ہو سکتی ہے، اور عورتوں کی کیا۔ اسلامی نقطہ نظر سے ہر مرد کی مباشرتی تہذیب میں وہ تمام علوم فنون، مہارت و حرفت، مہارت جنگ و جبرال وغیرہ داخل ہوں گے، جو مرد کے ذرائع حیات انجام دینے میں محدود معاون ہوں اور ان سے کسی قسم کا فساد پیدا نہ ہو، اسی طرح عورتوں کی مباشرتی تہذیب میں ہر طرف وہی امور داخل ہوں گے، جو نسوانی ذرائع حیات انجام دینے میں محدود معاون ہوں۔ لہذا ایک لڑکی کی اسلامی نقطہ نظر سے مباشرتی تہذیب ہر طرف ہی ہو سکتی ہے کہ اس کو بقدر ضرورت علم دین اور بقدر کفایت کھنڈھن سکھا دیا جائے۔ عام اصول حفظانِ صحت اور بچوں کی تربیت کا طریقہ شہر کی خدمات انجام دینے اور تنظیم خانہ داری کا وسیعہ سکھایا جائے۔ اس کو برے اخلاق سے محفوظ اور اچھے اخلاق و عادات اختیار کرنے کا عادی بنایا جائے۔ کھانا پینا، کپڑا اور درست نگرہ کی تعلیم دی جائے اور یہ سب صرف اس حد تک کہ جہاں تک والدین کو یا خود لڑکی کو خلاف شریعت کاموں کا ارتکاب کرنا لازم نہ آئے۔ اس حد سے آگے تو تہذیب بھی آپ لڑکی کو سکھائیں گے وہ سب غریب اسلامی تہذیب ہوگی، جس میں آپ اور لڑکی سب کے سب گنہگار اور خدا کے نافرمان قرار پائیں گے۔ لڑکیوں کے متعلق اسلامی تہذیب کے دائرہ کو خوب سمجھ لیجئے، کیونکہ آج مسلمان لڑکیوں کے متعلق بھی نئی روشنی کے تاریک غار بھی ایسے گئے ہیں

اوسط ہے۔ باقی سب غیر نشان دی شدہ سہجے کو پسند کرتے ہیں۔ حالیت یہ ہیں سے ۱۹۸۱ء میں چار ہزار طلبہ تھے، ۱۹۸۲ء میں ساڑھے سات ہزار طلبہ تھے، ۱۹۸۳ء میں سولہ ہزار طلبہ ۱۹۸۴ء میں اکیس ہزار طلبہ تھے حاصل کی گئیں۔ (۳) بے پردگی اور آزادی کے سبب مانی تائج یہ ہیں کہ جنگ عظیم کے ابتدائی دو سالوں میں صرف مرضی آتش کے مدد پر ہی سپاہیوں کی تعداد کمیتہ ہزار تھی۔ خزانہ میں صرف آتش کے مدد پر ہی سپاہیوں کے سالانہ اخراجات ہو رہے تھے۔ (۴) بے پردگی اور آزادی کے سبب مانی تائج یہ ہیں کہ خزانہ میں ہر سال کم از کم چھ لاکھ لفظی اور تین چھ لاکھ ماہرین فن نے اعلان کیا ہے کہ خزانہ میں ہر سال کم از کم چھ لاکھ لفظی اور تین چھ لاکھ محسن سا قلم کئے جاتے ہیں اور انگلستان میں ہر سال نوے ہزار، اور مال خود تربیت اولاد کی قید سے آزاد ہونے کے لئے جو ناشی اپنے بچے کو قتل کر کے مسترت کمرے میں کر رہا ہے اور یہ وہ بات تیری سے پھیل رہی ہے۔ خزانہ میں ۱۹۸۱ء میں نو لاکھ صدیقیوں کو کر رہا ہے پیش ہوئے ہیں، جن میں سے ایک تہ اپنے بچے کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کیا تھا۔ دوسری تہ اپنے بچے کا اول گھونٹا اور چھوڑا اور اس طرح دس لاکھ اس کا سر چھٹ گیا ایک اور رتھا صہ مشی ہوئی جس نے اپنے بچے کی اول نہان صحن سے کھینچنے کی کوشش کی۔ پھر اس کا سر چھوڑا اور آخر میں اس کا گھٹ لٹ دیا، اور یہ سب مجرم خود میں عدالت کی نظر میں مجرم نہ نہیں اور بری کر دی گئیں۔ دفعہ کیسات پہلے بعد (۵)۔

بادشاہ اسد عالم! اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ مغربی طلبہ سے معاشرت کے ان نتائج بد کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں جو عیسائی افسانہ میں مذکور ہو رہے ہیں؟ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کی قوم مسلم میں بھی وہی سبب ان اگیزہ ماحول پیدا ہو کر اسی طرح بے تعلقی اور فواحش کی کثرت ہو۔ اور ان ہمیشہ کی وہ باتیں پھیلیں۔

ماہر جبریل: تمام نتائج اور ماحول اور حوالہ تر جبریل: ان کے شکر کے ساتھ مفتی کے لئے ۱۰

ضعیف جسمانی برعاشوں کا شکار بنے گی جس سے وہ تباہ ہو جائے گی۔ (۲) انسانی حیثیت سے پردہ اس لئے ضروری ہے کہ بے پردگی اور آزادی شہوت کو برا نگینہ کرتے ہوئے قوموں کے اخلاق تباہ کر دے گی۔ (۳) محبت جسمانی کے لحاظ سے پردہ اس لئے ضروری ہے کہ بے پردگی اور آزادی شہوانی قوتوں میں ایمان پیدا کرتے ہوئے بکثرت اور بلا تمیز موصو قہ و محسوس ہر مردی کے اخراج سے قوموں کی صحت جسمانی کو تباہ کر دے گی۔ (۴) تمدنی لحاظ سے پردہ اس لئے ضروری ہے کہ بے پردگی اور آزادی موصو قہ کو بالآخر نسلی حیثیت سے پردہ اس لئے ضروری ہے کہ بے پردگی اور آزادی طرفین کے قوائے شہوانیہ میں اشتعال پیدا کر کے لاکھوں نا جان مرنے والے اور آزادی طرفین کی نسوں کو برباد کر دے گی جو قومی زوال کا پیش خیمہ ہے۔

آزادی نسوان اور بے پردگی کے یہ خطرات کہ نتائج فرضی نہیں بلکہ ان کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔ نظر کے عادی ہوجانے کے بعد شہوانی ایمان نہ پیدا ہونے کا خیال صرف عقلی دھوکہ ہے جو تجربہ سے باطل ثابت ہو چکا ہے۔ ان مہلک خطرات کی مشاہدہ سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ مغربی ممالک میں آزادی نسوان اور بے پردگی کے نظریہ کا عرصہ سے تجربہ کیا جا رہا ہے جس کے اخلاقی نتائج حسب ذیل ہیں:

(۱) انگلستان کے عوام آفس کی حالیہ رپورٹ یہ بتاتی ہے کہ کمسن بڑے لڑکیوں میں جرائم کی تعداد دو سو ہزار بڑھتی جا رہی ہے۔ ڈاکٹر بالٹیور کی رپورٹ ہے کہ اس کے شہر میں ایک سال کے اندر ایک ہزار مقدمات درمیانی ہوئے جن میں کم عمر لڑکیوں کے ساتھ معاشرت کی گئی۔ امریکی بی بی سی سے متعلق طور پر رونا کھری کا پیشہ کرنے والی عورتوں کی تعداد چار بار بچ لاکھ کے درمیان ہے۔ (۲) تمدنی نتائج یہ ہیں کہ ۱۹۳۱ء میں ڈیڑھ لاکھ شادی کے ساتھ ایک طلاق ہوئی ہے خزانہ میں فی ہزار سات آٹھ افراد کے شادی کرنے کا

”مومنین سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی سنگٹائی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ ان کے لئے پائیزی اسی میں ہے اور مومنات سے فرما دیجئے کہ وہ رکھیں اپنی نظریں نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔“ نظریں نیچے کرانے سے یہی مقصود ہے کہ اگر اجنبی عورت و مرد ایک دوسرے کو نہ دیکھیں اور مرد سے بھی یہی مقصود ہے۔ لہذا پردہ گویا اس حکم کی تعمیل کی عملی صورت ہوئی اور نظریں نیچے رکھنے کے عنوان سے اس مفہوم کو اس لئے ادا کیا کہ اگر آفتاں بے پردگی ہو چکی جائے تب بھی دیکھنے کا موقع باقی نہ رہے۔ اسی آیت کے اگلے ٹکڑے کا ترجمہ یہ ہے کہ ”اور اپنی عورتوں کی زینت رتود (ظاہر نہ کریں) جو خود بخود کھل جاتے۔“ مطلب یہ کہ آفتاں اگر خود بخود بغیر اپنے فعل کے خوبصورتی کا کوئی حصہ کھل جائے تو وہ محاف ہے۔ اسی کے آگے ارشاد ہے کہ ”اور پردوں کو زینتی پر اس طرح مارتی نہ چلیں کہ پردوں کی زینت زیور وغیرہ (جو چھپا رکھی ہے ظاہر ہو جائے) رتود وغیرہ سے۔“ آپ نے دیکھا کہ زینت کو چھپانے کا حکم کس اہمیت سے دیا جا رہا ہے کہ زیور کی آواز تک غیروں کے کان میں نہ گونجے۔ ایسی حالت میں یہ کہنا کہ چہرہ اور تعبیلاں اجنبی کے سامنے کھولت جائز ہے کس قدر غلطی ہے۔ بعد ازاں چہرہ کھودا دینے کے بعد زیور کی آواز چھپانے کا حکم دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ اسی آیت کا اس سے اگلا ٹکڑا یہ ہے

”قل للمؤمنین یسمن ابھما رھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم وقل للمؤمنات یغضضن من ابھما رھن ویحفظن فروجھن ولا یبھین زینتھن الا ما ظھورھن ولا یغضبن بارجلھن ولا یخفین زینتھن ولا یبھین زینتھن الا بھما ظھورھن واربائھن اور ابام بعوضتھن اور ابینام بعوضتھن اور اخوانھن اور بنی اخوانھن اور بنی اخوانھن اور ما ملکم ایما تھنوا (طلبتا بعین غیر ولی الاربعۃ اور اطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء ۱۲

خاندان اور گھر کا سارا نظام برپا ہو۔ طلاق اور تفریق کا زور ہو، نوجوان مرد و عورت آزاد شہوت رانی کے عادی ہو جائیں۔ منہج حمل، استحقاق اور قتل اولاد سے تسلی سے منع ہو جائیں۔ ان کی بہترین عملی قوتیں اور استعدادیں استعمال نہ ہوں۔ چہ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر آپ کے دلوں میں ذرہ برابر بھی ایمان اور عقل کا نور ہو گا تو آپ ہرگز ان مہلک نتائج کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ اگر ایسا ہے تو آپ کو فوراً اپنا رخ تبدیل منسوب کی طرف سے ہٹا کر اسلامی تہذیب کی طرف پھیر لینا چاہئے، اس طرح کہ آپ کے قلب میں مغربی تہذیب کے متعلق سخت نفرت اور حقارت کے جذبات جو ش پر آجائیں اور جب تک اس منحوس تہذیب کے مقابلہ پر جو ش نفرت سے کام نہ لیں۔ آپ کے اہل و عیال اس کی خواہش سے بچ نہیں سکتے۔

پردہ پر عقلی حیثیت سے بحث کرنے کے بعد اب میں مذہبی تہذیب کی روشنی اس مسئلہ پر ڈالتا چاہتا ہوں۔ چنانچہ عرض ہے کہ قرآن کریم کی متعدد آیات پردہ کے احوال کا بیان ایک دہل اعلان کر رہی ہیں۔ مجملہ ان کے سورۃ احزاب کے پچھلے رکوع کی آیت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”اپنے گھروں میں ٹہری رہو، اور زمانہ جاہلیت کی طرح ناز و انداز نہ دکھلاؤ پھر اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور امن و رسول کی اطاعت کرو۔“ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت کا دائرہ عمل صرف گھر ہے۔ اسے گھر ہی میں ٹہرے رہنا چاہئے اور بلا ضرورت گھر سے نہ نکلنا چاہئے۔ آیت کے اس حکم کا ازواج نبی صلیم کے ساتھ خاص ہونے کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اس آیت کے تمام احکام کئی انہیں کے ساتھ خاص ہوں گے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی۔ دوسری آیت سورہ نور کی چوتھے رکوع کی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے:

”وَمَنْ فَعَلَ ذَٰلِكَ فَعَلَّ عَمَلًا شَرًّا وَلَا تَبْرَحْ جُلُوسَکَ الْاَوَّلٰی ۱۳

ادراوہ موعظتیں) اپنی زینت کو کسی کے سامنے رہا مصلح (ظاہر نہ کریں سوائے شوہروں، بالوں، خسرؤں، بیٹیوں، سوتیلے بیٹیوں، بھائیوں، بھتیجیوں، بھانجیوں، اپنی مصلحوں کی موعظتوں، غلاموں، بے مصلح خادموں اور نامحجہ بچوں کے) سورہ احزاب کی ایک اور آیت میں یہ حکم ہے کہ رلے مرد (جب موعظتوں سے کوئی سامان مانگو تو پردہ کے کچھ سے مانگو) اس آیت میں موعظت کی یہ بات ہے کہ اگر پردہ معاشرت اسلامی میں داخل ہی نہ تھا اور اس کا کوئی وجود ہی نہ تھا تو پھر پردے کے کچھ سے مانگنے کا حکم دینے کا کیا مطلب ہے؟ معلوم ہوا کہ اسلام میں پردہ کے وجود کو تسلیم نہ کرنا ہی حاقت اور جہالت ہے۔ سورہ احزاب کی ایک اور آیت میں حکم ہے کہ تہیٰ ہانی ازواج، اپنی بیٹیوں اور مؤمنین کی موعظتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنے اوپر سے اپنی جائیداد نکال لیا کریں، موعظتیں اوپر سے جائیداد نکالنے کے حکم سے چہرہ، سینہ وغیرہ چھپانا مقصود ہوگا یا کھلا دے، اس کو ایک معمولی مصلح والا بھی بوجھتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مؤمنین کی موعظتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے سروں، پہروں کو عیباب سے ڈھک لیا کریں سوائے ایک آنکھ کے۔ (خازن مبینہ) سورہ نور کی ایک اور آیت میں بوڑھی عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بوڑھی عورتیں جن کو کسی کے نکاح میں آنے کی امید نہیں، ان کے لئے اس میں کوئی حثت نہ نہیں کہ وہ اپنے زائد ٹپکے دینی طور و غیرہ چھپا دے چہرہ چھپائی حقیقی نامحرم کے سامنے) آثار کعبیں تو ان کے لئے زینت کے مواقع کا اطلب نہ کریں۔ بسکنا اگر اس سے بھی احتیاط کعبیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے، اس میں بوڑھی عورتوں کو حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ جو ان یا قسبانی نکاح مستورات کو پردہ کے لئے چاند و نفیسہ کا استعمال ضروری ہے۔ قرآن کریم کی پردہ کے مصلح اس قدر

دیا یا ایہا النبی قل لا فرا جک و بنتک و نساء المؤمنین ینذرن علیہن من
جلالہن ۱۱ عا والقوا علیہن النبرۃ لا لاتی لایرجون انت کا احا ۱۲

صاف تسکینات کے بعد کوئی مسلمان پردہ کے ضروری ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ بوجہ اس کے جس کے قلب میں خوف خدا نہ ہو بلکہ اس کی جگہ خواہشات نفسانی نے لے رکھی ہو۔ قرآن کریم کی ان آیات سے پردہ قطعی طور پر ثابت ہے۔ اب اس مسئلہ پر احادیث بیان کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ تاہم مزید تائید کے لئے صرف ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور آپؐ کی زور مٹیوہ حضورؐ کے پاس تھے کہ اپنے منکومہ زانیہ (آنکھ) اور پردہ کا حکم مانا ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔ پس وہ زانیہ اندر آئے۔ تو حضورؐ نے فرمایا تم دونوں ان سے پردہ کر دو یعنی پردہ میں ہو جاؤ) ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ کیا وہ بابتا نہیں ہیں کہ وہ نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہم چاہتے ہیں۔ فرمایا کیا تم بھی ان کو نہیں دیکھ سکتیں؟ درمندی (اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تم بھی اندھی ہو گئیں؟ اس حدیث پر غور فرمائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نظر یہ پردہ کے بارے میں کسی قدر سخت ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اس مختصر گفتگو سے پردہ کے مسئلہ میں آپ کو پورا اطمینان ہو گیا ہوگا۔ اب بھی اگر کوئی اشکال باقی رہ گیا ہو تو قاتل علما و ربانی سے دریافت کر کے اطمینان حاصل کریں۔ اب پردہ کے متعلق چند ضروری مسائل عرض کرتا ہوں۔ مسئلہ:

لوست کو اپنا سارا بدن سر سے سر تک اجنبی مردوں سے چھپانا واجب ہے۔ چہرہ، پیسہ اور ہتھیلیاں بھی بلا ضرورت شریعہ کھولنا جائز نہیں۔ البتہ بوڑھی عورت کو جس پر ہتھیلیاں، ٹخنے سے نیچے پر کھولنا جائز ہے۔ باقی بدن کا کھولنا اس کو بھی جب لازم نہیں۔ مسئلہ: دیور، جھٹھ، بہنوئی، سندوئی، چچا زاد، بھوئی زاد، ماموں زاد، خاندان زاد بھائی وغیرہ سب محرم ہیں، ان سے گہرا پردہ واجب ہے۔ مسئلہ: محرم لوگ جیسے باپ، خسر، بیٹا، حقیقی و سوتیلی بھائی، بھتیجے، بھانجے سے پردہ واجب نہیں۔ مسئلہ: اگر ان محرم لوگوں کے سامنے چہرہ، سینہ، بازو، پسٹلی کھل جائیں۔

تو کھڑے نہ رہیں۔ البتہ پیٹ، پشت، ران وغیرہ ان کے سامنے بھی کھولنا حرام ہے۔
مسئلہ: کافر عورتیں جیسے دھو بن، مچھنگن وغیرہ کے سامنے بھی عورت سوا شہر
ہاتھ گئے نہ رک، پیر کا قدم ٹخنے تک کے باقی جسم کا کھولنا جائز نہیں: مسئلہ: اہل
کے ساتھ تنہا بیٹھنا۔ اگرچہ خود پردہ میں ہو جائز نہیں۔ مسئلہ: میواری کے وقت
تا عرم کو بدن کا کوئی حصہ بقدر ضرورت دکھلانا جائز ہے۔ مسئلہ: غیر عرم بر کے
سامنے بھی آنا حرام ہے۔ مسئلہ: عورت کو ایسی تعلیم یا ایسے طریقے سے تعلیم
دلانا جس سے وہ پردہ قائم نہ کر سکے یا جب آئز ہے۔ ہاں اسی طرح تعلیم دلانا جس سے
مردوں یا کافر عورتوں کے سامنے بے پردگی نہ ہو جب آئز ہے۔

اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اسلامی مکمل
کھینے کے لئے عقول سلیم عطا فرمائے اور اسلامی معاشرت اختیار کرنے کی توفیق دے۔
اور سارے گناہوں کو مخالف فرمائے۔ آمین، یکبارہ صدائے مسلمانین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

ابھین۔ ع۔

عہ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْغِيْثِ وَفِيْهِ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ سُبْحَانَكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

خطبہ جمعہ پانچواں اہل جاہلی الشافعی در ادبیات قرآنیہ اسلامیہ مسجد نبویہ

بہارِ عربیہ و عربیہ و عربیہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَلٰٓئِكَةَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْاُولٰٓئِیْنَ

آيَةُكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا
اَلَا اِنَّ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا اِلٰهَ
وَاسْتَهْدِلْ اَنْ سَبِيلَنَا
وَرَسُولُهُ الْعَظِيْمُ
عَلَيْهِ وَعَلَى الْاٰلِہِ وَاٰلِہٖ
وَعَلَيْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ
اَدَابِ الْمَعَاشِرَةِ الْاَلَسِ
وَالْمَصَاحِبَةِ وَالْمَوَادِّ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
مَجْلِسٌ فَلَيْسَ لَمْ فَاِنْ
تَمَّ اَذَا قَامَ فَلَيْسَ لَمْ

وعظ جمعہ پنجم ماہ جمادی الثانی و رہبان آداب مشرق و مغرب اسلامی

مہذب مجلس ومحبت و اخوت

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَكَدُمُ عَلَيَّ عِبَادَةَ التَّائِبِينَ اَصْطَفَى. اَمْسُ ابْعَثْ

برادران ملت! اسلام جو کہ ایک مکمل مذہب ہے لہذا نامہ مکمل تھا کہ اس

میں باہمی ملاقات، نشست و برخاست اور اخوت و محبت کے متعلق ہر بات نہ دی جاتی

چنانچہ اس نے ان ابواب میں بھی نفیس ترین ہدایات دی ہیں، جن کو آج میں آپ کی خدمت

میں مختص طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ عرض ہے کہ اسلام میں آداب ملاقات یہ ہیں:

جس سے آپ ملاقات کرنا چاہتے ہیں وہ اگر کار فرم ہے تو اس کو ابتداء میں سلام نہ کریں، اور وہ

خود سلام کرے تو ہاتھ کے اشارے سے جواب دے دیں یا زبان سے بیکارک اندر کرے

دیں۔ اگر ابتداء میں سلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ہاتھ کا اشارہ کر دے۔ اگر دل میں

اس کا ذرا کی محبت یا عظمت نہ ہو تو رعیت ہاتھ ملا سکتا ہے۔ اگر دل میں اس کی عظمت و

محبت ہو تو ہاتھ ملا کر مبارکباد نہ لیں۔ ان مسائل میں شریعت کا یہ اصول کام کر رہا ہے کہ خدا

اور رسول کے دشمن کے ساتھ مسلمانوں کو دوستی، محبت اور عزت کا برتاؤ کرنا حرام

نہیں۔ قرآن مجید بیان گیب و دل اس اصول کی تعلیم دے رہا ہے کہ اے ایمان والو! تم

میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ، کیونکہ دشمن خدا سے دوستی کرنا گویا نفس

ساتھ دشمنی میں مدد دینا ہے۔ بلکہ دشمنانِ خدا کے ساتھ جذبات بغض و نفرت قلب

میں رکھنا واجب ہے۔ اگر آپ کا ملاقاتی بدعتی یا فاسق مسلمان ہے اور آپ کی حیثیت ایسی

مُیَاہِلُ الذِّیْنِ اٰمَنُوْا لَا تَخْذُوا عِدْوً وَّی وَحْدَ کُمْ وَاُولٰٓئِکَ اُمُّ
نُورٌ۔۔ اگر وقت نہ ملے تو اس مضمون کو درجموں میں بیان کیا جائے۔

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ + اِذَا اسْتَمْتَا ذَنْ
اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ ۝ وَ
قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَلْجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ
(الْحَمْدُ) وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَلْمَرْءُ عَلٰی
دَيْنِ خَلِيْلِهِ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مِنْ يَحَا لِلْ ۝
وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ + اَوْثَقْ عَرِي
الْاِيْمَانِ الْخُبَّ فِي اللّٰهِ وَالْبَعْضُ فِي اللّٰهِ ۝
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْهَ فَاَعْرِضْ كَمَنْ تَوَلٰى خَسَنَ ذِكْرًا وَ
لَعْمُودٍ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا الْه

عالم للمصالح الخمسة ۱۲۔ ع للترغی ۱۲۔ ع وقال عليه الصلوة والسلام

لايتنا جانان اثنان دون واحد (لابي داؤد) وقال عليه الصلوة والسلام

انزلوا الناس منازلهم (لابي داؤد) وقال عليه الصلوة والسلام اذا التاكم

كسرير قوم فافكر مودة (للطبراني) ع للترغی ۱۲ ع الاحياء ۱۲

ہے کہ اگر آپ آدابِ ملاقات اس سے نہ بریں تو اس کو تنبیہ ہو، شرمندگی ہو، جس سے اس کے ہدایت پانے کی اُمید ہو تو پھر اس سے ملنے وقت آدابِ ملاقات کی رعایت کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کی رعایت نہ کرنا، سلام نہ کرنا، مصافحہ نہ کرنا ایسی صورت میں نہیں ہے۔ اگر آپ کا ملاقاتی اچھا مہمان ہے تو بات سے پہلے اس پر سلام کرے، مجلس میں آتے وقت اور جاتے وقت بھی سلام کرے۔ سلام کا طریقہ یہ ہے کہ السلام منکیم کہے، اور جواب میں رحمتہ اللہ وبرکاتہ بھی پڑھائے۔ اگر کسی کے گھر جاتے تو اول اجازت چاہے۔ اگر جواب نہ ملے تو تین بار اجازت طلب کرنے کے بعد واپس ہو جائے اور اجازت نہ دینے پر براہِ مانے بلکہ یہ سمجھے کہ کسی عذر کی وجہ سے وہ ملاقات نہ کر سکا۔ جب ملاقات ہو تو مصافحہ کرے۔ مصافحہ دونوں ہاتھ سے یا ایک ہاتھ سے کرے، دونوں طرح جب اُترے۔ دونوں طریقے حدیث میں آئے ہیں۔ سلام کرنے میں ٹھیکہ برابر ہے۔ حدیث میں اس کی بُرائی آئی ہے۔ (ترمذی عن انس) نیز ہاتھ اٹھا کر سلام نہ کرے، بلکہ صرف زبان سے سلام کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: یو در نصاریٰ کے ساتھ مشابہت مت کرو۔ یہود کا طریقہ انگلیوں سے اشارہ کرنا اور نصاریٰ کا پتیلی کے اشارہ سے سلام کرنا ہے۔ (ترمذی) پس تمجب طریقہ یہ ہے کہ صرف زبان سے سلام کرے۔ ہاں اگر دوسرے سلام کرنا ہو تو ہاتھ کا اشارہ کرتے ہیں یہ مصافحہ نہیں۔ سوا ریدل یعنی دل پر، چنے والے مٹھے ہوئے پر، پھوٹا بڑی عروالہ پر سلام میں سبقت کرے تو مستحب ہے، لیکن جو بھی سبقت کرے وہی اندر کے نزدیک پسندیدہ سمجھیں۔ (ترمذی) حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر بھی سلام کرتے تھے۔ (ابوداؤد عن انس) جو امت میں سے اگر ایک شخص سلام کرے یا سلام کا جواب دے دے تو یہ سب کی عرف سے کافی ہے۔ آدابِ مجلس میں سے ایک اہمیت ہے کہ کسی مجلس میں بغیر مجلس والوں کی اجازت کے نہ بیٹھے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ بغیر اجازت کوئی شخص دو شخصوں کے درمیان نہ بیٹھے۔ (ابوداؤد) دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر ایک

مجلس میں دو شخص تیسرے شریک مجلس کو چھو کر باقیوں اور کانچھوئی ہو کر (تسخیر) حدیث میں حضورؐ نے منع فرمایا ہے۔ اس عداوت کی وجہ ظاہر ہے کہ اگر دو شخص تیسرے کو چھو کر گفتگو کریں گے تو یہ طرزِ عمل اس کے لئے رنج اور بدگمانی کا سبب ہوگا۔ اسی طرح مجلس میں اگر کوئی شخص کسی سے ایسی زبان میں گفتگو کرے جس کو دوسرے نہ سمجھ سکیں تو یہ بھی آدابِ مجلس اسلامی کے خلاف اور مکروہ ہوگا۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ بھی نہ سمجھنے والوں کو رنج اور بدگمانی پیدا ہونے کا باعث ہوگا۔ تیسرا ادب مجلس یہ ہے کہ اگر سرکارِ مجلس میں کوئی بوڑھا، معمر یا عالم دین یا حافظِ قرآن یا عالمِ عادل آجائے تو اس کی عزت کرے، حدیث شریف میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: خدا کی تعظیم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ بوڑھے مسلمان اور عالمِ قرآن کی جو قرآن کو گا کر نہ پڑھتا ہو اور قرآن سے بے تعلق نہ ہو، یعنی اس پر عامل ہو، تلاوت کرتا ہو اور عالمِ عادل کی عزت کی جائے (ابوداؤد) ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بوڑھا شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کرتا ہوا مجلس نبویؐ میں آیا تو لوگوں نے ہٹ کر جگہ دینے میں دیر کی۔ حضورؐ نے فرمایا اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں جو بڑا ہو کر ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے (یعنی رحمت و شفقت کا برتاؤ نہ کرے) اور (جو چھوٹا ہو کر) بڑے (مخبرِ مالے) کی عزت نہ کرے (ترمذی) بعض جگہ لوگوں میں یہ طرزِ عمل دیکھا جاتا ہے کہ چھوٹے لوگ بڑی عروالے شخص کے آنے پر بھی اپنی جگہ سے ہٹ کر اس کو دیکر نہیں دیتے اور اس میں اپنی ہتکِ خیال سمجھتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل نہایت قابلِ نفرت ہے۔ چوتھا ادب مجلس یہ ہے کہ جب کسی قلم کا موڑ آئے تو اس کی بھی عزت کی جائے۔ پانچواں ادب یہ ہے کہ لوگوں سے ان کے مرتبہ کے موافق برتاؤ کیا جاوے (از حدیث ابوداؤد) چھٹا ادب یہ ہے کہ اگر مجلس میں کوئی

آیت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی سے کوئی بات کر کے چلا جائے، تو وہ بات اس شخص کے پاس امانت ہے (ابوداؤد) مطلب یہ کہ اُسے پوشیدہ رکھے۔ یہ تمام آداب جو بیان کئے گئے ہیں سب احادیث سے ثابت ہیں۔ مجلس خواہ بڑی ہو یا چھوٹی، یعنی دو، تین کی ہو، سب بھی ان آداب کا خیال رکھنا ہر مسلمان کو ضروری ہے۔ پھر اگر آپ کی ملاقات کسی کا فرمایا بدعتی یا فاسق فاجر مسلمان سے ہو رہی ہے تو اس میں اگر مقصد کوئی دینی نفع یا دفع ضرر ہے تو ایسی ملاقات محض بقدر ضرورت ہونی جائز ہے۔ ضرورت سے زیادہ ایسے لوگوں سے ملاقات رکھنا سخت مکروہ ہے اور تہرکِ ضرورتِ شرعی میں سے نہیں ہے۔ لہذا محض تفریحِ طبع کے لئے کافروں، بدعتیوں اور فاسق فاجر مسلمانوں سے ملنا جائز نہیں ہاں۔ بوجہ ضرورت ان سے ملنا معاذ کرنا وغیرہ جائز ہے، بشرطیکہ بقدر ضرورت ملاقات رکھی جائے۔ تعارف اور ملاقات کے بعد دوستی اور محبت پیدا ہو جانا ایک قدرتی امر ہے۔ لہذا میں اس سلسلہ میں دوستی اور اخوت کے چند مسائل بھی مختصر طور پر ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ چنانچہ عرض ہے کہ مشرعت میں کسی لائق شخص سے دوستی اور اخوت کا تعلقی رکھنا بہت عمدہ اور بہتر سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ حدیثِ شریف میں آیا ہے کہ مضموصہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موتوں (کی شان سے محبت کرنے والا اور محبوب بننے والا ہونا) ہے۔ (احیاء) ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کو صالح اور نیک دوست عطا فرمادیتا ہے کہ اگر وہ بھولے تو یہ دوست اس کو یاد دلائے اور اگر یاد دلائے تو اس کی مدد کرے (احیاء) اس ارشادِ عالی کا مقصد اخوت اور دوستی قائم کرنے کی ترغیب دلانا ہے۔ معلوم ہوا کہ مشرعت میں یہ طریقہ زندگی بھی پسند نہیں کہ ایک مسلمان دُنیا کے تمام مسلمانوں سے الگ تھک رہے اور کسی سے دوستی نہ کرے۔

وغیرہ آئے تو ایسی طبع دفع کرے کہ کسی شریکِ مجلس کے بدن یا کپڑے پر نہ لگے۔ (از حدیثِ برانڈ) ساتواں ادب یہ ہے کہ کسی شریکِ مجلس سے کوئی بات خلافِ آدابِ مجلس ہو جائے یا کوئی غلطی سرزد ہو تو ایک دوسرے کو صحاف کر دیا کریں۔ (از حدیثِ برانڈ) آٹھواں ادب یہ ہے کہ مجلس میں اگر کسی کو جھائی اُدسے تو مٹہ چھار کمر پائیز کرے بلکہ حتی الامکان جھائی کو دبائے۔ اگر نہ دبے تو مٹہ پر ہاتھ رکھ لے۔ (از حدیثِ شیخین) نواں ادب یہ ہے کہ راستوں میں بیٹھ کر مجلس نہ جمائی جائے اور اگر بھی راستے میں بیٹھ کر یا گھڑے ہو کر ہی کچھ گفتگو کرنا ضروری ہو تو اس وقت یہ خیال رکھا جائے کہ کچھ راستہ چھوڑ کر بیٹھیں۔ راستہ میں جو عورتیں گزریں ان سے نظر نیچی رکھیں۔ کسی کو تکلیف نہ دیں۔ سلام کرنے والوں کو جواب دیتے دیں اور جس کو کوئی تا جائز کلام کرتے دیکھیں اس کو روکیں اور اچھائی کی ترغیب دیں اور مجلسیت زدہ کی امداد کریں اور جو راستہ بھول گیا ہو اُسے راستہ بتائیں (شیخین و ابوداؤد) یہ آٹھ باتیں راستہ کے حقوق ہیں۔ اگر راستہ میں ملاقات کرنی ہے، تو ان حقوق کو ادا کریں۔ دسواں ادب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی بیٹھے ہوئے شخص کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔ ہاں اہل مجلس ذرا دب گئے اس لئے جگہ دے دیں (ماخوذ از حدیثِ شیخین) گیارھواں ادب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بیٹھا ہو کسی ضرورت سے چلا جائے اور پھر واپس آئے تو وہ، ہی اپنی سابقہ جگہ کا لایا دہ حقدار ہے۔ ایسی صورت میں دوسرا اس کی جگہ پر قبضہ نہ کرے (از حدیثِ مسلم) بارھواں ادب یہ ہے کہ کسی مجلس میں جو راز کی باتیں ہوں ان کی حفاظت کرے اور دوسروں سے بیان کر کے حقوقِ مجلس میں خیانت نہ کرے بوائے قبلِ نا حق، زنا اور ناجائز طور پر کسی کا مال حاصل کرنے کی باتوں کے۔ ان کو ظاہر کرنا مظلوم کی اعانت کے لئے جائز ہے (ماخوذ از حدیثِ ابوداؤد) ایک حدیث میں

اور یہی قابل تعریف ہے اور یہی دوستی آدمی کو اجر عظیم کا مستحق بنا دیتی ہے۔ پہلے دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ یہ دینی دوستی کسی دینی غرض کے ماتحت ہو، مثلاً یہ کہ کوئی مسلمان کسی عالم دین سے دوستی کرے تاکہ اس سے دین کی تعلیم حاصل کرے یا کوئی سرپرستی شیخ کامل سے تعلق قائم کرے تاکہ قلبی روحانی امراض کا علاج کر لے اور خدا کے یاد کرنے کے طریقے سکھے یا آخرت میں اُس کی شفاعت کی امید کے لئے محبت کرے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حفاظ معلما و اور صالح مومنین کا شفاعت کرے کی اجازت دی جائے گی اور وہ شفاعت کرے گی۔ لہذا اس امیر پر دوستی کرے۔ دوسرے یہ کہ نہ علم سکھانا مقصود ہے نہ امراض روحانی کا علاج بلکہ دوسرے مسلمان سے تعلق محبت و اخوت قائم کرے، محض اس وجہ سے کہ وہ خدا کا دوست اور اس کا چاہنے والا ہے اور محبت نسبت رکھنے والی ہر چیز عاشق کو محبوب بنوا کرتی ہے۔ لہذا خدا کا عاشق خدا کے چاہنے والوں کو بھی چاہنے لگتا ہے۔ یہ دونوں قسم کی محبتیں آنحضرت ﷺ میں داخل ہیں کیونکہ ان دونوں میں کسی انسان کو چاہنے کی اصل وجہ خدا ہی کی محبت ہے۔ اگرچہ پہلی صورت میں غرض ہے کہ وہ غرض بھی خدا کی محبت ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ہر حال میں یہی محبت انسان کے کارناموں سے ایک بہت بڑا کارنامہ ہے، جس کا اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت بلند درجہ ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص محض اللہ کے لئے کسی کو اپنا بھائی یا (دوست) بنائے، اللہ تعالیٰ اس کو ایک ایسے درجہ پر بلند کرتا ہے، جس کو اود کسی عمل کے ذریعہ حاصل نہیں کیا جاسکتا (اللہ جواد) ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت میں) عرش کے آس پاس نور کے منبر ہوں گے جن پر ایسے لوگ بیٹھے ہوں گے، جن کے لباس اور چہرے نور کے ہوں گے اور یہ لوگ نہ انبیاء ہوں گے نہ شہداء (ان کی قابلِ رشک عزت

لیکن معاشرۃ اسلامی کے ماتحت کسی سے دوستی کرنے کے متعلق چند آداب و حقوق ہیں، جن کو مد نظر رکھنا ایک مسلمان کے لئے ناگزیر ہے۔ ان میں سے پہلی چیز دوستی کی غرض یا سبب اور وجہ کا تعین کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ دوستی کا مقصد یا دنیا ہوگی یا دین۔ وہ دوستی جو کسی دنیوی غرض کے لئے کی جائے وہ نہ قابل اعتبار ہے اور نہ قابل تعریف بلکہ بسا اوقات قابل مذمت ہے اور اسے دوستی نہیں بلکہ مصالحت کہنا چاہئے، کیونکہ دوستی اور محبت میں خلوص اور بے لوثی جزو و اعظم ہے اور جب غرض کے ماتحت دوستی کی جائے تو ظاہر ہے کہ خلوص کہاں، رہے گا، تاہم دنیوی غرض سے مصالحت کے جائز ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں: (۱) وہ دنیوی مقصد عند الشرائع جائز ہو، مثلاً کسب معاش کے لئے کسی کی ملازمت و مصالحت کی جائے تو جائز ہے، لیکن اگر مغلطہ زنا کاری کے لئے کسی کے ساتھ ہے تو حرام ہے (۲) دوسرے یہ کہ جس کی مصالحت کی جائے وہ اگر کافر یا مشرک یا بدعتی یا فاسق و فاجر ہے تو اس کے کفر و مشرک بدعتی خیالات و اعمال اور فسق و فجور کا اثر اس تک مسلمان پر نہ پڑے اور اس کے دین کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس کی مصالحت جائز ہے، مثلاً کسی کافر کی دوکان میں ملازمت جو کہ کسب معاش جائز ہے، جبکہ اُس کے کفر وغیرہ کا اثر ملازم پر نہ پڑے، مثلاً ایک مشرازی کی دوکان پر شراب پلانے یا فروخت کرنے کے کام پر ملازم ہونا ناجائز ہے، کیونکہ اب اس کو بھی یہ حرام کام کرنا اور گناہ میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ بھی جیسا کہ، قادیانی، بدعتی، فاسق وغیرہ کی ملازمت اور مصالحت کا حکم ہے، کیونکہ مسلمان کو اپنے دین کا محفوظ رکھنا تمام دینی مقاصد سے مقدم اور لازمی غرض ہے۔

اب یہی دوسری غرض یعنی مسلمان کسی سے دینی مقصد کے لئے دوستی کرے اُس کا بیان کرنا میرا مقصد ہے اور اسی کی ترغیب مضمر ہے دینی

تک تو مادی نقطہ و نظر سے اکثر نا عاقبت اندیش اور آخرۃ سے غافل ہوا کرتے ہیں۔ ان کی دوستی سخت مُضر ہے بلکہ عقلمندی کا مطلب یہ ہے کہ وہ انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کا صحیح نقطہ نظر معلوم کر سکا ہو اور ہر باب میں خدا و رسول کے احکام سے پوری طرح واقف ہو۔ دوسری صفت یہ کہ وہ عمدہ اخلاق رکھتا ہو۔ اچھے اخلاق سے یہ مطلب نہیں کہ وہ انگریزی بد تہذیبی کے مطابق ذاتی تمہید لگاتا رہے وجہیٹی بجائے، بات بات پر شکریہ کا وظیفہ پڑھتا اور دل میں نفاق رکھ کر بظاہر محبت و تعظیم کے ساتھ ملتا جوتا بلکہ مُسن اخلاق سے مُراد یہ ہے کہ اس میں بکبر و غور و کینہ، چھوڑ لین، فحش گوئی، بخل وغیرہ صفاتِ مہر نہ ہوں اور عاجزی، انکساری، تواضع، انیائے سخاوت، علم، محبت وغیرہ اچھی صفات ہوں۔ تیسری صفت یہ ہے کہ وہ پابندِ سنت ہو۔ بدعتی خیالات و اعمال میں گرفتار نہ ہو۔ بدعتی سے مُراد ہر وہ شخص ہے جو اہل السنۃ والجماعہ کے عقائد کے خلاف کوئی نظریہ رکھتا ہو یا ان کاموں میں دین مجھ کر مبتلا ہو جن کا کوئی معقول ثبوت شریعت میں نہ ہو۔ اس مضمون میں وہ تمام جدید تعلیم یافتہ جو مذہب کے مسئلہات میں سے کسی میں شک، تردد یا خالف نظریہ رکھتے ہوں اور وہ تمام جاہل لوگ جو رسم و رواج اور بدعتوں کے پابند ہوں داخل ہیں۔ لہٰذا سب سے دوستی قائم کرنا سخت مُضر ہے۔ چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ قانع ہو، یعنی ایسا مسلمان ہو کہ بعدِ ضرورت مال و دولت حاصل کر کے عبادتِ خدا میں مصروف ہے۔ پانچویں صفت یہ کہ وہ فاسق یعنی کسی گناہ کیبر میں مبتلا نہ ہو، جیسے تارکِ جماعت، زانیہ، شرابی، جوازی، بے غازی وغیرہ۔ اہم غرائی نے ان شرائط کے یہ وجوہ بیان کئے ہیں کہ دوست اگر بے وقوف ہو تو بیوقوف دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہوتا ہے۔ اگر بدخلق ہو گا تو اس سے نقصان اور رنج اٹھانا پڑے گا۔ اگر دنیا دار اور مال کا

دیکھ کر) انبیاء اور شہداء بھی ان پر غصہ کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی صفت بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو محض اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اور محض اللہ کے لئے آپس میں مل کر بیٹھتے تھے اور محض اللہ کے لئے ایک دوسرے کی زیارت (یعنی ملاقات) کرتے تھے۔ (احیاء) مگر یہ جزئی فضیلت ہے، درجہ کلی فضیلت انبیاء علیہم السلام ہی کے لئے ہوگی۔ بہر حال محض اللہ کی محبت کا اس قدر بڑا درجہ ہے۔ ایک احادیث میں ہے کہ آپ نے فرشتہ فرمایا کہ جس دن سوئے خدا کے ظلمِ عافیت کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا (یعنی قیامت میں) اس دن اللہ تعالیٰ جن کو اپنے (خاص) سایہ رحمت میں رکھے گا، وہ سات قسم کے آدمی ہوں گے، جن میں سے وہ دو شخص بھی ہوں گے جو محض اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے اور اس کی محبت کی بنا پر بیٹھے اور اسی کو لئے ہوئے جدا ہوتے ہیں۔ معزز بزرگوار لد دوستو آج آپ کو معلوم ہو گیا کہ بلا غرض دینی محض خدا کے لئے کسی سے دوستی، محبت اور اخوت قائم رکھنے کا کیا نتیجہ ہے اور کس قدر کامیابی ہے، لہٰذا کو غرض کرو کہ ایمان زندگی بھر کم از کم کسی ایک مسلمان کو محض اللہ کے لئے اپنا دوست، مائل اور قیامت کے خوفناک دن میں اللہ کے یہاں کا یہ اعزاز و مرتبہ حاصل کر لو، لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ یہ بھی دوستی کسی شخص سے کرنی چاہئے اور کس سے نہ کرنی چاہئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوا کرتا ہے۔ بس دوستی کرنے والے کو چاہئے کہ وہ غور کرے دیکھے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے (لا تردی) چنانچہ عرض ہے کہ یہ بھی محبت اس سے قائم کرنی چاہئے، جو میں مندرجہ ذیل صفتیں ہوں۔ پہلی صفت یہ کہ وہ شخص عقلمند ہو۔ مجنون اور ضبط الحواس نہ ہو، لیکن عقلمندی کا مطلب یہ نہیں کہ وہ شخص سے لاکھ پیدا کر لیا جاتا ہو مالدار اور دنیاوی بڑا ہو۔ ایسے

دور بہت کر خدا کے قریب ہو جاؤ۔ اُن پر غصہ کر کے اللہ کی نہ ضروری توفیق
 دلوں نے کہا تو ہم کس کے پاس بیٹھیں یا کس لشکر فرمایا اس کے پاس بیٹھیں
 دیکھنے سے خدا یا دکھائے، ہم کی بات تم بہار علم زیانہ کریا اللہ جس کا عمل
 تم کو آخرت کے بارے میں رغبت دلانے والا ہو۔ (امید) نصرت عورت فرمائی
 قسم ہے خدا کی اگر میں تمام دن روضہ رکھوں۔ تمام اوقات نماز پڑھوں کہ
 بالکل نہ سوسوں اور تمام گمراہی قیامت ال اللہ کے لئے فدا کر دوں اور موت
 کے دن مر جاؤں اس حالت میں کہ میرے دل میں خدا کی فراموشی نہ دلاں
 کی محبت اور نہ فراموشی نہ کرے دلوں سے بغض نہ ہو تب جانیں اللہ تعالیٰ سے کچھ نفع نہ
 پہنچایا (احیاء) مطلب یہ کہ ان عباد اللہ کا قلب پر یہ اثر ہوتا ہے کہ
 حب فی اللہ اور بغض فی اللہ پیدا ہو جاتے۔ اگر اللہ ہی اور نہ کونسی چیز حاصل نہ ہوگا۔
 حقیقت یہ ہے کہ اگر جو شخص نہ از کلمہ نہ از خلائق کا ایک آدمی
 بھی کسی نہ کسی گناہ و کبیرہ میں برابر مبتلا پایا جاتا ہے اس کی وجہ دراصل یہی ہے
 کہ وہ مسلمان خود تو نیک تھا لیکن اپنے فاسق لاجور اور بد معاشر رشتہ داروں
 اور دوستوں کی صحبت کی وجہ سے خود بھی فاسق و بد معاشر میں گیا۔ کوئی پیدا نہیں ہوتا
 ہے اور کوئی ادھر را' بارہا کا تجربہ ہے، کئی آدمی پہلے نماز پڑھتے
 تھے، لیکن پھر چند بے نمازی دوستوں سے تعلقات ہوئے تو یہ فدا بھی دینا
 ہی ہو گئے۔ ہمارے لوگ عموماً بالغ ہونے تک کی پرستش میں ایک کچھ دلچسپی
 کے بعد جب گھر کے فاسقوں اسکول کے فاجروں اور محلے کے بد معاشر کی صحبت
 ملتی ہے تو اب مجرّد جاتے ہیں۔ غرضیکہ فاسقوں سے دوستی رکھنا بہت ہی ضروری
 اور کافروں کی دوستی تو اُس سے بھی زیادہ بُری۔ پس اُس شخص کو جو واقعی
 سچا مسلمان بن کر زندگی گزارنا چاہتا ہے، ضرور فدا ہے کہ وہ کافروں

دیکھا ہو گا تو اس کی محبت دینار کے لئے ذہرِ قاتل ہے۔ اگر بدعتی ہو تو اس سے قطعاً
 منقطع کرنا خود ہی واجب ہے۔ اگر دوست فاسق ہو گا تو اس کی صحبت میں رکھ
 گناہ سے نفرت نکل کر رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ فاجر یعنی
 کبیرہ گناہ کرنے والے کے ساتھ مت بیٹھ کر اس کا پیچہ دیکھ جائے گا اور نہ اُس کو
 بانی پوشیدہ چیزوں کی خبر کرا اور اپنے دین کے بارہ میں اُن سے مشورہ لے جو مُلّا
 کا خوف رکھتے ہوں (احیاء) حسن بھریؒ فرماتے ہیں کہ فاسق سے تعلق توڑنا اور
 اُس سے بغض رکھنا اللہ تعالیٰ سے نزیح ہونے کا ذریعہ ہے (احیاء) قرآن کریم
 میں خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (اے مسلمان) جو ہماری یاد سے اعراض
 کرے تو اس سے اعراض کر۔ نیز ارشاد ہے کہ اُس کی بیروی کر جو ہماری
 طرف رجوع ہوا۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ جس قسم کے لوگوں سے دوستی رکھنا
 منع ہے، اُن سے دل میں نفرت اور بغض رکھنا بھی ضروری ہے۔ بحیثیت ائمہ
 ہونے کے نہیں بلکہ خدا کا فرمان ہونے کی وجہ سے یہ نفرت بھی طاعت و عبادت ہے،
 لیکن اگر فاسق توبہ کیلئے توبہ اُس سے محبت ضروری اور نفرت کرنا ناجائز ہے۔
 حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ایمان کا مضبوط پتھر اللہ کے لئے محبت رکھنا اور اللہ
 کے لئے بغض رکھنا ہے (احیاء) اور حضورؐ نے دعا فرمائی کہ اے خدا کسی فاجر کا
 کوئی احسان بجز یہ نہ کر کہ پھر اُس کی محبت پیدا ہو جائے یا (الاحیاء) خود فرمائیے کہ
 حضورؐ فاسق کا احسان گوارا نہ فرماتے، اُس لئے کہ احسان محبت پیدا ہو جائے
 حالانکہ فاجر سے عداوت ہونی چاہئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
 گناہ کرنے والوں سے بغض رکھ کر اللہ کے دوست بن جاؤ۔ اُن سے

فلاسقوں، بدعتیوں، جاہلوں، مال کی حرص رکھنے والوں سے ہرگز دینی اور محبت نہ رکھے۔ بقدر ضرورت ملے اور علاحدہ ہو جائے اور اسی لوگوں کے افعال سے دل میں نفرت و بغض رکھے۔ نیز عقلمندوں، پابند سنت، اچھے اخلاق والے، تقویٰ کرنے والے اور پرہیزگاروں سے محبت اور صحبت رکھے، بگاہت آخرۃ کا یہ وہ کامیاب نسخہ ہے کہ اگر کسی نے اس کو اختیار کر لیا تو سو فیصد یقینی کامیابی اس کو حاصل ہوگی۔

رستہ خدا رسولؐ کا بتلائے جاتے ہیں، مانورہ مانورہ تمھیں سمجھائے جاتے ہیں اس کے بعد سمجھے کہ دوستی اور اخوت کے چند حقائق بھی ہیں جن کا خیال رکھنا چاہئے۔ وہ حقوق یہ ہیں کہ جان و مال سے بروقت حاجت بلا طلب مدد کرنا۔ اس کے ساتھ ایثار برتنے، بُرائیوں سے سبوتا، بھلائیوں کو پھیلاتا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا، غلطیوں سے دیگر کرکنا، زندگی اور مرنے کے بعد بھی ڈھائے خیر کرنا، خلوس رکھنا، تعلیق کو آخر وقت تک نباہنا، حتی الامکان دوست کو تکلیف نہ دینا۔ اگر کوئی شخص دوستی کے قابل مل جائے تو چاہئے کہ اسے بڑی نعمت سمجھے اور اس کے ساتھ دوستی کر کے ان حقوق کو ادا کرتا رہے۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو دیک بنائے۔ دیکوں سے دوستی رکھنے کی توفیق دے۔ کافروں، فاسقوں کی دوستی، محبت اور صحبت سے بچائے اور صحابہ شریعت اسلامی کے مطابق عمل کی گزرنے کی توفیق دے۔ آمین بحمد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ اجمعین۔

عَلَّيْكُمْ وَ كُنْتُ بِاللَّهِ الْوَقْفُ الْخَيْرُ مَنْ تَوَلَّى عَنِّي ذِكْرًا وَلَا يَمْنَعُهُ إِلَّا الْجَبِيلَ الْكَلْبِيَّ يَا بَارَكَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

نوٹ:- محرم سے جاری الشنبہ تک جمعہ ماہ کے خطبات یہاں ختم ہوتے۔ باقی چھ ماہ کے خطبہ ہدیہ طاقی میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲

تبصرہ از ماهر علوم شرعیہ جناب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب امت برکات
تبصرہ نگار ماہنامہ "ہیئات" کراچی (پاکستان)

اسلام نے خاص خاص خطبات کے ذریعہ ذکر الہی، تعظیم شعارِ امیر، تذکیرِ آخرت، تہذیبِ نفس اور اصلاحِ امت کا جو نظام قائم فرمایا ہے، بہت کم خطباء اور سناہن اس کی اہمیت سے غور نہ کرتے ہیں، اس لئے ضرورت تھی کہ خطبات و مواعظ کا ایک عمدہ مجموعہ مرتب کیا جائے، جس سے خطباء اور عامہ مسلمین مستفید ہو سکیں۔ خدا تعالیٰ مولانا ذکر جن صاحب کو جزائے خیر دیں کہ انہوں نے "خطبات موعظت" لکھ کر ملت کی اس ضرورت کو بخوبی پورا فرمادیا ہے۔

اس مجموعہ میں ۱۰ خطبات جمعہ اور ۴ مواعظ کے علاوہ خطبہ عیدین مع احکامِ ضروریہ، خطبہ نکاح مع مسائل اور خطبہ استسقاء وغیرہ کو مرتب کیا گیا ہے۔ مواعظ میں ہر ماہ کی مناسبت سے عقائد، عبادات، اخلاق اور معاشرت کے تقریباً تمام اہم مسائل آئے ہیں۔ زبان سلفیہ، سلیس اور علمی ہے اور انداز بیان نامحمانہ، مشفقانہ اور مصطلحانہ ہے، شروع میں ایک بسوط مقدمہ ہے جس میں خطبہ عربی کی بحث کے علاوہ ائمہ مساجد، خطباء اور متولیانِ مساجد کو ان کے فرائض کی طرف متوجہ فرمایا گیا ہے۔ مولانا محمود حسن صاحب مفتی مظاہر العلوم سہارن پور اور مولانا محمد شفیع صاحب (سابق) مفتی دارالعلوم دیوبند نے پوری کتاب کو حرفاً جرفاً پڑھ کر تقریظ لکھی ہے اور حسبِ ضرورت اصلاح بھی فرمائی ہے۔ ہمارے خیال میں اس کتاب کا مذکورہ عقائد و اعمال اور اخلاق و معاشرت کی اصلاح کے لئے بڑا مفید ہنگامہ و اثر الموفق۔

خطبہ جمعہ اول ماہ رجب در آداب معاشرت اسلامی نمبر ۱

بِسْمِ اللَّهِ تَهْذِيبُ اسْلَامِي: تَهْذِيبُ سَفَرٍ وَ تَفَرُّحُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَلْعَمَدَ عَلَيْنَا بِمَشْهُ وَ كَرَمِهِ
مَا لَا يُحْصِي ۝ وَ خَلَقَ لَنَا كُلَّ مَا نَحْتَاجُ
إِلَيْهِ مِنَ الْغِذَاءِ وَ الْهَوَاءِ ۝ لِتَقْوِيَةِ الْحُجَّةِ
وَ تَفْرِيجِ الْقَلْبِ وَ الْقَوَى ۝ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ حْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فِي الذَّاتِ وَ الْقُدْرَةِ
وَ الْعِظَاءِ ۝ وَ أَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ سَيِّدُ الْوَرَى ۝ صَلَّى اللَّهُ وَ عَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ فَازُوا بِالْذِّكْرِ
الْعُلَى ۝ أَمَّا بَعْدُ فَيَا مَعْشَرَ الْإِخْوَانِ ۝

مِنْ آدَابِ الْمُعَاشِرَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ آدَابُ الشَّارِعَةِ
وَالسَّفَرِ ۝ فَاعْلَمُوا أَنَّ الشَّرِيعَةَ جَوَازٌ
التَّفَرُّجِ وَالسَّفَرِ ۝ بِشَرَطٍ أَنْ لَا يُفْضَى إِلَى
أَمْرٍ مُنْكَرٍ ۝ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
أَمَرَنِي رَبِّي بِمُحَقِّ الْمَعَافِرِ وَالْمُزَامِرِ وَالْأَوْثَانِ
وَالصُّلْبِ وَأَمْرٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ ۝ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ الْغِنَاءُ يُبْذِرُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا
يُبْذِرُ الْمَاءُ الزَّرْعَ ۝ أَعُوذُ بِاللَّهِ الْوَلَا تُكُونُوا
كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطْرًا وَرِثَاءَ
النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ
بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ

وعظہ جمعہ اول ماہ رجب در آداب معاشرۃ اسلامی

بلسلسلہ تہذیب اسلامی: تہذیب سفر و تفریح

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَّا بَعْدُ - برادران
ملت! اسلامی طریقہ پر زندگی گزارنے کے لئے آداب سفر اور آداب سیر و تفریح
کا جاننا بھی ضروری ہے، لہذا عرض ہے کہ اسلام میں جائزہ مقصد کے لئے ہر قسم کا
سفر خواہ وہ جنگی کا ہو یا دریائے کا، اور پیدل کا ہو یا ریل موٹر، ہوائی جہاز وغیرہ
کا ہر طرح اور ہر جگہ کا جائز ہے۔ بشرطیکہ کوئی امر شرعی مانع نہ ہو۔ سفر کے لئے اسلام
میں کوئی دن یا تاریخ یا ساعت وغیرہ محسوس نہیں۔ سفر کرتے وقت کسی بدگونی کا اثر
لینا جائز نہیں۔ سفر پر روانگی کو ہر دن اور ہر وقت جائز ہے، لیکن اچھا یہ ہے کہ جمعہ
کے دن کیا جائے یا اگر جمعہ کو کیا جائے تو بعد نماز جمعہ اختیار کیا جائے۔ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعات کو سفر کرنا پسند فرمایا کرتے تھے (بخاری) اور صبح کے
وقت سفر کرنا بہتر ہے، کیونکہ آپ نے صبح کے لئے برکت کی دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ
میری امت کی صبح میں برکت عطا فرما (ابوداؤد) خطرات کے موقعہ پر رات کو تھنا
سفر نہ کرے تو بہتر ہے۔ حضور نے اس سے منع فرمایا ہے، کیونکہ خطرہ ہے (بخاری)
اور مناسب ہے کہ رفیق سفر تلاش کرے۔ مل جائے تو بہتر ہے۔ اگر تین کا ساتھ ہو جائے
تو ان میں سے ایک کو امیر سفر بنالیں (ابوداؤد) اگر سفر میں کہیں قیام کرنا پڑے
تو ایک ساتھ سب ٹھہریں (ابوداؤد) سفر میں ہوشیاری سے سوئیں کہ حضور سفر
میں بہت ہوشیاری سے اشتراحت فرماتے تھے (مسلم) سفر میں گناہ اور گھنٹی اپنے
ساتھ نہ لیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ (مسلم) سفر میں فرض نماز کا

خاص خیال رکھیں اور سستی نہ کریں۔ اہتمام کرنے سے سب کچھ آسان ہو جاتا ہے، اور ذکر اللہ کی کثرت رکھیں کہ اس سے فرشتہ کی مصاحبت نصیب ہوتی ہے (طبرانی کبیر) سفر پر جاتے وقت اپنے اعزاء و اقربا کو سلام کر کے جائیں تاکہ ان کی سلامتی کی دعائیں شامل حال ہوں (طبرانی اوسط) جب سفر کا مقصد حاصل ہو جائے تو جلد واپس ہوں۔ بلا وجہ دیر نہ لگائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ وہ تمہیں (یا ظہینان) کھانے پینے سونے سے روکتا ہے، اس لئے جب کام پورا ہو جائے تو جلد واپس آ جانا چاہئے (متفق علیہ) واپسی پر اپنے محلہ کی یا بستی کی مسجد میں اول دو رکعت نفل نماز پڑھ کر پھر گھر جانا بہتر ہے (ابوداؤد) وطن واپس ہوتے وقت بچیں اور اقربا کے لئے بشرط وسعت کچھ سوغات لانا بہتر ہے۔ اس کی خوشی زیادہ ہوتی ہے (احیاء) رات کو ایک دم گھرنے پہنچے بلکہ دن میں پہنچے۔ اور اگر ممکن ہو تو پہلے خبر پہنچا لے (جمع الفوائد) اگر سفر تین منزل یا زائد کا ہو تو نماز میں قصر کرنا چاہئے۔ تین منزل سفر کا اندازہ علماء نے ۸۰ میل، بعض نے ۵۰ میل کیا ہے۔ سفر خواہ ریل کا ہو یا موٹر و ہوائی جہاز کا، تکلیف دہ ہو یا آرام کے ساتھ ہو، بہر حال خفیہ کے نزدیک قصر ہی کرنا واجب ہے۔ جہاں پہنچنا ہے وہاں اگر پندرہ روز یا زائد ٹھہرنا یا ٹھہرنے کی نیت ہو تو اب قصر کریں بلکہ پوری نمازیں پڑھیں اور اگر اس سے کم قیام کی امید ہو تو قصر واجب ہے۔ اگر جماعت سے مقیم انام کے پیچھے نماز پڑھیں تو پوری پڑھی جائے۔ قصر صرف ظہر، عصر اور عشاء کی چار رکعت فرض میں ہوگا کہ چار کی جگہ دو پڑھے۔ باقی نمازیں فجر و مغرب کی پوری پڑھے۔ مستثنیٰ اگر سہولت پڑھ سکتا ہے تو ہرگز نہ چھوڑے، لیکن اگر موقع نہ ملے تو چھوڑ دے اور ان کی قضا بھی نہیں۔ عورت کو بغیر عرم کے سفر کرنا ایک دن رات کا ناجائز ہے (المستت) اور آج کل تو اس سے چھوٹا سفر بھی بغیر عرم کے کیا جانا بہتر ہے۔ یہ سب محافل و آداب حدیث شریف

اور فقہ سے بیان کئے گئے ہیں۔ زیادہ تفصیل دینی کتابیں پڑھ کر معلوم کریں۔ اب میں آداب سیر و تفریح بیان کرتا ہوں۔ قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ مسلمان کی زندگی کا اصل مقصد اور نصب العین صرف یہ ہے کہ وہ خدا کی عبادت و اطاعت میں اپنی زندگی گزارتے ہوئے اس کی رضا حاصل کئے۔ مگر آپ مسلمان ہیں اور آپ نے اپنی زندگی کا آخری مقصد یہ نہیں بنایا یا نہیں سمجھا تو یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ اس کی فوراً اصلاح کیجئے اور اس کے بعد سمجھئے کہ اسلام لے سیر و تفریح کو مطلقاً منع نہیں کیا بلکہ بعض اوقات حکم بھی دیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے کہ اُن کو (یعنی مومنین کو) اللہ کے فضل پر فرحت محسوس کرنی چاہئے (قرآن) ایک جگہ ارشاد ہے کہ پس سیر کرو زمین کی۔ پس لکھو کہ (انبیاء علیہم السلام کے جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا قرآن) ان دونوں آیتوں میں فرحت حاصل کرنے اور سیر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن ساتھ ہی شریعت نے سیر و تفریح کا ایک ضابطہ بھی مقرر کیا ہے اور کلی قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ سیر و تفریح جس سے مسلمان کے مذکورہ بالا اصل مقصد زندگی میں مدد ملتی ہو اس میں اجر و ثواب ملے گا اور عبادت میں شمار ہوگی، بشرطیکہ ثواب کی نیت سے کی جائے اور ہر وہ سیر و تفریح جس سے اس مقصد اصلی میں مدد نہ ملتی ہو، لیکن اس کے خلاف بھی کوئی اثر پیدا نہ کرے تو ایسی سیر و تفریح جائز ہوگی، مگر ثواب ملے گا، اور ہر وہ سیر و تفریح جو اصل مقصد کو مضر ہو وہ ناجائز ہوگی۔ مختصر طور پر یوں سمجھئے کہ ہر وہ سیر و تفریح جس سے تکمیل دین میں خرابی واقع ہوتی ہو جائز نہ ہوگی۔ پس اس قاعدہ کلیہ کے لحاظ سے ہر قسم کی سیر و تفریح کا حکم آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ میں صرف بطور مثال چند سیر و تفریح کے احکام بیان کرتا ہوں۔ تفریح کا ایک طریقہ عید منا کر فرحت حاصل کرنا ہے۔ اسلامی عیدیں

دو ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ ان عیدوں میں خوشی منانا اور فرحت حاصل کرنا جائز ہے۔ کوئی حرج نہیں، لیکن ان کے علاوہ اور عیدیں ایجاد کرنا یا مشرکوں کی عیدوں میں شریک ہو کر تفریح کرنا قطعاً ناجائز اور حرام ہے درختان نیز وہ باتیں جو دوسرے دنوں میں ناجائز ہیں وہ ان عیدوں میں بھی ناجائز ہیں۔ عید کی وجہ سے حرام باتیں حلال نہیں ہو جاتیں۔

تفریح کا ایک طریقہ جمع لگانا اور اس میں شرکت کرنا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ مجمع کسی شرعی یا جائز مقصد کے لئے لگائے گئے ہوں جیسے بیعتی جلسہ وغیرہ یا تقریب نکاح وغیرہ کے اور ان میں ناجائز کام نہ ہو تو ان سے تفریح کرنا جائز ہے۔ مگر اگر ان کا مقصد خلاف شرع ہو یا ان میں خلاف شرع کام کئے جاتے ہوں تو اب شرکت کر کے تفریح حاصل کرنا ناجائز ہو جائے گا، مثلاً میلے ٹھیلے، نمائش، تماشے اور ایسے عرس کہ جن میں خلاف شرع کام کئے جائیں ان سب میں جانا شریک ہونا وغیرہ ناجائز ہے۔

تفریح کا ایک طریقہ قدرتی مناظر کا دیکھنا، پہاڑوں اور سرسبز زمینوں میں چلنا پھرنا ہے۔ یہ بالکل جائز ہے جبکہ کسی ناجائز کام کا ان میں ارتکاب نہ کیا جائے۔ تفریح کا ایک طریقہ خوشبوؤں کا استعمال کرنا ہے۔ یہ شریعت میں پسندیدہ تفریح ہے جبکہ خوشبو پاک ہو اور اس کے استعمال میں کوئی ناجائز نہ کیا گیا ہو۔

تفریح کا ایک طریقہ اشعار سننا یا بنانا یا پڑھنا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اشعار سے کسی کی طرح میں مبالغہ نہ ہو، کسی کی ہجو یا مذمت نہ ہو، کسی معین عورت کے حسن و اعضاء کی تعریف نہ ہو اور مضمون ایسا نہ ہو جن سے جذبات شہوہ بھرکیں اور شرع کھنے بنانے اور پڑھنے میں کسی اور ناجائز کام کا ارتکاب نہ کیا جائے تو اب اشعار سے

عہ اشارۃً فی امس۔ اعیاد بہ عید

تفریح حاصل کرنا جائز ہے ورنہ نہیں (درختان وغیرہ) علم و حکمت اور نصیحت کے اشعار پڑھنا بہتر ہے، لیکن موجودہ زمانہ کی شعر و شاعری اور شاعرے جو عموماً منہیات شرعیہ سے خالی نہیں ہوتے ناجائز ہیں مسلمانوں کو ان میں شرکت نہیں کرنا چاہئے۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم میں کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچ ٹھوڑا اور پیپ بھرے یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ اپنے پیٹ میں شعر بھرے (متفق علیہ) ایک بار حضورؐ سفر میں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک شاعر ملا جو شعر پڑھ رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا پکڑو اس شیطان کو اور روکو۔ تم میں سے کسی کا پیپ پیٹ بھر لینا بہتر ہے شعر کے بھرنے سے (مسلم) غالباً وہ خراب قسم کے اشعار پڑھ رہا ہوگا۔ بعض شاعروں اور اشعار کی آپؐ نے تعریف بھی فرمائی ہے جنہوں نے نصیحت کی باتیں شعر میں بیان کی تھیں۔

تفریح طبع کا ایک طریقہ مزاج یعنی مذاق کرنا بھی ہے۔ یہ بھی جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ مذاق سے کسی کی دل شکنی نہ ہو، مذمت نہ ہو، غیبت نہ ہو۔ جس سے مذاق کیا جائے اُسے ناگوار نہ ہو، کذب صریح نہ ہو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بات بھی پائی گئی تو ایسا مذاق حرام ہوگا، مثلاً مذاق میں ناگوار نام رکھنا جیسے پستہ قد کو گٹیا یا بھنگنا، نابینا کو اندھا کہہ کر پکارنا، کسی کو بھینس، بانس بلی کہہ کر پکارنا اور اس قسم کے الفاظ سے خطاب کرنا، اگر ایسے یہودہ الفاظ بحالت غصہ کوئی کہے تو یہ غیبت میں یا ہتک عزت کے جرم میں داخل ہوں گے۔ اور اگر بطور ہنس کے بولے تو اب یہ ناجائز مذاق میں داخل ہوں گے اور ایسا کرنے والا سخت گنہگار ہوگا، کیونکہ تو بہین مسلم حرام ہے اسی طرح تمام ایسے مذاق جن سے شریعت یا اس کے کسی ادنیٰ حکم کی توہین ہو، مثلاً نماز کی، یا دارِ بھی کی یا عالم دین یا علماء کی توہین ہو تو اگر نادانفی میں کیا تو حرام ہوا اور اگر سلسلہ جان قصد ایسا کیا تو کفر ہو جائے گا۔

تفریح کا ایک طریقہ لہو و لعب اور کھیل ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ان

سے کسی مقصد شرعی میں مثلاً فتنہ جہاد میں مدد ملتی ہو اور کوئی دوسری ناجائز بات اس میں شامل نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں، مثلاً گھوڑے دوڑانا، یا کشتی لڑنا، یا کبڈی کھیلنا، لکڑی کھیلنا یا فٹ بال ہاکی وغیرہ کھیلنا، یہ سب کھیل جائز ہیں اور اگر ان سے کوئی خاص شرعی فائدہ مقصود نہ ہو تو اب ایسے کھیل ناجائز ہوں گے۔ مثلاً بٹیر بازی، تیر بازی، کبوتر بازی وغیرہ۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص ایک کبوتری کے پیچھے بھاگا جا رہا تھا تو آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ شیطان خبیثانہ کا پیچھا کر رہا ہے (ہوداؤد) اسی طرح تمام جانوروں کی بازی اور ان کو لڑانا ناجائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو بھڑکا کر آپس میں لڑانے سے صاف طور پر منع فرمایا ہے (ہوداؤد) اور جب ان میں ہار جیت بھی ہو تو اب بالکل حرام ہوں گے، کیونکہ اب یہ قمار (جوئے) میں داخل ہوں گے۔ اسی طرح نرد بازی شطرنج بازی بھی حرام ہے۔ حدیث میں ہے جس نے نرد بازی کی اس نے گویا خنزیر کے خون میں اپنے ہاتھ بھرے (مسلم) یہی حکم شطرنج کا بھی ہے۔ جبکہ اس میں اہٹاک ہو جائے اور واجبات سے غفلت پیدا ہو۔

تفریح کا ایک طریقہ گانا بھی ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب اشعار کا مضمون جائز قسم کا ہو، یا مہمات نہ ہو، تنہائی ہو تو گانا جائز ہے (قاضی خاں) عورتوں کو مرد کا اور مرد کو عورت کا گانا سننا ناجائز ہے (شامی) اور یہی احکام اگر انہوں نے کے لئے بھی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گانا قلب میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسے کہ پانی کھیتی اگاتا ہے (احیاء) اسی طرح سوائے اس دف کے جس میں بھانجھ نہ ہو باقی تمام باجے، ڈھول، طبلہ، سارنگی وغیرہ بجانا اور ان کا قصد آسننا سب حرام ہے اور گانا سن کر وجد لانا خلافِ شریعت ہے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ وہ (یعنی وجد لانا) مکروہ تحریمی ہے اور اس کی دین میں کوئی اصل

نہیں (مشافہ شامی مصری) اور جو ہر نہرہ میں ہے کہ ہمارے زمانے کے بناء فی صوفی جو کچھ (سماع وجد وغیرہ) کرتے ہیں، یہ سب حرام ہے۔ اس کا قصد کرنا اس میں بیٹھنا بھی جائز نہیں اور وجد کے بارے میں جو حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجد لانے کی بیان کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں اور ستار خانہ میں عیون سے نقل کیا ہے کہ سماع اگر قرآن و دعوت کا ہو تو جائز ہے اور اگر سماع غنا (یعنی گانا سننا) ہو تو بالاجماع حرام ہے اور جن صوفیاء کرام نے اس کو مباح کہا ہے تو وہ اس شخص کے لئے ہے جس کا دل لہو و لعب سے پاک ہو اور تقویٰ و پرہیزگاری سے مزین ہو (ادب بہت سی شرطیں ہیں) ماحصل یہ کہ ہمارے زمانے میں سماع کی نخصت نہیں ہے اور حضرت جنیدؒ نے اپنے زمانے میں سماع سے توبہ کر لی تھی (مکمل از شامی مشافہ مصری) اور بزاز یہ میں ہے کہ ملاھی (یعنی باجے) کی آواز سننا (قصداً) حرام ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملاھی (یعنی باجے وغیرہ) کی آواز سننا گناہ ہے اور اس میں بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے، یعنی کفرانِ نعمت ہے کہ اس نے اعضاء کو ایسے کام میں صرف کیا، جس کے لئے وہ پیدا نہیں کئے گئے۔ پس واجب ہے اور پوری طرح واجب ہے کہ ایسی آوازیں سننے سے بچے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے مزامیر کی آواز سن کر اپنے کان مبارک میں انگلی دے لی تھی۔ (مکمل از شامی مشافہ مصری)

جس طرح ناجائز گانا اور باجے سننا حرام ہے، اسی طرح گانے بجانے کے بارہ میں روپیہ صرف کرنا بھی حرام ہے (شامی) کیونکہ یہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ پندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گانے والی لڑکیاں نہ فروخت کر دے نہ خریدو۔ ان کی تجارت میں خیر نہیں ہے اور ان کا روپیہ حرام ہے اور ایسے کاموں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشْتَرِى لَهْوَ الْحَدِيثِ

الایہ (ترغی) اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے ہدایت و رحمت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے آلات ہو (طبلہ و دھول وغیرہ) اور باجے اور بتکدے اور صلیب اور جاہلیت کی رسمیں مٹانے کا اور میرے رب نے قسم کھلائی ہے اپنی عزہ کی کہ جو کوئی بندہ ایک گھونٹ شراب پئے گا تو میں اُس کو ضرور اتنا ہی پیپ پلاؤں گا اور جو میرے خوف سے شراب نہ پئے گا تو اپنے قدس کے حوضوں سے اس کو پلاؤں گا (احمد) ہائے افسوس مسلمانو غور کرو کہ جن چیزوں کو حضورؐ نے تشریف لائے تھے ہم آج انہیں چیزوں کو اپنے ہاتھوں، مالوں اور دماغوں سے قائم کر رہے ہیں۔ کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھلی دشمنی نہیں ہے اور حضورؐ کے دشمنوں کا کیا انجام ہوگا یہ آپ کو معلوم ہے۔ اس لئے جلد از جلد ایسے گناہوں سے توبہ کرو، اور اپنے گھروں، محلوں سے ایسی چیزوں کو مٹا دو۔

آج کل تفریح کا ایک طریقہ تصویر یا ڈوٹا تارنا بھی ہے۔ بے جان چیزوں کی تصویر بنانا جائز ہے، لیکن جاندار چیزوں کی تصویر بنانا، بنوانا حرام ہے اور خریدنا اور بیچنا اور تصاویر گھر میں رکھنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں کُتّا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (متفق علیہ) اور آپ نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ عذاب (کے مستحق) لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک تصویر بنانے والے ہیں (متفق علیہ) اور قیامت میں مُصَوِّر سے روح ڈالنے کو کہا جائے گا (بخاری) نہ ڈال سکے گا تو عذاب دیا جائے گا اور ایک حدیث میں ہے کہ سب سے زیادہ عذاب (کے مستحق) لوگوں میں سے وہ ہوگا جو نبی کا قاتل ہو اور وہ جو نبی کے ہاتھ سے قتل ہوا اور وہ جو اپنے والدین میں سے کسی کو قتل کر دے اور تصویر بنانے والا اور وہ عالم جو اپنے علم پر عمل نہ کرے (مشکوٰۃ) مسلمانو غور کرو

ذرا سوچو کہ مُصَوِّر اور قاتل نبی کا ایک ہی درجہ ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا، لہذا ایسے بُرے عمل سے فوراً توبہ کرو۔

تفریح کا ایک طریقہ سینما اور تصویر وغیرہ قسم کے تماشے دیکھنا ہے۔ یہ بھی علماء محققین اور باعمل متقی علماء کے نزدیک قطعاً حرام ہے، اس لئے کہ سینما وغیرہ تو تمام خبیثات اور بُرے کاموں کی جڑ ہے۔ ہندوستان میں سینما بنی سے ۵۵ فیصدی بُرے نتائج ہی پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمانو! خوب کان کھول کر سن لو کہ سینما حرام ہے اس لئے کہ اس کے دیکھنے سے شہوۃ کے فدایات بھرکتے ہیں۔ سینما حرام ہے اس لئے کہ اس سے عموماً ناجائز عشق کی تعلیم ملتی ہے۔ سینما حرام ہے اس لئے کہ اس غیر عجم عورتوں کی تصویریں نیم غریاں حالت میں اور بوسہ بازی وغیرہ دکھائی جاتی ہے جس سے حیا و شرم اور مرقۃ جاتی رہتی ہے اور یہ سب افعال شیطانی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شیطان کے قدم بقدم نہ چلو وہ تمہارا کھنڈا دشمن ہے۔ سینما اس لئے بھی حرام ہے کہ اُس میں پلچ ہوتا ہے اور ناپح کرنا اور اُس کا دیکھنا سب حرام ہے۔ سینما دیکھنا اس لئے بھی منع ہے کہ اس میں عموماً فاسق فاجر لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اور ان کی صحبت ہوتی ہے جو ممنوع ہے۔ سینما اس لئے بھی منع ہے کہ اس میں تصاویر ہوتی ہیں جو اللہ و رسولؐ کے نزدیک مبنغض ہیں اس لئے ان سے بچنا اور قلب کو ان کی چاہت سے پاک رکھنا ضروری ہے۔ نیز سینما دیکھنا اس لئے بھی حرام ہے کہ اس کے دیکھنے میں اور اس کے متعلق مال خرچ کرنے میں اور اس کو پسند کرنے میں ان چیزوں کی عزت و شہرت بڑھتی ہے حالانکہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ حرام چیزوں کی توہین و تذلیل کی جائے اور ان کو مٹانے کی کوشش کی جائے۔ سینما بنی اس لئے بھی حرام ہے کہ اس صحبت میں

عَلَيْكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ

نفعہ مخلوق خدا کے ساتھ تصاویر کو زیادہ سے زیادہ مشابہہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ تشابہ بخلق اللہ حرام اور مفسوس ہے جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ سخت عذاب کے مستحق وہ لوگ ہیں جو خلق اللہ کی مشابہت کرتے ہیں (یعنی تصویر گری میں) (لئے) پس اس کا دیکھنا، اس کا شوق رکھنا اور اس کے لئے مال خرچ کرنے میں اس صنعت کی امداد و معاونت ہے اور حرام کام کی مدد بھی حرام ہے۔ سینما یعنی اس لئے بھی حرام ہے کہ اس کا بار بار دیکھنا، اس کا رواج دینا، اس میں مال خرچ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت سے دشمنی کرنا ہے کہ آپؐ ایسی چیزوں کو مٹانے کے لئے تشریف لائے تھے جیسا کہ اوپر کی حدیث میں گذرا۔ سینما اس لئے بھی حرام ہے کہ اس میں گانا بھی ہوتا ہے جو حرام ہے (کلام) نیز سینما اس لئے بھی حرام ہے کہ اس میں گانے کے ساتھ باجے وغیرہ بھی ہوتے ہیں، جن کا حرام ہونا اوپر بیان ہو چکا۔ سینما یعنی اس لئے بھی حرام ہے کہ یہ محض لہو ہے اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مسلمان کا ہر کھیل حرام ہے سوائے اپنی بیوی سے دل لگی کرنے اور گھوڑے کو سدھانے اور تیر بازی کرنے کے (در مختار) نیز سینما یعنی اس لئے بھی حرام ہے کہ یہ لہو ہے جس میں مال خرچ کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ نیز اس لئے بھی حرام ہے کہ اس کے دیکھنے سے فاسقوں، فاجروں، کافروں کی مدد ہوتی ہے جو اس کا پیشہ کرتے ہیں اور حرام کاموں، گانے بجانے اور ناچنے وغیرہ کی مدد ہوتی ہے۔ یہ بھی حرام ہے۔

اور عورتوں اور بچوں کو سینما دکھانا سخت و سخت حرام ہے کیونکہ ان کی طبیعت میں دوسرے کے اثر کو قبول کرنے کا مادہ زیادہ ہوتا ہے پس ان محبات کا اثر قبول کریں گے، جس سے ان کا اخلاق اسلامی خراب ہوگا اور

عَلَيْكُمْ قَوْلُهُ تَعَالَى وَلَا تَقْرَأُوا عَلَيْهِ الْأَشْهُمَ وَالْعَدْوَانَ

اس خرابی کی وجہ سے مدۃ العمر بچے جس قدر سینما دیکھیں گے اور اس کو دیکھ کر جو بُرے افعال ظاہر آیا یا باطن کریں گے ان سب کا گناہ ان لوگوں کو ہوگا جنہوں نے ابتداءً ان کو سینما دیکھنا سکھایا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جس نے کسی گمراہی کی دعوت دی اُس پر تمام عمل کرنے والوں کے گناہ ہوں گے (مسلم) پس ہمیں چاہئے کہ میری سفر شریعت کے مطابق کریں اور جائز تفریحات پر اکتفا کرتے ہوئے تمام ناجائز اور حرام تفریحات سے توبہ کریں۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اسلامی طریقے پر زندگی گزارنے کی توفیق دے اور تمام گناہوں اور حرام تفریحوں اور کاموں سے بچائے۔ آمین یا رب العالمین۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۚ تَبَارَكَ اللَّهُ الْعَلِيمُ

خطبہ جمعہ دوم ماہ رجب در آداب معاشرت اسلامیہ ۱۲

بِسلسلۃ تہذیب اسلامی: تہذیب اکل و شرب و نوم و یقظہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَّلَ أَزْوَاقَ الْأَمَانِ ۝

وَفَصَّلَ أَنْفَعَهَا بِحَلَالٍ وَأَضَرَّهَا بِحَرَامٍ ۝

وَهُوَ الْعَلِيمُ بِمَصَالِحِ الْأَحْكَامِ ۝ أَشْهَدُ

خُطَوَاتِ الشَّيْطَانِ ۝ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُبِينٌ ۝ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ ۝

وعظ جمعہ دوم ماہ رجب در آداب معاشرت اسلامی نمبر ۱۲
بسلطہ تہذیب اسلامی: تہذیب اکل و شرب و نوم و لقیظ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا أَمْثَلًا
برادران ملت! تہذیب معاشرت اسلامی کا ایک اہم جز تہذیب اخلاق
ہے اور تہذیب اخلاق کا ایک اہم حصہ تہذیب اکل و شرب و نوم و لقیظ یعنی کھانے
پینے، سونے جاگنے کو تہذیب بنانا بھی ہے۔ آج کے وعظ میں اسلامی تہذیب کے
اس حصہ کے متعلق بعض آداب مختصراً پیش کرتا ہوں۔

چنانچہ عرض ہے کہ کھانے پینے کے آداب میں پہلا آداب یہ ہے کہ مسلمان ضروری
غذا کھائے پئے جو حلال طریقہ سے حاصل کی گئی ہو، کیونکہ حرام غذا قلب میں
سختی اور ظلمت پیدا کرتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو جسم
ولم فدا سے پلا ہو وہ جنت میں داخل نہ ہو گا (جمع الغوامد) یعنی ابتداءً اور ایک
لحوت میں آیا ہے کہ اس کی دعا قبول نہ ہوگی (مسلم) پس اسلامی معاشرت میں
ضروری ہے کہ جب میاں کچھ کھائے پئے یا کوئی شے استعمال کرے تو اول
یہ مزد خود کرے کہ وہ چیز حرام طریقہ سے حاصل ہوئی ہے یا حلال طریقہ سے ہم
اکثر غلامیں پڑھ پڑھ کر دعائیں کرتے ہیں، لیکن ان کی قبولیت کا اثر نہیں
دیکھتے۔ بہت ممکن ہے کہ اس کی ایک زبردست وجہ یہ بھی ہو کہ ہم کھانے کھانے

میں حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے۔ حضرت ابو بکرؓ کو کسی نے لاطھی میں غلط
طریقہ سے حاصل کی ہوئی غذا کھلا دی تھی۔ معلوم ہونے پر دونوں نے انگلی ڈال
کر قے کر دی اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔ (احیاء) دوسرا ادب یہ ہے کہ مسلمان جو
غذا کھائے یا پیئے وہ قانون حکومت الہیہ میں منع نہ ہو، مثلاً مردہ جانور جو اس
قانون میں حرام ہے، شاید اس لئے کہ وہ صحتِ انسانی کے لئے مضر ہے۔ خون پینا
بھی حرام ہے۔ شاید اس لئے کہ اس سے درندگی پیدا ہوتی ہے۔ خنزیر کا گوشت
بھی حرام ہے۔ شاید اس کے کھانے سے بے حیائی بے غیرتی پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ
خنزیر کھانے والی قوموں میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ نیز شاید اس لئے بھی
کہ وہ صحتِ انسانی کے لئے سخت مضر ہے، جیسا کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں نے
اسکے متعلق یہ رائے قائم کی ہے۔ نیز کتا بھی حرام ہے۔ شاید اس لئے کہ اس سے
قلب میں قوم پروری کے جذبات فنا ہو کہ قوم دشمنی، قبولیت غلامی اور اپنے ہم پیش
سے حسد و بغض کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ مختلف حیوانات کے گوشت کھانے
سے انسان کی طبیعت میں حیوانات کے خواص پیدا ہو جانا، اب ایک مسلمہ نظریہ
بن چکا ہے۔ جس کا اس زمانہ میں انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح مردہ جانور یا
وہ چیز جو کسی غیر اللہ کے نام پر ذبح کی جائے یا تیار کی جائے یا کسی غیر کی خوشنودی
کے لئے چڑھائی جائے حرام ہے، مثلاً شیخ سعدی کے نام کا بکرا یا جو جانور کسی
بزرگ کے مزار پر چڑھایا گیا ہو یا جو ناریل وغیرہ کسی مزار پر بطور چڑھاوے کے
چڑھایا گیا ہو یہ سب حرام ہے۔ کسی غیر اللہ پر نامزد کرنے کی صورتیں دو ہیں۔ ایک
یہ کہ نامزد کرنے والے نے زبان یا دل سے یوں کہا ہو کہ یہ بکرا یا یہ کھانا یا مسٹائی تم
بزرگ کی خوشنودی کے لئے فوج کرتا ہو یا دیتا ہو تو اب یہ قطعاً حرام ہے۔ دوسرے
یہ کہ یوں کہا ہو کہ یہ بکرا یا کھانا یا مسٹائی وغیرہ خدا کے نام پر دیتا ہوں اور اس کا

ثواب فلاں بزرگ کو پہنچاؤں گا تو اب یہ کھانا وغیرہ کھاتا دوسروں کو حلال ہے۔ اسی طرح گدے، بچہ اور تمام وہ درندے جن کے کیسے ہوتے ہیں اور تمام وہ پرندے جو بچہ والے ہیں ان سب کا گوشت حرام ہے۔ اسی طرح ہر وہ حلال جانور جس پر ذبح میں قصداً اللہ کا نام نہ لیا جاوے کھانا حرام ہے۔ نباتاتی چیزوں میں ہر نشہ پیدا کرنے والی چیز حرام ہے، جیسے افیون، گانجہ، چرس، شراب، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نشہ کرنے والی چیز حرام ہے (للتہ) ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا کہ ہر وہ شے جس کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے، اس کی قحوری مقدار بھی حرام ہے (ترمذی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے شراب پی اور اُسے نشہ نہ ہوا تو جب تک اس کی حیثیت میں یا رگوں میں رہے گی اُس وقت تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر وہ مرا تو رگوں کا ذر کی موت مرا اور اگر نشہ ہو گیا تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو کا ذر کی موت مرا (نسائی) نیز آپ نے فرمایا کہ شراب سے بچو اس لئے کہ وہ تمام بُرائیوں کی جڑ ہے (نسائی) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لعنت فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے بارہ میں دس شخصوں پر شراب بنانے والے، بنوانے والے، پینے والے، پلانے والے، اٹھانے والے، اٹھوانے والے، بیچنے والے، بکوانے والے، دینے والے اور شراب کی قیمت کھانے والے پر (ترمذی) آدابِ اکل و شرب میں سے یہ دو ادب ایسے اہم ہیں کہ ان کا خیال رکھنا ہر مسلمان کو ہر وقت ضروری ہے۔ ان کے علاوہ دیگر آداب بھی ہیں، جن کا خیال رکھنا مستحب ہے جس طرح عبادات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا باعثِ سعادت ہے، اسی طرح عادات و اخلاق اور کھانے پینے کے طریقوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسند فرمودہ طریقوں اور غذاؤں کا اتباع

کرنا باعثِ برکت اور ثواب ہے۔ چنانچہ آدابِ مسنونہ میں سے ایک یہ ہے کہ کھانا زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھائے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مسلمان ایک آنٹ میں کھاتا ہے اور کافر اور منافق سات آنٹوں میں کھاتا ہے (بخاری) یعنی کافر مسلمان کی بہ نسبت سات حصے زیادہ کھاتا ہے اور مسلمان کافر سے اسی قدر کم کھاتا ہے، کیونکہ کافر کھانے کے لئے جیتا ہے اور مسلمان عبادۃِ خدا اور رضاِ الہی حاصل کرنے کے لئے کھاتا ہے۔ یہ ان مسلمانوں کا ذکر ہے جو واقعی مسلمان ہیں اور نام کے مسلمانوں کا حال تو بہت ہی بدتر ہے۔ نیز حضورؐ نے فرمایا کہ دو کا کھانا تین کو اور تین کا چار کو کافی ہوتا ہے (بخاری) یعنی کافی ہونا چاہئے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ڈکاری تو آپ نے فرمایا کہ اپنی ڈکاری ہم سے روک۔ یقیناً دنیا میں زیادہ پیٹ بھرنے والے قیامت کے دن زیادہ عرصہ تک رہنے والے ہوں گے (ترمذی) دوسرا ادب یہ ہے کہ کھانا دسترخوان پر کھائے، میز وغیرہ پر نہ کھائے۔ حضورؐ نے کبھی ایسی چیزوں پر کھانا نہیں کھایا (بخاری) بلکہ آپؐ دسترخوان پر سنا دل فرمایا کرتے تھے (بخاری) میز وغیرہ پر کھانا کھانا مالدار متکبروں کا طریقہ ہے نیز اس میں مشابہت بالکفار بھی ہے۔ اکثر دعوتوں میں جو میز کرسیوں پر کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے، یہ طریقہ اسلامی تہذیب کے خلاف ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ اس میں غیر ضروری تکلف اور مشابہت بالکفار ہے۔ تیسرا ادب یہ ہے کہ بیٹھ کر کھائے پئے، کھڑے ہو کر نہ کھائے پئے۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔ لوگوں نے حضرت انسؓ (راوی حدیث) سے پوچھا کہ اگر کھانا؟ تو کہا یہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے (مسلم) چوتھا ادب یہ ہے کہ ٹیکہ لگا کر نہ کھائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ٹیکہ لگا کر کھانے کوئے

نہیں دیکھا گیا (ابو داؤد) آپ کبھی ایک پیر کھڑا کر کے اور دوسرا کھچا کر اور کبھی دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے قدموں کے بل بیٹھ کر کھاتے اور فرماتے کہ میں اس طرح کھاتا ہوں جس طرح غلام کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھتا ہے (احیاء) سبحان اللہ قربان جاہلے ایسے رسول کے جو تمام کائنات کے سردار و آقا ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو غلام تصور فرما رہے ہیں۔ اسی لئے آپ نے متکبرین کی کوئی چال وضع و ہیئت اختیار نہیں فرمائی۔ پانچواں ادب یہ ہے کہ ایسے دسترخوان پر کھانا نہ کھائے جس پر شراب پی جاتی ہو (اگرچہ خود نہ پیئے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے شراب کے دسترخوان پر بیٹھنے سے اور پیٹ کے بل لیٹ کر کھانے پینے سے، اور دانے وغیرہ تکیہ لگا کر کھانے کی اجازت دی (جمع الفوائد) چھٹا ادب یہ ہے کہ چھری کانٹے سے نہ کھائے بلکہ ہاتھ سے کھائے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ (پکا ہوا) گوشت چھری سے کاٹ کر مت کھاؤ۔ یہ عجیوں (یعنی کفار) کا طریقہ ہے، دانت سے توڑ کر کھاؤ (ابوداؤد) ساتواں ادب یہ ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئے اور کٹی کرے۔ آٹھواں ادب یہ ہے کہ گرم گرم نہ کھائے، لیکن جن چیزوں سے گرمی ہی پہنچانا مقصود ہو، وہ مستثنیٰ ہیں، جیسے چائے وغیرہ۔ نواں ادب یہ ہے کہ اگر جمع میں ہو تو جو شخص جمع میں سب سے بزرگ ہو پہلے وہ ہاتھ بڑھائے۔ پھر سب شروع کریں۔ حضرت منلیفؓ کہتے ہیں کہ جب ہم کھانے میں حضور کے ساتھ ہوتے تو اپنے ہاتھ کھانے میں نہ رکھتے یہاں تک کہ حضور شروع فرماتے اور اپنا دست مبارک رکھتے (مسلم) دسواں ادب یہ ہے کھانے میں جو چیز پسند آئے کھائے۔ ناپسند ہو تو چھوڑ دے؛ مگر کھانے کو بڑا نہ کہے۔ آنحضرتؐ کی عادت مبارکہ یہی تھی (شیخین) گیارھواں ادب یہ ہے کہ بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرے۔ بارھواں ادب یہ ہے کہ سب

الگ الگ پلیٹوں میں نہ کھائیں بلکہ کئی کئی آدمی ایک ایک برتن میں اکٹھے کھائیں۔ اس میں بڑی برکت ہے اور یہی سنت طریقہ ہے۔ آج کل جو ہمارے یہاں یہ رواج ہے کہ ہر شخص علاحدہ رکابی میں کھاتا ہے۔ یہ اسلامی تہذیب کے خلاف ہے اور دراصل ہندوؤں یا نصاریٰ سے ہم میں آیا ہے کیونکہ یہ قومیں بہت دہم پرست ہیں۔ ان کو کسی کا جھوٹا کھانے سے بیماری کا ڈر رہتا ہے۔ اس بیہودہ خیال کی بنا پر وہ سب الگ کھاتے ہیں۔ اسلام نے ان تمام قوم پرستیوں کو اٹھا دیا ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اہتمام سے اپنے گھروں سے اس بیہودہ طریقہ کو نکالیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام کے ساتھ کھانا کھلانے کے طریقہ کو رائج فرمایا تھا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ آپؐ کے پاس ایک بڑا قصہ تھال یا پیالہ تھا جس میں بہت سے آدمی مل کر کھاتے تھے۔ (جمع الفوائد) نیز حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کھاتے ہیں، مگر پیٹ نہیں بھرتا۔ فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا تم سب اکٹھے ہو کر کھانا کھاؤ اور بسم اللہ پڑھا کرو۔ تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک پسندیدہ کھانا وہ ہے جس میں بہت سے ہاتھ پڑیں (جمع ج ۱) نیز حدیث میں ہے کہ آپؐ نے ایک مجذوم (کوڑھی) کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ پیالہ میں رکھا اور فرمایا کھاؤ خدا پر اعتماد اور اس پر بھروسہ کر کے (ترمذی) ظاہر ہے کہ قصداً کوڑھی کا ہاتھ پکڑ کر ساتھ کھلائے سے یہی مقصود تھا کہ کسی بیماری میں ذاتی طور پر اثر نہیں ہے کہ وہ دوسرے کو لگ جائے جب تک کہ خدا نہ چاہے کسی کو کوئی بیماری نہیں لگ سکتی۔ لہذا اس دہم سے جدا کھانا غلطی ہے۔ ہاں اگر کسی کو واقعی کوڑھ کی بیماری ہو اور خود ضعیف الایمان ہو تو ایسی صورت میں اگر اس کو علیحدہ کھلائے تو کچھ حرج نہیں۔ مجذوم سے علیحدگی اختیار کرنا

بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے، لیکن صرف وہم کی وجہ سے علاحدہ کھانے کا رواج ڈال لینا اور ساتھ کھانے کو مکروہ سمجھنا محض غلط ہے، مگر افسوس آج مسلمان بکثرت اسی وہم میں مبتلا ہیں۔ کوئی کسی کا جھوٹا کھانا نہیں کھاتا۔ پانی نہیں پیتا اور اس طرح اللہ کی یہ بڑی نعمتیں کثیر مقدار میں ضائع کر دی جاتی ہیں۔ مسلمان خدا سے ڈرو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی طریقہ اختیار نہ کرو۔ بہترین طریقہ کھانے کا یہ ہے کہ ایک بڑی سینی یا تھاں میں کھانا نکال کر حسب ضرورت سالن ڈال کر سب ساتھ کھائیں مگر کھانے میں روٹی ہے تو بڑے پیالہ میں سالن نکال کر سب اس میں سے لقمہ لگا لگا کر کھائیں۔ جو سچا مسلمان بننا چاہے اس کو چاہئے کہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا طریقہ اختیار کرے اور یاد رکھو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی طریقہ یا سنت کو بُرا کہنا بُرا سمجھنا گھر ہے۔ پس اے مسلمانو! اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔ تیرھواں ادب یہ ہے: کھانے پینے کی چیزوں میں چھونک نہ مارے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے (طبرانی کبیر) چودھواں ادب یہ ہے کہ پینے کی چیزیں سالن میں پئے اور برتن میں سالن نہ لے۔ حضور نے اس سے منع فرمایا ہے (شیخین) پندرھواں ادب یہ ہے کہ اگر لقمہ گر جائے تو اسے اٹھا کر صاف کر کے کھالیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ اگر صاف دسترخوان پر بھی کچھ گر جائے تو اٹھا کر کھانا معیوب سمجھتے ہیں۔ یہ ہماری بناوٹی تہذیب اسلامی تہذیب میں انتہائی بدتمیزی ہے۔ اس بدتمیزی کا کھاتے وقت ضرور خیال رکھو کیونکہ اس میں سنت کا خلاف ہے اور کھانا بھی ضائع ہوتا ہے۔ سولھواں ادب یہ ہے کہ اگر کھانے وغیرہ میں مکھی گر جائے تو اسے پوری طرح ڈبو کر نکال کر پھینک دے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ اگر تمھارے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو دو کیونکہ اسے

ایک بازو میں مرض اور دوسرے میں شفا ہے (بخاری) سترھواں ادب یہ ہے کہ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے۔ چاٹنے سے پہلے کپڑے سے نہ پونچھے۔ بعض جگہ یہ بدتمیزی بھی دیکھی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے انگلیوں کو چاٹنے اور نکابی کو صاف کرنے کا (مسلم) نیز فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہئے کہ اُسے اٹھا لے اور صاف کر کے کھالے اور شیطان کے لئے اُسے نہ چھوڑے اور کوئی شخص رومال (وغیرہ) سے ہاتھ نہ پونچھے یہاں تک کہ انگلیاں چاٹ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کونسے حصے میں برکت ہے (مسلم) اٹھارواں ادب یہ ہے کہ جب تک سب نہ کھا چکیں کوئی نہ اٹھے۔ حضور نے فرمایا ہے کہ جب دسترخوان لگایا جائے تو جب تک وہ نہ اٹھایا جائے کوئی نہ اٹھے اور کوئی اپنا ہاتھ نہ اٹھائے اگرچہ فایغ ہو چکا ہو یہاں تک کہ قوم فایغ نہ ہو جائے اور چاہئے کہ کھانے والے کو معذور سمجھے۔ پس تحقیق آدمی اپنے ہمنشین سے شرمندہ ہو کر ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور بسا اوقات اُسے کھانے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ اس قدر آداب طعام بیان کر دینا کافی ہے۔

سونے کے آداب یہ ہیں کہ با وضو سوئے۔ حدیث میں اس کی فضیلت آئی ہے اور بسم اللہ کہہ کر دروازہ بند کرے۔ شیطان اسے کھول نہ سکے گا اور برتن ڈھانک دو۔ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں دباؤ نازل ہوتا ہے اور جس کھلے ہوئے برتن سے ہو کر گزرتی ہے اس میں داخل ہو جاتی ہے (یعنی اس میں دباؤ جراثیم کا اثر ہو جاتا ہے اور چراغ اگر دیسی ہو تو بجھا دو تاکہ چوہے وغیرہ کے گرنے سے آگ لگنے کا اندیشہ نہ رہے اور چولہے کی آگ نہ بجھا دو۔ یہ سب مفصل احادیث سے ثابت ہے۔ عشا کی نماز کے بعد جلدی سو جائے تاکہ صبح کو نماز کے لئے اٹھنے میں تکلیف نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد (دنیوی) باتوں کو مکروہ سمجھتے

تھے۔ آج کل جو ہم میں یہ عادت ہو گئی ہے کہ ہم نمازِ عشا کے بعد جمع ہو کر گپ شپ اڑایا کرتے ہیں۔ یہ اسلامی تہذیب کے بالکل خلاف ہے۔ البتہ علمِ دین کی ضروری گفتگو کرنے میں حرج نہیں۔ جب سوئے تو چاروں قُل اور الحمد اور آیتہ الکرسی پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے جہاں تک پہنچے بدن پر پھیر لے۔ جب جاگے تو یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَاَنَا بَعْدَ اَمَاتِنَا وَ اَلِيْهِ النُّشُوْرُ (بخاری)
سورہ حشر کی آخری آیات **هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ الشَّهَادَةُ** سے آخر تک پڑھے (حصن حصین) اور بھی دعائیں آئی ہیں چاہے اُن کو پڑھے پھر اُٹھ کر اول اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ بغیر ہاتھ دھوئے کسی برتن میں نہ ڈالے۔ پھر استنجہ سے فارغ ہو کر وضو کرے اور نمازِ فجر ادا کرے۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو کھانے پینے سو گئے جاگئے اور تمام اعمالِ زندگی میں اسلامی تہذیب اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری گزشتہ غلطیوں اور خطاؤں کو معاف کرے اور آئندہ گناہوں، غلطیوں سے بچنے کی ہمت عطا فرمائے۔ کافروں کی تہذیب سے محفوظ رکھ کر اسلامی تہذیب کا پابند بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

عَبْدُ الْمُؤَدِّ بِاللّٰهِ الْيَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَكَلُوا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطَانِ اِنَّهٗ لَكُمُ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۰۰ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا الْاَيُّمُ

خطبہ جمعہ سوم ماہ رجب در آداب معاشرت اسلامیہ

تہذیب اسلامی تہذیب خواہشاتِ نفس و آدابِ نکاح

وَجَعَلَ التَّزْوِیْجَ وَسِيْلًا
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ
رَسُوْلَهُ ۝ صَلَّى اللّٰهُ
اَجْمَعِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ
اَعْلَمُوْا اَنْ مِنْ اَدَا
عِيْشَةٍ بِالنِّكَاحِ
الرُّهْبَانِيَّةِ ۝

وَاجِبٌ اِذَا خَافَ

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَلَيْهِ اَيُّ وَسِيْلَةِ النِّجَاحِ مِنْ مَعَصِيَةِ

عَلَيْهِ كَمُ الزَّوْنِ فَانْهَ مَعْصِيَتَهُ

فَاَحْشَهِ وَاسْتَعِزَّ بِاللّٰهِ

الشُّبَّابُ + مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ
فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصَرِ وَأَحْسَنُ
لِلْفَرْجِ + وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ
فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ ۝ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ
السَّلَامُ + تَنْكِحُ الْمَرْأَةَ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسْبِهَا
وَلِحِمَالِهَا وَلِدَيْنِهَا فَاطْفُرِ بَذَاتِ الدِّينِ
تَرَبَّتْ يَدَاكَ ۝ وَعَنْ عُمَرَ ۞ أَنَّهُ قَالَ
فِي خُطْبَةٍ لَا تُغَالُوا فِي صَدَقَاتِ النِّسَاءِ
فَإِنَّ ذَلِكَ لَوْ كَانَ مَكْرَمَةً فِي الدُّنْيَا وَ
تَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهِ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الحديث) اَعُوذُ بِاللَّهِ ۝

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى
وَثَلَاثَ وَرُبَاعَ ۝ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا ۝

وعظ جمع سوم ماہ رجب در بیان آداب معاشرت اسلامیہ ۱۲

تہذیب اسلامی سلسلہ
تہذیب خواہشات نفس و آداب نکاح

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى الْعَالَمِينَ اصْطَفَى ۝ اَمَّا بَعْدُ
بہر بیان حق! اسلامی تہذیب اور آداب معاشرت کا ایک اہم جز تہذیب خواہشات
نفس اور آداب نکاح بھی ہے، لہذا ان کا جاننا بہت ضروری ہے۔ بزرگو! شریعت
اسلامیہ نے تہذیب قوت شہوانیہ میں ایسا اعتدال مد نظر رکھا ہے کہ جس میں
نہ افراط ہے نہ تفریط۔ نہ جانوروں کی طرح آزاد غیوہ رانی کی اجازت دی گئی
ہے اور نہ ہمارے فطری جذبات شہوانیہ کو بالکل مٹا دینے کا حکم دیا ہے،
بلکہ مناسب شرائط و قیود کے ساتھ تقاضائے شہوہ پورا کرنے کی اجازت
دی گئی ہے۔ ایک طرف زنا و سفاح حرام قرار دیا گیا ہے۔ دوسری طرف لا
سُرْهَانِیۃ فی الاسلام کا اعلان فرما کر ایک سے چار بیویاں تک کرنے کی اجازت
بھی دی گئی ہے۔ لہذا ہمیں ضروری ہے کہ ہم غلط طریقہ پر اپنی اس قوت کو برپا نہ
کریں اور نکاح کا مناسب و مفید طریقہ چھوڑ کر ہرگز زنا کاری میں مبتلا نہ ہوں۔
یاد رکھئے کہ زنا حرام اور سخت گناہ کبیرہ ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ زنا
کے قریب (بھی) مت جاؤ، وہ بے حیائی کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے۔
اسنا برا کہ اکثر کبیرہ گناہوں کی سزا تو آخرت میں دی جائے گی، مگر چند گناہوں میں

اس کی سزا بھی دنیا ہی میں دی جانی مقرر ہے اور سزا بھی کتنی سخت کہ اگر ایک دفعہ کسی کو دے دی جائے تو عمر بھر زنا کا نام بھی نہ لے۔ چنانچہ قرآن کریم میں غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا ستوا کوڑے مارنا مقرر ہے اور شادی شدہ زانی و زانیہ کی سزا شریعت میں یہ ہے کہ مسلمانوں کے بھرے مجمع میں پتھروں سے اس قدر مارا جائے کہ اُن کی زندگی ہی ختم ہو جائے (اشہم سب کو اس گناہ سے بچائے) اور جس طرح زنا حرام ہے اسی طرح لواطت بھی حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملعون ہے وہ شخص جو قومِ لوط کی سی فعلی کرے (جمع الفوائد) اور فرمایا کہ جسے قومِ لوط کا سا عمل کرتے دیکھو تو فاعل و مفعول کو قتل کر دو۔ (ترمذی) اسی طرح استمنا بالید یعنی جلق لگانا بھی حرام ہے۔ نیز اپنی منکوحہ عورہ سے فطری طریقہ کے خلاف صحبت کرنا بھی حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ (رحمت کی) نظر نہ فرمائے گا، اُس شخص کی طرف جس نے کسی مرد یا عورہ کے ساتھ بیچھے کی راہ سے صحبت کی۔ (جمع الفوائد) اسی طرح عورتوں کی تصویر کے ذریعہ اُن کا تصور (خیال) قائم کر کے جماع کی لذت حاصل کرنا یا بلا تصویر کسی عورہ کا صرف تصور قائم کر کے لذت حاصل کرنا بھی سخت گناہ اور حرام ہے، کیونکہ بتصریح حدیث یہ قلب کا زنا ہے۔ نیز یہ عادیہ مفضی الی الزنا ہے اور زنا انسانی زندگی کی تباہی کا زبردست پیش خیمہ ہے۔ ہزار ہا فسادات، نا اتفاقیوں اور جان و مال کی بربادی کا باعث ہے۔ اس کے برخلاف نکاح جذباتِ شہوت کو سرد کرنے کا بہترین طریقہ، ہزار ہا تعلقات وابستہ ہونے کا وسیلہ اور بقاءِ نسلِ انسانی کا عمدہ ذریعہ ہے۔ اسی لئے احادیث میں نکاح کی ترغیب دی گئی ہے۔ ارشاد ہے کہ "اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت رکھے اُسے چاہئے کہ وہ نکاح کرے، کیونکہ وہ

نگاہِ نجی رہنے، شرمگاہ کی حفاظت کرنے میں بہت مفید ہے اور جو طاقت نہ رکھے وہ روزہ رکھے، کیونکہ روزہ شہوت کے لئے توڑ ہے" (متفق علیہ) نیز آپ نے فرمایا کہ "محبت کرنے والی اور بچے جننے والیوں سے نکاح کرو، کیونکہ میں دوسری امتوں کے مقابلے میں تمہاری زیادتی پر فخر کروں گا۔ (ابوداؤد) نیز نکاح کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا" معلوم ہوا کہ نکاح بڑی بابرکت چیز ہے جس سے انسان کی دنیا اور دین دونوں درست ہوتے ہیں، لیکن نکاح کے کچھ قواعد و آداب ہیں جن کا خیال رکھنا ہر مسلمان کو ضروری ہے۔ چنانچہ سُنئے کہ محرمات سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ محرمات یعنی وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے، یہ ہیں :- اپنے والد کی منکوحہ، اپنی والدہ، دادی، نانی وغیرہ اُوپر تک۔ اپنی بیٹی، پوتی، نواسی نیچے تک۔ اپنی بہن حقیقی یا باپ شریک یا ماں شریک، اپنی پھوپھی، خالہ، بھتیجی۔ اس میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد در اولاد سب داخل ہیں۔ اپنی بھانجی، اس میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد در اولاد سب داخل ہیں۔ یہ سب حرام ہیں اور جس طرح یہ سب عورتیں نسب کے رشتہ سے حرام ہیں، اسی طرح یہ سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ نیز اپنی خوشدامن (ماس) اور اپنی زوجہ کی بیٹی جس زوجہ سے تم نے صحبت کر لی ہے اور اپنے بیٹوں، پوتوں، نواسوں کی عورتیں، ان سب سے بھی نکاح حرام ہے اور اپنی سالی سے جب تک کہ اُس کی بہن تمہارے نکاح میں ہے اور اپنی زوجہ کی پھوپھی، خالہ، بھتیجی اور بھانجی بھی حرام ہیں جب تک کہ وہ زوجہ تمہارے نکاح میں ہے اور دوسرے کی منکوحہ جب تک کہ وہ کسی کے نکاح میں ہے۔ ان سب سے نکاح کرنا حرام ہے اور

علم و حاد بمعنی الاختصاص والمراد کما مر النہو ۱۱ ا ان یكون ففراء یغنام اللہ من فضلہ ۱۲

بغیر نکاح صحبت کرنا تو سخت در سخت گناہ اور حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت سے زنا کرے اسے قتل کر دو۔ (ترمذی از مجمع الفوائد ص ۳۳) آج کل سنا گیا ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کا گناہ پھیلتا جا رہا ہے۔ جس شہر یا بستی میں ایسا کوئی واقعہ پیش آئے وہاں کے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریقہ پر ایسے خبیث النفس لوگوں کو ایسی حرکتیں سے سختی کے ساتھ روکیں ورنہ سب مسلمان سخت گناہ گار اور اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کے مستحق ہوں گے۔

نکاح سے قبل منگنی کی جاتی ہے۔ اس میں دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ لڑکی اور لڑکے میں سب سے پہلے دینداری کی تحقیق کی جاوے۔ اس لئے کہ اگر لڑکا دیندار نہ ہوگا تو بیوی کے حقوق بھرگزادانہ کر سکے گا، جس سے آپ کی پیاری بیٹی کی زندگی برباد ہو جائے گی۔ آج کل عموماً یہی ہو رہا ہے کہ لڑکے کی صرف مالی حیثیت اور خاندان دیکھتے ہیں، مگر دینداری کا ذرا خیال نہیں کرتے اسی وجہ سے طلاق، طلع اور معلق ٹکائینے کے واقعات بکثرت پیش آرہے ہیں۔ کتنی بیٹیاں ہیں جو اپنے شوہروں کے ظلموں سے زندہ بدگوار ہو رہی ہیں۔ نہ مر سکتی ہیں اور نہ زندوں میں ان کا شمار ہے اور اگر بیوی دیندار نہ ہوگی تو وہ بھی اپنے شوہر کے حقوق ادا نہیں کر سکتی، جس سے آپ کا گھر آباد ہونے کی جگہ برباد ہو جائے گا۔ یہ واقعات بھی بکثرت پیش آ رہے ہیں۔ ذرا اپنے اپنے گھروں کی حالت پر غور فرمائیے کہ آپ کی بیویوں کی جہالت اور بے دینی، بے تمیزی کی وجہ سے آپ کو کس قدر تکلیف اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "عورت سے اس کے مال، خوبصورتی، شرافت خاندانی اور دینداری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ پس (اے ابوہریرہ) تم دیندار عورت سے

کا میابی حاصل کرو" (متفق علیہ) افسوس کہ ہم دین سے اتنے دور ہو گئے ہیں کہ اچھے اچھے نمازیوں کو بھی منگنی کرتے وقت لڑکے کی دینداری کے متعلق تحقیق کرنے کا خیال تک نہیں آتا۔ منگنی کے وقت دوسری بات قابل لحاظ نہ ہے کہ لڑکی کا رشتہ کرتے وقت لڑکے میں کفو کا خیال بھی کیا جائے۔ عورت کی جانب سے کفو کا اعتبار نہیں۔ کفو کا لحاظ عرب کے سوا باقی تمام دنیا کے عجمی مسلمانوں کے لئے صرف چند امور میں شرعاً معتبر ہے۔ حریت میں، قدیم و اسلام ہونے میں، پیشہ میں، مالی حیثیت میں، دینداری میں، لیکن نسب میں کفایت کا لحاظ عجمیوں کے لئے معتبر نہیں، کیونکہ انھوں نے اپنے انساب کو ضائع کر دیا ہے البتہ عربوں اور ان عجمی مسلمانوں کے لئے جن کا نسب کسی عرب قبیلہ سے ملتا ہے۔ نسب میں کفایت معتبر ہے۔ (ازد الشارح ص ۲۱۱) منگنی کے بعد تاریخ مقرر کرتے وقت یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ شریعت میں نکاح کے لئے کوئی ماہ یا تاریخ یا دن نہ مقرر ہے نہ منہوس ہے۔ اکثر ہاہل لوگ غفلت، ذیقعدہ، صفر اور جمادی الاول و آخر کو نکاح کے لئے منہوس سمجھتے ہیں۔ یہ قطعاً غلط اور باطل ہے۔ بعض لوگ میت کے گھر یا خاندان میں سال بھر تک کوئی تقریب خلوی وغیرہ کرنا معیوب سمجھتے ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ میت کی بیوہ کو عداۃ تک، دیگر اقربا کو کھرب تین دن تک سوگ کرنا جائز ہے۔ اس سے نیاں سوگ منانا جائز نہیں۔ بعض ممالک میں اس بیہودہ رسم کی وجہ سے بڑے بڑے گناہ اور نقصانات ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ لہذا اس غلط رواج کو مٹانا بھی بہت ضروری ہے۔ اس کے بعد مہر اور جہیز کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ بعض شہروں میں یہ رواج ہے کہ دولہا والے لڑکی والوں سے زیادہ سے زیادہ جہیز متعین کراتے ہیں کہ کیا کیا دو گے۔ یہ طریقہ مردوں کے لئے بڑا شرمناک ہے۔ جہیز کی ذرا آتش کرنا اس بات کی کھلی دلیل ہے

کہ یہ نکاح عورۃ کی دینداری کی وجہ سے نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ مال کی وجہ سے کیا جا رہا ہے، حالانکہ حضورؐ نے دین کی وجہ سے نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔ نیز اخلاقاً بھی ایسی فرمائشات کرنا انتہائی بے غیرتی کی بات ہے، کیونکہ انسان مرد اسی لئے بنایا گیا ہے تاکہ وہ اپنی قوتِ بازو سے کما کر کمزور عورۃ کی پرورش کرے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں بیوی کا خرچہ شوہر کے ذمہ قرار دیا گیا ہے۔ مرد کو قوتِ اس لئے نہیں دی گئی ہے کہ وہ کمزور عورۃ پر اپنا بار ڈالے اور جو روکے ٹکڑوں کا اُمیدوار رہے۔ مرد حاکم ہے اور عورۃ محکوم، لیکن جس مرد کا گذارہ عورت کے مال پر ہوگا، اُسے اپنی جو روک کا غلام بننا پڑے گا، کیونکہ شریف انسان احسان کا غلام ہوتا ہے اور زن مُرید انسان دین و دنیا میں کوئی ترقی نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ اس میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ غریب لڑکیوں کا کوئی پُرساں حال نہیں ہوتا اور بعض کجخوس بخیل مالداروں کی لڑکیاں باپ کے بخل کا شکار ہو کر جذباتِ جوانی کو پامال کرتے کرتے بیمار ہو جاتی ہیں اور یا اپنی ناجائز حرکتوں کے ذریعہ اپنے خاندان کی آبرو برباد کر دیتے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ آج کل بکثرت ناجائز حمل گرانے کے واقعات پیش آنے کا ایک بڑا سبب یہ غلط اور شرمناک رواج بھی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو توڑنے اور مٹانے کی کوشش کریں۔ اسی طرح لڑکی دلوں کی جانب سے مہر کے زیادہ مقرر کئے جانے پر اصرار کرنا بھی سخت غلط ہے۔ زیادتی مہر عورۃ کی بات سمجھی جاتی ہے، حالانکہ حضرت عمرؓ نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ عورتوں کے مہروں میں زیادتی نہ کرو۔ اگر مہر کی زیادتی کوئی عورۃ کی یا عند اللہ تقویٰ کی بہت ہوتی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق تھے لیکن آپؐ نے بارہ اوقیہ ذہب سے زیادہ کسی کا مہر مقرر نہیں فرمایا (مسند) حضورؐ کی تختِ جگر حضرت فاطمہ زہراؓ کا مہر تو کل ایک سو چار تولہ ۲ ماشہ چاندی تھی (علم الفقہ)

کیا ہماری بیٹیاں حضورؐ کی صاحبزادی سے بھی زیادہ باعزتہ ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ مگر شریعت نے مہر کی تحدید نہیں کی، تاہم ہمیں خود غور کرنا چاہئے کہ دولہا کی کیا حیثیت ہے۔ وہ کس قدر ادا کر سکتا ہے۔ اس کی حیثیت سے زیادہ مہر کا اصرار نہیں کرنا چاہئے۔ یاد رکھو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص تھوڑے یا زیادہ مہر پر کسی عورۃ سے نکاح کرے اور اُس کے جی میں مہر ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو وہ زانی شمار ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا۔ (ایضاً) یہ کتنی سخت وعید ہے جس کو مہر مقرر کرتے وقت ہرگز نہ بھولنا چاہئے۔

تاریخ نکاح کی اطلاع کے لئے معمولی اور سادہ خطوط طبع کرانے میں مضائقہ نہیں، لیکن ان خطوط کی چھپائی میں تکلف کرنا، قیمتی کارڈ طبع کرانا، پھر لغافوں میں رکھ کر بھیجنا محض اسراف ہے بلکہ ان فضول خرچیوں سے روپیہ بچا کر غریبوں میں تقسیم کر دو تو سینکڑوں ٹوٹے ہوئے دل آپ کی سلامتی اور ترقی کی دعائیں دیں گے، جس سے آپ دین و دنیا میں پھولے پھلیں گے۔ تنگدستی کی حالت میں نکاح سے قبل دولہا کے یہاں ضیافت ہونا یا بعدِ نکاح بلا ضرورت دُھن کے گھر کی ضیافت بالکل غیر ضروری اور اکثر حالات میں ناجائز ہے۔ دولہا کے گھر نکاح سے قبل ضیافت ہونا اور زفاف کے بعد ولیمہ کرنا انتہائی جہالت و حماقت ہے، کیونکہ قبل کی ضیافت کوئی شرعی چیز نہیں اور ولیمہ شرعی اور مسنون چیز ہے۔ اب میں نکاح کی حقیقت عرض کرتا ہوں۔ مسننہ نکاح نام ہے صرف ایجاب و قبول کا، یعنی دو گواہوں کے سامنے عورۃ یا اُس کا وکیل یا ولی یا عاتقہ وکیل مرد سے کہے کہ میں نے اپنا یا فلاں مسامۃ کا نکاح اس قدر مہر کے عوض تمہارے ساتھ کر دیا اور مرد کہے کہ میں نے قبول کیا تو بس نکاح ہو گیا۔ البتہ اعلان کے ساتھ نکاح ہونا مسنون ہے۔ نکاح کا خطبہ فرض نہیں بلکہ سُنت ہے۔ اس لئے خطبہ پڑھا جانا چاہئے۔

خطبہ کے علاوہ اور جو کلمے وغیرہ اور بعض دعائیں ضروری سمجھی جاتی ہیں، اگر ضروری سمجھا غلط ہے، کیونکہ وہ کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہیں۔ جو لباس علم حالات علم ضمیمہ۔ خطبہ کے بعد دولہا کو بلا ضرورت کلمے اور استغفار پڑھوانا کوئی ضروری چیز نہیں ہے۔ اس کا ضروری سمجھا بدعت ہے۔ ہاں ضرورت کے وقت پڑھالینے میں مضائقہ نہیں۔ اسی طرح دولہا سے عربی میں نکاح کا قبول کرنا بھی بے اصل بات ہے، بلکہ بادی زبان میں جس کو وہ سمجھتا ہو قبول کرنا ضروری ہے، گواہوں اور دولہا کو لڑکی کا نام مع ولایت، تعداد مہر سنا ضروری ہے۔ اس میں کوئی بات قابل شرم نہیں لیکن سائے مجمع کو ایجاب و قبول کی آواز سنانا غیر ضروری ہے۔ اسی طرح خطبہ نکاح سب کو سنانے کی کوشش کرنا اور اس کے لئے لاؤ سپیکر لگوانا، گلا بھار بھار کر خطبہ پڑھنا یا دولہن اور مستورات کے مجمع کو خطبہ کی اطلاع پہنچانا غیر ضروری باتیں ہیں دینی ضرورت سمجھ کر یا اظہارِ فروشان کے لئے آلہ مکبر الصوت لگوانا، اس میں روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے۔ ایجاب قبول کے بعد دعائے ماثورہ کے صیغہ شداً بَارَكَ اللهُ لَكَ وَبَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ پڑھنا چاہئے اور راجی دعا اللَّهُمَّ اَلْفَ بَیْنَهُمَا کَمَا اَلَفْتَ بَیْنَ اٰدَمَ وَ حَوَّاءَ عَلَیْهِمَا السَّلَامَ الخ محض راجی ہے۔ کتب حدیث وفقہ میں اس کا غالباً کہیں وجود نہیں اور اگر بالفرض ہو تب بھی اس کو ضروری سمجھنا محض بدعت ہے۔ اسی طرح رسمی الفاتحہ بدعت ہے۔ اعلان نکاح کے لئے دف بجانا گوچند شرائط کے ساتھ جائز ہے، مگر ضروری نہیں ہے اور مینڈ بابہ و دیگر باجوں کو دف کے قائم مقام سمجھ کر سنت قرار دینا انتہائی جہالت و حماقت اور علوم شرعیہ سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ دف کے علاوہ باقی تمام قسم کے باجے شریعت میں حرام ہیں ۱۲

میں حرام ہیں، وہ شادی کے وقت بھی حرام ہیں، مسلماً خالص مسک یا ریشم کا لباس زوری کی ایسی پگڑی جس میں کپڑا بالکل نظر نہ آئے، سہرا باندھنا، ہار بھول پہننا ہار و بند اور شیخ ضامن کے نام کا روپیہ باندھنا یہ سب ناجائز کام ہیں اور جو روپیہ ان میں خرچ کیا جاتا ہے وہ اسراف میں داخل ہے۔ نکاح کے بعد اعلان کر کے نوشاہ کو تحفے دینا اظہارِ احسان اور فروشن جتانے ہوئے ناجائز ہے۔ تحفے میں ایسی چیز دینا جن کا استعمال حرام ہو مگر اور اضاعت مل ہے جہیز کا برادری میں دکھلا کر دینا بھی بُری رسم ہے۔ لڑکیوں کو مایون دیا جائے بٹھانا، آرسی مصحف کی رسم کرنا، جلوہ کرنا، چار جھنگی یا چوتھی پہوٹے کی رسوم کرنا یہ سب ناجائز ہیں۔ اسی طرح تمام وہ رسوم جن میں کوئی شرعی خرابی لازم آتی ہو سب ناجائز ہیں۔ ان سب کو ترک کرنا چاہئے اور نہایت سادگی سے عقد نکاح کی سنت ادا کرنی چاہئے۔ نکاح کے پورے مسائل کے لئے کسی اور کی معتمد کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے اور نکاح کے بعد ان حقوق کو جاننا بھی ضروری ہے جو نکاح کے بعد مسلمان پر عائد ہوتے ہیں۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو کافرانہ رسوم و رواج سے پہلے اور طریقہ سنت پر چلنے کی توفیق دے۔ ہماری گزشتہ غلطیوں، گناہوں کو معاف فرما کر آئندہ اسلامی طریقہ معاشرہ کے مطابق زندگی گزارنے کی ہمت و جرأت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ تید المرسلین صلی اللہ علیہ و علی آلہ واصحابہ اجمعین

عَمَّا حُوذِيَ بِاللَّهِ الْخ فَاَنْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ
مَثْنٰی وَ ثَلٰثَ وَ سُبَاغَ ۙ بَارَكَ اللهُ لَنَا وَ لَكُمْ الْخ

الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُونَ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ
أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ ۖ بَارَكَ اللَّهُ

وعظ جمع چہارم ماہ رجب در آداب معاشرت اسلامیہ ۱۴

بلسلہ تہذیب بیان تہذیب کلام و ذم کذب وغیرہ
اسلامی

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ - آمَنَّا بَعْدَ
برادران ملت! آداب معاشرت اسلامیہ میں سے ایک ضروری ادب حسن
اخلاق ہے۔ جب تک کسی قوم کی اکثریت کے اخلاق عمدہ نہ ہوں گے۔ اُن میں اتفاق و اتحاد
پیدا نہ ہو سکے گا اور ہو گا بھی تو دہریا ہو گا۔ بد اخلاقی بکثرت پھیل جانا ہی جڑ
ہے نا اتفاقی کی۔ اتفاق پر وعظ اور یکپوچہ پن سے اتحاد پیدا نہیں ہوتا بلکہ
اتفاق و اتحاد ایک قدرتی نتیجہ یا ثمرہ ہے حسن اخلاق کا۔ جب کسی قوم کے
افراد میں عمدہ اخلاق رواج پا جائیں گے تو یقیناً وہ خود بخود متفق و متحد ہو جائیں
گے اور یہ اتحاد بھی پائیدار ہو گا جو اس قوم کے عروج و ترقی کا سبب بن جائیگا۔
پس نا اتفاقی کا ذکر ارونے سے پہلے ہمیں اپنے اور اپنے متعلقین کے اخلاق
درست کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی لئے اب میں قسط وار تہذیب اخلاق کے
سلسلہ میں شرعی نقطہ نظر سے اولاً برے اخلاق و عادات کو بیان کروں گا۔ پھر
عمدہ اخلاق کی تفصیل کروں گا تاکہ میں اور آپ برے اخلاق سے بچنے پکڑنے اور عمدہ
اخلاق اختیار کرنے اور کرانے میں مدد ہو کر اپنے آپ کو مہذب بنا سکیں اور پھر
پوری قوم مسلم مہذب ہو کر متحد ہو جائے جس سے مسلمانوں کے روشن مستقبل اور عروج

و ترقی کے خواب کی تعبیر ظاہر ہو سکے، ورنہ اس طریقہ کار کو اختیار کئے بغیر
ترقی کے خواب دیکھنا باز بچہ اطفال سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اب سنئے
کہ تہذیب اخلاق کے سلسلہ میں سب سے بڑی کڑی تہذیب لسان و زبان یا تہذیب
کلام ہے۔ بد تہذیبی کی گفتگو ہی تمام فسادات اور نا اتفاقیوں کی جڑ ہے۔ اگر
ایک گھر کا ہر شخص اپنی زبان کو مہذب بنالے تو پورے گھر میں اتحاد پیدا
ہو جائے گا۔ پھر اگر ایک محلہ کے تمام گھر والے ایسا کر لیں تو پورے محلہ میں ادب
محذوہ والے ایسا کر لیں تو پورے شہر میں اتفاق پیدا ہو جانا یقینی ہے۔ زبان یا کلام
کو مہذب بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس قسم کی گفتگو اور کلام سے شریعت للہیہ
میں منع کیا گیا ہے، اُن سے اپنی زبان کو ہر ہر شخص محفوظ رکھنے کی کوشش کرے
غلط گفتگو کرنے سے چونکہ ہم عادی ہو گئے ہیں، اس لئے اولاً کچھ دشواری
پیش آئے گی، لیکن میں اکابر کے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ اگر ہم صرف چالیس روز
اپنی زبان کو غلط گفتگو کرنے سے بچانے کی کوشش اور مشق کر لیں گے تو پھر یہ کام بالکل
آسان ہو جائیگا اور پھر ہماری گفتگو مہذب ہو جائے گی۔ اب سنئے کہنا جائز کلام کی
ایک قسم لعن طعن گالی گلوچ والی گفتگو ہے۔ ایسی گفتگو کا نتیجہ اکثر بُرا ہی ہوتا ہے، مگر
سننے والے کی طبیعت میں ضد پیدا ہو جاتی ہے۔ نرم کلام سے ممکن تھا کہ وہ آپ کی بات
مان لے، تا، لیکن اس سخت گفتگو سے اور زیادہ انکار پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ غیر مہذب
لوگوں میں تو یہ مرض بکثرت پایا ہی جاتا ہے جس سے ہزار ہا جھگڑے آئے دن پیدا ہوتے
رہتے ہیں، لیکن مہذب اور تعلیم یافتہ لوگوں میں بھی یہ بُری خصلت موجود
ہے۔ عام حالات میں اگرچہ وہ گالیاں نہیں بکتے، مگر غصہ کی حالت میں ان کی زبان
بھی نہیں رکتی۔ اسلامی تہذیب یہ ہے کہ مسلمان تمام حالات میں کسی درجہ
آدمی سے بھی ایسی بد تہذیبی کے ساتھ گفتگو نہ کرے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت طعن و تشنیع کرنے والا اور بہت لعنت کرنے والا اور بہت فحش بکنے والا اور بہت بیہودہ گفتگو کرنے والا مومن نہیں ہے۔ (احیاء) نیز آپ نے فرمایا کہ ہر فحش بکنے والے پر جنت میں داخل ہونا حرام ہے (یعنی ابتداء) (احیاء) نیز آپ نے فرمایا کہ مومن کو گالیاں دینا فسق اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (یعنی علی) (شیخین) کسی سبب سے یا بلا سبب کسی کو گالیاں دینا دونوں صورتوں میں یہ فعل گناہ کبیرہ ہے، جس سے فوراً قویہ کرنی چاہئے۔ ناجائز کلام کی ایک قسم جھوٹ بولنا ہے۔ یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ آج کل کی مردہ تہذیب قویہ ہے کہ عام حالات میں سچ سے کام لیا جائے اور ضرورت یا نفع کے وقت جس قدر بھی بول دیا جائے تو مضائقہ نہیں، مگر مسلمانوں کی تہذیب اسلامی میں جھوٹ بولنا حرام ہے۔ قرآن کریم نے جھوٹ بولنے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور اس بد خصلت سے دنیا کا بھی نقصان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جھوٹ و زرق کو کم کر دیتا ہے (احیاء) یعنی اس سے نقصان کی صورتیں پیش آتی رہتی ہیں، جس کی وجہ سے جھوٹ سے کمایا ہوا سب مال برباد ہو جاتا ہے۔ اس جھوٹ کی وجہ سے بھی ہم میں ہزاروں نا اتفاقیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ پس عروج ملت کی صورت یہی ہے کہ نا اتفاقی کی ان جڑوں کو بالکل کاٹ دیا جائے۔ ناجائز کلام کی ایک قسم چغلی کرنا ہے۔ یہ بد تہذیبی انسانوں کی اجتماعی زندگی کے لئے زہر قاتل ہے۔ اُس قوم میں ہرگز ہرگز اتفاق نہیں رہ سکتا، جس قوم کے اکثر افراد میں چغل خوری کی عادت موجود ہو۔ قوم مسلم میں عموماً یہ ہلک مرض موجود ہے۔ اسی لئے اُس کا شیرازہ ملت اس قدر بکھرا ہوا ہے کہ کسی طرح بھی اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا۔ تہذیب اسلامی میں چغل خوری گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ اس پر بھی سخت وعید آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (احیاء) یعنی ابتداء۔ نیز

آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے دنیا میں دو منہ ہوں (کہ ایک سے ایک طرح بات کرے دوسرے سے اور طرح) تو اس کی قیامت میں آگ کی دوزبانیں ہوں گی۔ (احیاء) ناجائز کلام کی ایک اور قسم غیبت ہے۔ یہ گفتگو تمام فسادات کی بنیاد ہے، اور اس میں ہر چھوٹا بڑا تعلیم یافتہ اور جاہل مبتلا ہے۔ اسلامی معاشرہ کی تہذیب میں یہ بھی زبردست جرم اور گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق حکم دیا ہے کہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی (کی نعش) کا گوشت کھائے؟ یعنی غیبت کرنا ایسا ہے جیسا کہ مُردہ کی لاش کا گوشت کھانا خصوصاً بھائی کی نعش کا۔ ظاہر ہے کہ انسان کو مُردہ کی، پھر وہ بھی بھائی کی نعش کا گوشت کھانا نہایت ناپسند ہے۔ پس اس طرح غیبت کو ناپسند کرنا چاہئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ معراج میں میں ایک ایسی قوم کے پاس سے ہو کر گذرا جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ جن سے وہ اپنے چہروں کو کھرچ رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبرئیل! یہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبروریزی (غیبت) کرتے تھے (ابوداؤد) نیز حضور نے فرمایا کہ "کیا تم جلنے ہو غیبت کیا ہے؟" صحابہ نے عرض کیا "اللہ اور اس کے رسول! یہی زیادہ جانتے ہیں؟" آپ نے فرمایا: "اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرنا کہ اُسے بُرا لگے؟" (یہی غیبت ہے) کسی شخص نے عرض کیا کہ "اگر میرے بھائی میں وہ بات ہے (جس کو میں بیان کروں) تب کیا ارشاد ہے؟" فرمایا: "اگر اُس میں وہ بات ہے (اور تم ذکر کرو) تو یہی غیبت ہے اور اگر اس میں وہ بات نہیں ہے (جو تم نے کہی تو) یہ تو بہتان ہوا" (ترمذی) غرضیکہ غیبت کرنا اکثر حالات میں حرام ہے۔ البتہ نو صورتوں

عَلَيْهِ وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُمُ الْآخَرَ ۚ

میں جائز ہے (۱) مظلوم کو ظالم کی غیبت کرنا ظلم دفع کرنے کی نیت سے (احیاء)
 (۲) کسی کے گناہ کا ذکر ایسے شخص سے کر دینا جو گنہگار کی اصلاح کر سکے اور اس
 گناہ کو مٹا سکے سمجھا کر یا تنبیہ سے (احیاء) (۳) ایسے شخص کی غیبت کرنا بھی جائز
 ہے جس کا ظاہر اچھا ہو مگر اس سے کسی فتنہ کے کھڑا کر دینے کا قوی احتمال ہو،
 جیسے ایک شخص پیر بنا ہوا ہے یا عالم نما ہے یا حکیم بنا ہے، مگر درحقیقت وہ
 چور ڈکون ہے یا نیم ملّا یا نیم حکیم ہے، جس سے لوگ دھوکا کھا رہے ہوں (درمختار)
 (۴) مسئلہ دریافت کرنے کے لئے غیبت جائز ہے (احیاء) (۵) کوئی کسی کے متعلق
 مشورہ چاہتا ہو کہ مثلاً میں اس کو شریک تجارت کرنا چاہتا ہوں تو مشورہ دینے والے کو
 اگر ضرورت پڑے تو غیبت جائز ہے (احیاء) (۶) اگر کسی کی غیبت سے مقصود اظہار
 غصہ وغیرہ نہ ہو بلکہ کسی دوسرے مسلمان کی خیر خواہی یا دفع ضرر مقصود ہو تو اب بھی
 جائز ہے (احیاء) (۷) اگر کسی کا لقب اس کے کسی عیب پر دلالت کرتا ہو اور وہ
 اسی لقب سے مشہور ہو تو اب اس کو اس لقب سے پکارنا یا ذکر کرنا جائز ہے۔
 (۸) غاسق معلن یعنی وہ شخص جو کھلم کھلا کسی گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو شراب پیتا ہو یا
 زنا کرتا ہو تو اس کی غیبت کرنا بھی جائز ہے یعنی جن عیبوں گناہوں کو وہ بڑا ظاہر
 کرتا ہو اگر اس کے پیچھے ان عیوب کا کوئی ذکر کرے تو گنہ گار نہ ہوگا (احیاء) (۹) اگر
 کوئی شخص بدعتی یا بد عقیدہ ہو مثلاً قادیانی، نیچری، رافضی وغیرہ تو اس کے پیچھے
 اس کے ایسے عقائد کا ذکر کرنا گناہ نہیں (درمختار) نیز اگر کسی شخص کی غیبت کرے اور
 نام نہ لے اس طرح کہ سننے والے اسے پہچان نہ سکیں یا بغیر معین کے کسی شہر والوں یا کسی
 جماعت کی غیبت کرے تو یہ جائز ہے۔ غیبت میں شمار نہیں (درمختار) مثلاً کہ
 فلاں شہر والے بیوقوف ہوتے ہیں۔ اگر غلطی سے کبھی کسی کی غیبت ہو جائے تو اس
 کے گناہ کے معاف ہونے کی صورت یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہو اس سے اپنا

قصور معاف کر لے اور ایک ضعیف حدیث میں ہے کہ اس کے لئے استغفار کرے
 اور حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ غیبت کے عوض اس کی تعریف اور اس کے لئے
 دعا کرے۔ ناجائز کلام کی ایک اور قسم جھوٹی گواہی دینا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! جھوٹی گواہی (قرآن میں) شریکِ پادشہ کے برابر
 میں بیان کی گئی ہے۔ پھر آپ نے (یہ آیت) پڑھی۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ
 الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ (الآیۃ) (البوداد) یہ بھی گناہ کبیرہ ہے جس
 سے بچنا لازم ہے۔ ناجائز کلام کی ایک قسم کسی کی غیبت جوئی کرنا ہے۔ بعض لوگوں
 کی عادت ہے کہ وہ ہر چیز میں ہر شخص میں عیب تلاش کیا کرتے ہیں، اور
 پھر ان کو بیان کر کے دوسرے گناہ مون ریا کرتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ یہ بھی
 بہت بُری خصلت ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس نے کسی مسلمان
 پر کوئی بات کہی جس سے عیب لگانا مقصود ہو تو بروز قیامت جہنم کے پل پر
 بٹھایا جائے گا (البوداد) اور آپ نے فرمایا کہ اے کچے مسلمانو! دوسرے مسلمانوں کو
 تکلیف نہ دو۔ انھیں عاریہ لاؤ۔ ان کے مخفی حالات کے پیچھے مت پڑو۔ (ترمذی)
 اور آپ نے فرمایا کہ جو بندہ کسی کے عیب چھپائیگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خود
 اس کے عیوب چھپائیگا (مسلم) کلام کی یہ تمام ناجائز قسمیں اسلامی قانونِ معاشرت
 میں سخت غیر مہذب قرار دی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ غیر مہذب کلام کی ایک
 قسم فضول گفتگو یا گپ منگپ ہے۔ اسلامی تہذیب میں یہ بھی بد تہذیبی میں
 شمار ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کی گفتگو بکثرت ہوگی، اس کی
 لغزشیں زیادہ ہوں گی اور جس کی لغزش زیادہ ہوگی اس کے گناہ زیادہ ہوں گے اور
 جس کے گناہ زیادہ ہوں گے تو دوزخ ایسے شخص کو زیادہ مستحق ہے (احیاء)

نیز فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی تجدید میں سے یہ ہے کہ وہ تمام فضولیات کو چھوڑ دے۔ (ترمذی) نئی روشنی کی یہ تہذیب کہ جب دو شخص آپس میں ملیں تو فضول گفتگو ضرور کی جائے، اسلامی تہذیب کے قطعاً خلاف ہے۔ اسی طرح آج کل جو احباب سے ملاقات کے سلسلہ میں بے فائدہ مجلسیں جمائی جاتی ہیں جن میں گھنٹوں وقت ضائع کیا جاتا ہے، یہ اسلامی نقطہ نظر سے مذموم اور قابلِ ترک ہیں۔ ایسے مجلسوں میں شریک ہونا بھی اکثر گناہ سے خالی نہیں ہوتا، اس لئے ان سے بچنا چاہئے۔ غیر مہذب کلام کی ایک قسم یہودہ مذاق کرنا ہے کہ مذاق میں فحش اور گندی باتیں کہی جاویں یا مذاق کے لئے جھوٹ سے کام لیا جائے یا مذاق اس طرح کیا جائے کہ کسی کی دل شکنی یا حقارت اور توہین ہو۔ ایسے مذاق خواہ زبان سے کئے جائیں یا عمل سے یا اشارہ سے سب ناجائز ہیں۔ ہاں البتہ اگر تفریحِ قلب کے لئے کبھی ایسا مذاق کیا جائے جس میں فحش اور جھوٹ نہ ہو کسی کی توہین و دل آزاری نہ ہو تو یہ جائز ہے، مگر اس پر بھی ہمیشگی نہ کرنی چاہئے، کیونکہ زیادہ مذاق کرنا قلب میں غفلت پیدا کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (بھی) مزاح کرتا ہوں، مگر حق کے سوا اور کچھ نہیں کہتا (احیاء) نیز آپ نے فرمایا کہ بعض مرتبہ آدمی کوئی بات ایسی کہہ دیتا ہے کہ تمام مجلس والوں کو ہنس دیتا ہے (مگر) وہ اس ایک کلمہ کی وجہ سے دوزخ کے بعید ترین مقام میں گر جاتا ہے (احیاء) یعنی مستحق ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس عذابِ آخروی کے ناجائز قسم کا مذاق اکثر بڑے بڑے فسادات پیدا کر دیتا ہے جس سے دین و دنیا دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بتوں کی عبادت اور شراب پینے کی ممانعت کے بعد سب سے پہلی چیز جس کا مجھ سے میرے رب نے عہد لیا اور منع کیا ہے وہ لوگوں کی مذاقہ نمکین گفتگوئیں ہیں۔ (احیاء) جب حضور کو اس سے منع کیا گیا تو ہلکے لئے اس سے بچنا بہت ہی ضروری ہوا۔

نئی روشنی میں یہ غلط مذاق گویا فیشن میں داخل ہو گیا ہے اور عموماً ان کا ایسا مذاق سیدھے سادے مسلمانوں کے لئے دل آزار ہوتا ہے، مگر اسلامی نقطہ نظر سے یہ ان لوگوں کی انتہائی بدتمیزی ہے اور ایسا مذاق گناہِ کبیرہ میں داخل ہے۔ میرے معزز تعلیم یافتہ دوستو! خدا سے ڈرو اور اپنے آپ کو اس حماقت اور گناہِ کبیرہ سے بچاؤ، غیر مہذب کلام کی ایک قسم مرء اور جدال ہے۔ مرء ہر اُس اعتراض کو کہتے ہیں جو کسی کے کلام پر کیا جائے تاکہ اس میں کوئی نقص لفظی یا معنوی یا بدعتی وغیرہ ثابت کی جائے، جس سے مقصود دوسرے کی کم علمی اور اپنی ہمہ دانی کا اظہار ہو۔ اس قسم کے اعتراض کرنا اسلامی تہذیب میں سخت مذموم ہے۔ مسلمان کو چاہئے کہ جب کوئی کلام سنے اگر وہ صحیح ہو تو تصدیق کرے۔ اگر غلط ہو اور وہ کلام دین کے متعلق نہ ہو تو سکوت اختیار کرے۔ آج کل اس مرء مذموم کی صحیح مثال شعر اور شاعری اور اخبارات کی تنقیدات ہیں جن میں دین کا کوئی مسئلہ یا مذہب اسلام کی حمایت نہیں بلکہ دین سے غیر متعلق شاعری اور شعروں کی لفظی و معنوی محکٹ ہوتی ہے جس میں آج مسلمانوں کا ہزار ہا روپیہ اور وقت برباد ہو رہا ہے، حالانکہ ان سے دین کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس قسم کی تلم قیل وقال اسلامی تہذیب کے قطعاً خلاف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے بھائی (کے کلام) پر بلا دینی فائدہ کے اعتراض مت کرو اور نہ اُس سے یہودہ مذاق کرو اور نہ اُس سے وعدہ خلافی کرو۔ (احیاء) اور فرمایا کہ کوئی بندہ ایمان کی حقیقت کو کامل (طور پر حاصل) نہیں کرتا، یہاں تک کہ وہ اعتراض کرنا چھوڑ دے، اگرچہ خود حق پر ہو (احیاء) بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر جگہ ہر موقع پر اپنی قابلیت جتانے کے لئے زبانِ اعتراض دراز کرتے رہتے ہیں۔ یہ انتہائی بدتمیزی ہے۔ بعض وقت اس سے لڑائی یا کسی کی دل آزاری ہو جاتی ہے۔

ایسی صورت میں یہ اعتراض گناہ کبیرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور ہدال اس کلام کو کہتے ہیں جو دوسرے کو ساکت اور عاجز کرنے اور اس کو جاہل قرار دینے کے لئے بولا جائے۔ اس سے بھی مقصود اپنی بڑائی علمیت وغیرہ جتانا ہوتا ہے۔ یہ شرعاً نہایت مذموم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ہدایت یافتہ قوم گمراہ ہوئی انہیں ہدال ضرور دیا گیا (احیاء) اور فرمایا کہ سب زیادہ مبعوض اللہ کے یہاں سخت ضدی جھگڑالو آدمی ہے (احیاء) غیر مہذب کلام کی ایک قسم تصنع اور تکلف کی باتیں ہیں یعنی آدمی ہر بات کو بنا بنا کر قافیہ بندی اور تشبیہات کے ساتھ بولنے کی کوشش کرے جیسا کہ آج کل بعض وہ جدید تعلیم یافتہ لوگ جن کو ادبیت کا ہیضہ ہو گیا ہے، اکثر بن بن کر اسی طرح کلام کیا کرتے ہیں یا بعض وہ علماء و سوانہ جن کو قافیہ بندی کا جنون ہو گیا ہے کیا کرتے ہیں۔ اسلامی تہذیب یہ ہے کہ بات نہایت صاف اور سادہ طور پر کی جائے، جس سے مخاطب مقصود کو اچھی طرح سمجھ جائے اور اپنا پورا مطلب ادا ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور میری امت کے متقی لوگ تکلف سے بری ہیں (احیاء) نیز فرمایا کہ میری نظریں سب زیادہ مبعوض اور مجھ سے سب زیادہ دور باعتبار مجلس کے، بکثرت بولنے والے، بات بڑھاکر کہنے والے فصاحت جتا کر کلام کرنے والے لوگ ہیں اور فرمایا کہ میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو نعمت دے گئے ہوں کہ رنگ برنگ کے کھانے کھاتے ہوں قسم قسم کے کپڑے پہنتے ہوں اور بات چیت میں اپنی ادبیت جتاتے ہوں (احیاء) دوستو! اور بزرگوں کو غور کرو کہ کہیں ہم ہی ان بدترین لوگوں میں سے تو نہیں ہیں۔ کلام میں سادگی اور تکلف و بناوٹ سے منع کرنا بھی بہت سی عمدہ مصاحفوں پر مبنی ہے اور اس میں بہت سے فوائد ہیں جو ہر غور کرنے والا سمجھ سکتا ہے۔

پس اسلامی تہذیب یہ ہے کہ اس بیہودہ خصلت سے بھی اپنے آپ کو بچایا جائے۔ غیر مہذب کلام کی یہ چند قسمیں بیان ہوئی ہیں اور باقی اقسام کا ذکر بوجہ خوف طوالت ترک کر دیا گیا ہے۔ اپنی زبان کو ان تمام ناجائز اور غیر مہذب کلاموں سے بچانا ہی تہذیب زبان و بیان ہے اور تہذیب زبان تہذیب اخلاق کا جزو اعظم ہے اور تہذیب اخلاق اتحاد و اتفاق کی اصل عظیم ہے۔ پس ہمیں یعنی ہم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اسلامی تہذیب کے مطابق اپنے اخلاق درست کرے اور اپنی زبان کو مہذب بنائے تاکہ قوم میں اتحاد کی جڑ پیدا ہو، جس سے ترقی کے ثمرات حاصل ہوں۔ اب دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اور تمام مسلمانوں کو موجودہ دور کی غیر اسلامی تہذیب سے بچائے اور اسلامی تہذیب اختیار کرنے کی توفیق دے۔ ہماری غرضوں کو معاف فرمائے اور صراطِ مستقیم پر چلائے۔ آمین بجاہد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ و اصحابہ اجمعین علیہ

عَلَيْهِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُذَكِّرُ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿١٦٦﴾

خطبہ جمعہ پنجم ماہ رجب درآداب معاشرت اسلامیہ نمبر ۱

تہذیب مالیات

سلسلہ
تہذیب اسلامی

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ وَوَسَّعَ الرِّزْقَ ۝

وَافَاضَ عَلَى الْعَالَمِينَ اَصْنَافَ الْاَمْوَالِ ۝

وعظ جمعہ پنجم ماہ رجب درآداب معاشرت اسلامیہ نمبر ۱

سلسلہ تہذیب اسلامی تہذیب مالیات

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عِبَادِكَ الَّذِيْنَ اَصْلَحُوا اَمَلًا بَعْدَ اَمَلٍ. برادران ملت! مذہب اسلام نے جس طرح انسان کی عبادات، اعتقادات اور معاشیات میں آداب و تہذیب کے قوانین مرتب کئے ہیں، اُسی طرح اُس نے انسان کی اقتصادیات کے متعلق بھی خاص نظریات قائم کئے ہیں جو دنیا کے تمام مذاہب و اقوام کے خیالات سے بہتر و بالاتر ہیں۔ مادی ترقیات کو دنیا کی اکثر اقوام نے اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیا ہے، لیکن اسلام نے مسلمان کا اصلی نصب العین محض رضاء الہی مقرر کیا ہے اور مادیات کو صرف اسی حد تک اہمیت دی ہے جس حد تک وہ اس مقصد کیلئے مفید ہو سکے۔ مال کی ضرورت جس طرح ایک کافر کو ہے اسی طرح مسلمان کو بھی ہے۔ شریعت نے انسان کی اس ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا لیکن کافر کا نظریہ نہ تو مال حاصل کرنے کی کوئی حد ہے اور نہ اُس کا کوئی خاص طریقہ ہے بلکہ وہ ہر چاہنے والا جائز طریقہ سے مال حاصل کرنے کو چاہے لے بغیر سمجھتا ہے، مگر اسلام نے مسلمان کے لئے مال جمع کرنے کو مقصود بنانے سے روکا ہے اور اس کو نہایت قبیح و مذموم سمجھتا ہے، جس پر بہت سی آیات و احادیث شہادت دے رہی ہیں۔ کفر و اسلام اور کافر و مسلمان کے اقتصادی نظریات کے اس بنیادی فرق کو خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے اور پھر غور فرمائیے کہ ہمارے قلوب کی گہرائیوں میں کونسا نظریہ جاگزیں ہے اور پھر اسی نظریہ کے معیار پر ہمیں اپنے کفر و اسلام کا فیصلہ کر کے ایک طرفہ ہو جانا چاہئے۔ یہ دورنگی جو آج کل ہم نے اختیار کر رکھی ہے کہ دعوئے اسلام کا ہے اور خیالات و اعمال کا اسلام سے کچھ واسطہ نہیں

رکھتے۔ اسی سرکشی نے ہمیں برباد کر رکھا ہے کہ ہم نہ دین کے لئے نہ دنیا کے لئے مسلمان سے دورنگی چھوڑے۔ یکرنگ ہو جاؤ، سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ کیا تم قرآن کے بعض احکام کو مانتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو۔ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ بِاللّٰهِ مِنْكُمْ اَلَا جِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا لَهُمْ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ہ پس اس دورنگی چال، کی سزا سوائے دنیا میں رسوائی حاصل ہونے کے اور کچھ نہیں اور قیامت کے دن وہ سخت عذاب کی طرف لوٹا دئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہاری کھوپڑیوں سے بے خبر نہیں ہے: دیکھا آپ نے کہ ہمارے اعمال ہمارے دعوئی اسلام سے بالکل مطابقت نہیں رکھتے۔ دوغلے ہیں اور دورنگی چال کی قانون قدرت نے بھی یہی سزا مقرر کر رکھی ہے جو مسلمانوں کو مل رہی ہے۔ کہ آج تمام دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل پس ماندہ اور محتاج قوم مسلمانوں ہی کی سمجھی جاتی ہے۔ آج آپ کے عوام آپ کے خواص آپ کے لیڈر سب اسی کار و بار روپے ہیں کہ ہائے مسلمان ذلیل ہو گئے، تباہ ہو گئے۔ ہر قوم مسلمانوں کی دشمن ہے۔ خون کی پیاسی ہے۔ کیوں نہ ہو نزلہ بر عضو ضعیف میریزد۔ زبردست کا نزلہ ہمیشہ ضعیف کمزور ہی پر اترتا کرتا ہے، مگر اس میں ہمارے دشمنوں کا بالکل تصور نہیں۔ جو کچھ قصور ہے وہ ہمارا ہی ہے۔ اگر ہم صرف اور خالص اسلامی رنگ میں رنگے ہوتے تو ترقی یافتہ قوموں کی صفِ اول میں ہوتے۔ تجربہ کے لئے صحابہ کے زمانے پر غور فرمائیے۔ مال و جاہ کی ترقی کو انھوں نے اپنا مقصد زندگی سمجھی نہ بنایا۔ مال و دولت سے کبھی محبت نہیں کی۔ صرف رضاء الہی ان کا مقصد زندگی تھا۔

۱۔ کہ جس نے ایمان لایا وہ اس کی پادشاہی ہے۔
 ۲۔ کہ جس نے ایمان لایا وہ اس کی پادشاہی ہے۔
 ۳۔ کہ جس نے ایمان لایا وہ اس کی پادشاہی ہے۔
 ۴۔ کہ جس نے ایمان لایا وہ اس کی پادشاہی ہے۔
 ۵۔ کہ جس نے ایمان لایا وہ اس کی پادشاہی ہے۔
 ۶۔ کہ جس نے ایمان لایا وہ اس کی پادشاہی ہے۔
 ۷۔ کہ جس نے ایمان لایا وہ اس کی پادشاہی ہے۔
 ۸۔ کہ جس نے ایمان لایا وہ اس کی پادشاہی ہے۔
 ۹۔ کہ جس نے ایمان لایا وہ اس کی پادشاہی ہے۔
 ۱۰۔ کہ جس نے ایمان لایا وہ اس کی پادشاہی ہے۔

در بیان فضائل پیشانیان

၁၈၇၆ ခုနှစ်

[illegible]

